دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کا علمی و دینی مجلہ

ماہنامہ

الحق

709 ربیع الاول/ستمبر ۲۰۲۴

خصوصی اشاعت

ختم نبوت نمبر

ردقادیانیت میں جامعہ دارالعلوم حقانیہ کی خدمات

عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت اور پارلیمنٹ میں قادیانیت کو شکست فاش کے
پچاس سال (گولڈن جوبلی) مکمل ہونے اور ماہ ربیع الاول کی
مناسبت سے ماہنامہ "الحق" کی اہم اشاعت

مدیر اعلیٰ:
مولانا راشد الحق سمیع

مؤتمر المصنفین
جامعہ دارالعلوم حقانیہ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ سَیِّدِنَا مُحَمَّدِنِ النَّبِیِّ الأُمِّیِّ وَ عَلیٰ اٰلِہٖ وَسَلِّم تَسلِیمًا

جلد نمبر.................59

شمارہ نمبر........... 12

ربیع الاول...... ۱۴۴۶ھ

ستمبر.........۲۰۲۴ء

اے بی سی آڈٹ بیوروسرکولیشن کی مصدقہ اشاعت

ماہنامہ الحق اکوڑہ خٹک

مدیر اعلیٰ	نگران	باہتمام	بانی
حافظ راشد الحق سمیع حقانی	مولانا حامد الحق حقانی	حضرت مولانا انوار الحق صاحب	حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ

نائب مدیران: مولانا حبیب اللہ حقانی، مولانا محمد اسلام حقانی

منتظم : بابر حنیف

فہرست مضامین

نقش آغاز: رِدِقادیانیت میں جامعہ دارالعلوم حقانیہ کا کردار.........................مولانا راشد الحق سمیع ۳

حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کا ''دارالعلوم حقانیہ اور ردِقادیانیت'' کتاب پر پیش لفظ..............مولانا اسامہ سمیع ۷

حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کا ''قادیان سے اسرائیل تک'' کتاب پر پیش لفظ ....صاحبزادہ محمد احمد ۱۰

قادیانیوں کے خلاف پہلی پارلیمانی قرارداد (۱۹۷۳ء)..........پیش کردہ: شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ ۱۲

قادیانی غیرمسلم اقلیت ہیں،قومی اسمبلی کا فیصلہ (مشترکہ قرارداد۱۹۷۴ء)......مولانا عبدالحقؒ ودیگر اکابرین کا ایک عظیم کارنامہ ۱۷

تاریخی فیصلے پر مولانا سمیع الحقؒ کا نذرانہ عقیدت ....حضرت شہیدؒ کی یادگار تحریر ۱۹

قومی اسمبلی میں قادیانیت کے خلاف مسلمانوں کی فتح مبین..............................شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ ۲۲

ردِقادیانیت کے سلسلے میں مولانا عبدالحقؒ کا کردار......................................حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ ۲۷

مرزا طاہر احمد کا مولانا سمیع الحق کو دعوت مباہلہ......................................مولانا زاہد الراشدی ۳۵

قادیانیت کے متعلق مفتی تقی عثمانی مدظلہ کے مکاتیب سے اقتباسات ....مولانا محمد اسرار مدنی ۴۲

اکابرین ختم نبوتؐ کا مولانا سمیع الحقؒ کو تحسین وتبریک.......................................مولانا عبدالقیوم حقانی ۴۵

قومی اسمبلی کا تاریخی فیصلہ: سفارشات اور آئین میں ترمیم کا بل...................مولانا انعام الرحمٰن شانگلوی ۴۹

مولانا عبدالحقؒ کا قادیانی سربراہ مرزا ناصر احمد پر جرح وسوالات ....مولانا حبیب اللہ حقانی ۵۳

''قادیانیت اور ملت اسلامیہ کا موقف'' کتاب پر مولانا سمیع الحقؒ کا پیش لفظ،پس منظر.......مولانا محمد اسلام ۵۸

ماہنامہ ''الحق'' اور ردِ قادیانیت ....مولانا راشد الحق سمیع ۶۴

اسلام کی پوری عمارت عقیدۂ ختم نبوت پر قائم ہے ......مولانا عطاء اللہ شاہ بخاریؒ ۶۹

مسئلہ ختم نبوتؐ ......حضرت علامہ مولانا شمس الحق افغانیؒ ۷۲

عظمت ختم نبوتؐ اور قادیانیوں کی اسلام دشمنیاں ......شیخ الحدیث حضرت مولانا انوار الحق ۷۴

تحفظ ختم نبوتؐ کا عظیم تاریخی یادگار دن ......حضرت مولانا حامد الحق حقانی ۷۶

قادیانی دجل اور ہمارے اکابرین کی جدوجہد کی تاریخ ......مولانا عرفان الحق حقانی ۷۷

۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت سے متعلق مولانا عبدالحقؒ کا تقریری اقتباس ......مولانا شوکت علی حقانی ۸۱

ختم نبوتؐ اور قادیانیت : یہ مسئلہ آخر ہے کیا؟ ......مولانا قاضی فضل اللہ ۸۴

پارلیمنٹ میں شہید ناموس رسالتؐ کا کردار ......مولانا عبدالروف فاروقی ۸۹

تحریکِ ختم نبوتؐ کے حوالہ سے تین سوالات کا جائزہ ......حضرت مولانا زاہد الراشدی ۹۴

عقیدہ ختم نبوتؐ، اسلام کی اساس ......مولانا اللہ وسایا ۱۰۰

ہمیں بھی یاد کرلینا چمن میں جب بہار آئے ......مولانا محمد شفیع چترالی ۱۰۲

۷ر ستمبر ملت اسلامیہ کے دشمن کا خاتمہ ......مولانا قاضی محمد سلیم حقانی ۱۰۳

قادیانی مسئلہ کے حل کے بعد مدیر ''الحق'' کا سوالنامہ ......جناب بابر حنیف ۱۰۵

مغربی افریقہ (سینگال و گیمبیا) کی مذہبی جماعتوں کا قادیانیت کیخلاف فتوی ......مولانا حبیب اللہ ۱۱۵

قادیانیت کے خلاف اٹھنے والی تحریک ختم نبوت ......حافظ محمد زاہد ۱۱۸

عقیدہ ختم نبوتؐ عقیدہ رسالت کی تکمیل ......ڈاکٹر بشیر احمد رِند ۱۲۸

نعت ......ارشاد عرشی ملک ۱۳۷

فرقہ قادیانیت سے متعلق ''الحق'' کا ۵۹ سالہ ریکارڈ و اشاریہ ......صاحبزادہ محمد عمر ۱۳۹

اشاریہ ماہنامہ الحق جلد ۵۹ [۲۴-۲۰۲۳ء] ......جناب محمد شاہد حنیف ۱۵۴

☆☆☆☆☆

ماہنامہ ''الحق'' جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ضلع نوشہرہ (خیبر پختونخوا) پاکستان۔ آفس فون نمبر: 630435 -923 92+

ای میل: Email: editor_alhaq@yahoo.com -------- موبائل نمبر: 0333-9167789

ویب سائٹ: www.jamiahaqqania.edu.pk -------- فیس بک ایڈریس: facebook\Alhaq Akora Khattak

سالانہ بدل اشتراک اندرون ملک فی پرچہ -/70 روپے۔ سالانہ -/800 روپے۔ بیرون ملک 40$ امریکی ڈالر

پبلشر: مولانا راشد الحق سمیع ، جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک، منظور عام پریس پشاور

نقش آغاز بسم اللہ الرحمن الرحیم مولانا راشد الحق سمیع

مدیر اعلیٰ ماہنامہ ''الحق''

ردِقادیانیت میں جامعہ دارالعلوم حقانیہ کا کردار

مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَ لٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَ خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ مُحَمدٍ وَّعلیٰ آلِ مُحمدٍ کَمَاصَلَّیْتَ علی اِبْرٰھِیْمَ وَعَلیٰ آلِ اِبْرٰھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

ماہنامہ ''الحق'' کا یہ خصوصی نمبر پارلیمنٹ میں قادیانیت کو شکست فاش کے پچاس سال (گولڈن جوبلی) مکمل ہونے، ماہ ربیع الاول کی مناسبت، عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت اور ردقادیانیت میں جامعہ دارالعلوم حقانیہ کے کردار و خدمات کے حوالے سے پیش کیا جارہا ہے۔ الحمدللہ ماہنامہ ''الحق'' پاکستان اور برصغیر کے اُن ابتدائی گنے چنے مجلّات میں سے ہے جس نے اس اُم الفتن فتنہ قادیانیت کی سرکوبی کے لئے روزِ اول ہی سے اس کے خلاف قلمی وفکری جہاد کا محاذ سنبھال لیا تھا اور اپنے قیام کے پہلے سال ہی سے قادیانیت کی ریشہ دوانیوں اور خصوصاً قادیانی وزیرخارجہ ''سر'' ظفراللہ خان اور اس کے ہمنواؤں کو بے نقاب کرنا شروع کردیا تھا۔

الحمدللہ آج ستمبر۲۰۲۴ کو ماہنامہ ''الحق'' کے ۵۹ سال مکمل ہوگئے، اس سفرعلم و آگہی میں فرق باطلہ اور خصوصاً احمدیوں اور قادیانیوں کے خلاف ماہنامہ ''الحق'' علم و تحقیق اور نقدوجرح کے ذریعے ہراول دستے کا کلیدی کردار ادا کرتا رہا۔ ماہنامہ ''الحق'' کا ۵۹ سالہ اشاریہ (انڈکس) دیکھ کر اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ عظمت ختم نبوتؐ اور قادیانیوں کی ریشہ دوانیوں کو کس موثر طور پر اس عرصہ دراز میں آشکارا کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ حضرت والد ماجد مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی کتاب ''اسلام اور عصر حاضر'' (دوجلدوں) میں بھی قادیانیوں کا بھرپور تعاقب کیا گیا ہے، ''دارالعلوم حقانیہ اور ردِقادیانیت'' کے نام سے چھ سو سے زائد صفحات پر مشتمل ایک اہم موقر اور ضخیم تحقیقی کتاب بھی ''موتمر المصنفین'' نے شائع کروائی ہے جس میں ردِقادیانیت کے متعلق جامعہ دارالعلوم حقانیہ کی خدمات کو تفصیل سے پیش کیا گیا ہے اور اسے علمی حلقوں نے سراہا بھی ہے۔

اسی طرح امت مسلمہ کے لئے ۷/ستمبر ختم نبوتؐ کے حوالے سے ایک تاریخی نوعیت کا دن ہے، تحریک ختم نبوتؐ پاکستان کی سیاسی و پارلیمانی تاریخ میں جہد مسلسل اور قربانیوں کی ایک لازوال داستان کی حیثیت رکھتی ہے، اس جدوجہد میں پاکستان کے ہر مکتب فکر کی انتھک کوششیں شامل ہیں اور

مختلف سیاسی و مذہبی اکابرین نے دن رات ایک کر کے اس شمع حق کو اپنے خون جگر سے فروزاں رکھا ہے، اس سلسلے میں امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ ، حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ، مولانا مفتی محمودؒ، مولانا شاہ احمد نورانیؒ، مولانا غلام غوث ہزارویؒ، مولانا یوسف بنوریؒ وغیرہم سرفہرست ہیں۔

الحمدللہ! ہمارے ادارے جامعہ دارالعلوم حقانیہ اور خانوادہ حقانی کے بانی شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ کا قائدانہ کردار بھی اس تحریک میں مرکزی نوعیت کا تھا، آپ نے جب بھی دین متین میں، جہاں بھی اور جس جہت سے رخنہ اندازی کا شائبہ محسوس کیا یا عقیدہ ختم نبوتؐ پر کوئی حملہ آور ہوتا تو آپ سے برداشت نہ ہوتا کیونکہ آپ ایک سچے عاشق رسولؐ تھے اور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر کسی قسم کی بھی آنچ نہیں آنے دیتے لہٰذا آپ ایسے مواقع پر اصول، جاہ اور منزلت کو بالائے طاق رکھ کر بلاخوف وخطر جان کی پرواہ کئے بغیر صرف دینی حمیت، احقاق حق اور ابطال باطل اور رضائے الٰہی کی خاطر ہر پلیٹ فارم پر اس کا ڈٹ کر مقابلہ کرتے اور اس کے سامنے سیسہ پلائی دیوار بنے رہتے اور ہر باطل کے لئے سدِسکندری اور ہر راہزن کی سرکوبی کے لئے صف اول کے مجاہد ثابت ہوتے، اسی مقصد کے لئے آپ نے ۱۹۵۱ء میں امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کو دارالعلوم حقانیہ بلایا پھر حضرت شاہ صاحبؒ نے ردِقادیانیت کے حوالے سے ایک موثر خطاب فرمایا اسی طرح حضرت دادا جانؒ ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں پیش پیش رہے، پھر ۱۹۷۱ء کے انتخابات میں آپ قومی اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے۔

۱۹۷۳ء میں فتنہ قادیانیت کے خلاف قومی اسمبلی کے پلیٹ فارم پر آپ نے تن تنہا پہلی مرتبہ قرارداد پیش کی لیکن اُس وقت کی حکومت نے وہ قرارداد منظور نہیں کی اور اُس کو مسترد کر دیا، پھر اس کے ایک سال بعد ۱۹۷۴ء میں قادیانیوں کے خلاف بپا عوامی تحریک میں مزید شدت آئی تو حضرت مولانا عبدالحقؒ ، حضرت مولانا مفتی محمودؒ ، حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ اور دیگر ممبران قومی اسمبلی نے قادیانیوں کے خلاف ایک بار پھر متفقہ قرارداد پیش کی جو شدید عوامی دباؤ، ہزاروں ختم نبوت کے پروانوں کے مقدس خون کی حدت اور تحریک ختم نبوت کے بزرگوں کی قربانیوں کے طفیل قومی اسمبلی سے ۷/ستمبر کو متفقہ طور پر منظور ہوگئی۔ اس قرارداد کے پیچھے ایک موثر علمی اور تحقیقی حوالہ جاتی کتاب ''قادیانیت اور ملت اسلامیہ کا موقف'' نے بنیادی کردار ادا کیا، اس کتاب کی تیاری میں بھی الحمدللہ خانوادہ حقانی کے قابل فخر فردِفرید حضرت والد ماجد شہید ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم مولانا سمیع الحقؒ اور شیخ الاسلام حضرت مولانا محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہ نے دو تین دن کی شبانہ روز محنت

شاقہ ،عرقریزی اور خون جگر سے یہ وقیع کتاب تیار کی جسے حضرت مولانا مفتی محمودؒ نے قومی اسمبلی میں پیش کر کے قادیانیت کے خلاف تاریخی مقدمہ لڑا۔اس کے بعد شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ کے صحیح جانشین حضرت والد ماجد مولانا سمیع الحق شہیدؒ اسی قافلے کے ایک نامور عظیم سپہ سالار کے طور پر ابھرے ،شہید ناموس رسالتؐ حضرت والد ماجد شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ نے علمی وسیاسی محاذ اور خصوصاً پارلیمانی پلیٹ فارم پر آخر دم تک مردانہ وار مقابلہ کیا۔ یہاں تک کہ ناموس رسالتؐ کے سلسلے میں جب ریاست کے طاقتور حلقوں اور سابق سیاسی جرنیلوں نے ان کو منع کیا اور دھمکیاں بھی دیں کہ آپ اس توہین رسالتؐ کیس (ملعونہ آسیہ) سے خود کو الگ کرلیں اور خود کو افغانستان کے مسئلے تک محدود رکھیں، یہ ناموس رسالتؐ کا کیس بین الاقوامی حیثیت اختیار کر چکا ہے اس میں ریاست کی مجبوریاں ہیں،دارالعلوم حقانیہ اور آپ اس حساس کیس سے بالکل دور رہیں۔ لیکن آفرین اُس عظیم نڈر سپہ سالار اور ختم نبوتؐ کے مجاہد پر جس نے اُن دھمکیوں اور ہر طرح کے پریشر کو جوتے کی نوک پر رکھا اور اپنی شہادت سے ایک روز قبل ایسا زبردست تاریخی ایمان افروز خطاب ردِ قادیانیت اور اس کے بہی خواہ طاقتوروں کے خلاف کیا جس سے ایوان اقتدار اور ریاست کے مقتدر حلقوں میں آگ لگ گئی اور اس تقریر کی پاداش اور ماضی کے قادیانیت کے خلاف جدوجہد رکھنے والے اس بیباک اور نڈر مجاہد و سپہ سالار کو انہوں نے اپنے راستے سے ہٹانے کا حتمی فیصلہ کرلیا، اس کے بعد آپ حضرت حمزہؓ کی طرح پروانہ وار شہادت کی منزل پر سرفراز کردیئے گئے، یہ شعر اکثر حضرت والد شہیدؒ گنگناتے اور دہراتے تھے اور بالآخر اس شعر کا حقیقی مصداق ہوگئے ......

نہ جب تک کٹ مروں میں خواجہ بطحاؐ کی عزت پر خدا شاہد ہے کامل میرا ایماں ہو نہیں سکتا

قادیانیت کے خلاف جامعہ دارالعلوم حقانیہ، ماہنامہ ''الحق''،قومی اسمبلی میں مولانا عبدالحقؒ، سینٹ آف پاکستان اور وفاقی مجلس شوریٰ میں حضرت مولانا سمیع الحقؒ کے مسلسل تاریخی کردار مثلاً شریعت بل اور دیگر اسلامی قوانین خصوصاً ''توہین رسالت ایکٹ'' اور ''امتناع قادیانیت آرڈیننس'' کی تیاری اور پیش کرنے میں مرکزی کردار ادا کیا۔دارالعلوم حقانیہ کی انہی خدمات کی وجہ سے مرزا ناصر نے حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کو براہ راست مباہلہ کا چیلنج بھی دیا کیونکہ اُس کو معلوم تھا کہ اس ایمانی قلعے سے مسلسل فتنہ قادیانیت کے خلاف مزاحمت اور گولہ باری ہورہی ہے،اسی لئے قادیانیوں اوران کے حاشیہ برداروں کی واچ لسٹ پر ہمیشہ جامعہ حقانیہ سرفہرست رہا۔ جامعہ حقانیہ اور حضرت مولانا سمیع الحقؒ کے خلاف اُن کی ایماء پر میڈیا کی دنیا میں مسلسل ہر طرح کا منفی پروپیگنڈا کیا جاتا رہا اور بین الاقوامی پلیٹ فارمز پر بھی اِسے قادیانیوں نے بڑی قوتوں کے ہمراہ ایک ''دہشت گرد'' اور

''انتہا پسند'' ادارہ قرار دیا۔ قادیانیوں کے مجلّات اور اُنکے الیکٹرانک میڈیا چینلز حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی شہادت پر بھی دیگر کفار و مخالفین کے ہمراہ کئی دن تک جشن مناتے رہے اور اپنی پرانی دشمنی کا حساب چکتا کرتے رہے۔ بہرحال! بانی و موسس ماہنامہ ''الحق'' حضرت والد ماجد مولانا سمیع الحقؒ تو فتنہ قادیانیت کا تعاقب کرتے کرتے اسی راہِ وفا و ناموس رسالتﷺ میں شہید ہو گئے لیکن اُنکی روشن کردہ مشعل اور بلند کردہ پرچم کا یہ سفر رواں دواں ہے اور قادیانیت کے خلاف ماہنامہ ''الحق'' کی یہ خصوصی اشاعت بھی اُسی سلسلۃ الذہب کی ایک کڑی اور دعوت وعزیمت کے راستے کی منزل ہے

لکھتے رہے جنوں کی حکایات خوں چکاں ہر چند اس میں ''سر'' ہمارے قلم ہوئے

عرصہ دراز اس امر کی ضرورت محسوس کی جارہی تھی کہ نئے قارئین اور نوجوان نسل کو بھی عقیدہ ختم نبوتؐ سے روشناس کرایا جائے اور اسی طرح جامعہ دارالعلوم حقانیہ، ماہنامہ ''الحق'' اور اس کے بزرگوں کا ختم نبوتؐ اور ردِ قادیانیت کے حوالے سے جو ایک تاریخی کردار رہا ہے، اُسے بھی سامنے لایا جائے، یہ خصوصی اشاعت بھی ماہنامہ ''الحق''، ''موتمر المصنفین'' کی گزشتہ ردِ قادیانیت کے حوالے سے لکھی گئی تصنیفات، تالیفات اور مضامین کے سلسلے کا اہم علمی و تحقیقی تسلسل ہے۔

اتفاق سے اس سال ختم نبوت قرارداد کے پچاس سال بھی پورے ہو گئے ہیں اور اسی سال سپریم کورٹ آف پاکستان نے مبارک ثانی کیس میں ایک متنازعہ فیصلہ بھی جاری کیا جس پر پورے ملک کے عاشقانِ مصطفیٰؐ تڑپ اٹھے اور ایک بار پھر یہ مسئلہ غیبی طور پر اجاگر ہو گیا۔ سپریم کورٹ آف پاکستان نے اس امر کا اعتراف کیا کہ اُس فیصلے میں ہم سے غلطی ہوئی ہے، پیشی کے موقع پر عدالت نے ملک کے چوٹی کے مذہبی و سیاسی رہنماؤں کو بھی طلب کیا تھا جس میں حضرت مولانا محمد تقی عثمانی صاحب نمایاں تھے۔ دارالعلوم سے نمائندگی کیلئے بھی عم مکرم حضرت مولانا انوار الحق مدظلہ کو دعوت دی گئی تھی مگر بیماری اور شدید نقاہت کے باعث آپ شرکت نہ کر سکے لیکن دارالعلوم حقانیہ ہی کے قابل فخر فرزند قائد جمعیت حضرت مولانا فضل الرحمٰن مدظلہ نے بڑے موثر انداز میں ختم نبوت کا دفاع کیا اور اپنے اکابرین کے مشن اور امت مسلمہ کی بہترین ترجمانی کی، اللہ تعالیٰ سابقہ تمام اکابرین امت اور موجودہ ختم نبوت کاذ سے وابستہ تمام علمائے کرام کو اجر عظیم عطا فرمائے جنہوں نے اس محاذ پر شجاعت و بہادری کا علم جوانمردی کے ساتھ تھاما ہوا ہے اور اللہ تعالیٰ دارالعلوم حقانیہ اور ماہنامہ ''الحق'' کی یہ چھوٹی سی کاوش کو بھی قبول فرمائے اور اسے خالص اپنی رضا اور بالخصوص دانائے سُبل، ختم الرسل، مولائے کلؐ کی بارگاہ میں ہم سب کی شفاعت کا ذریعہ بنائے۔ (آمین)

غالب ثنائے خواجہ بہ یزداں گزاشتم کاں ذاتِ پاک مرتبہ دانِ محمد است

مولانا اسامہ سمیع
مدرس جامعہ دارالعلوم حقانیہ

شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کا ''دارالعلوم حقانیہ اور ردقادیانیت'' کتاب پر پیش لفظ

الحمد لحضرة الجلالة والصلوٰة والسلام على خاتم الرسالة اما بعد

استعماری قوتوں اور اسلام دشمن لابیوں نے امت مسلمہ کی وحدت و سالمیت، نظریاتی یکجہتی اور سیاسی قوت کوختم کرنے کیلئے جو حربے استعمال کئے اس میں ''فتنہ قادیانیت'' سب سے نمایاں ہے، جس کی بنیاد ننگ ملت، غدار دین غلام احمد قادیانی نے رکھی۔ مذہبی لحاظ سے یہ ''بہائی فرقے'' کا ہندی ایڈیشن تھا، جس کو برطانوی سامراج نے آب و دانہ مہیا کیا اور یہودی آقاؤں نے پروان چڑھایا، مرزا قادیانی نے مصلح، مجدد، مہدی، مسیح موعود، نبی رسول، موعود اقوام عالم، کرشن جیسے متضاد، متفرق دعوؤں کا ملغوبہ تیار کر کے اپنی ذات کو اس کے گرد گھمایا، ہندوستان میں پیدا ہونے والے مذاہب، ہندومت، بدھ مت، سکھ مت وغیرہ کے بانیوں کو سب وشتم کا نشانہ بنایا، حضرت عیسیٰؑ کے خلاف بکواسات کا طومار باندھا، جہاد کی تنسیخ، برطانیہ کی اطاعت اور اسلامی ریاستوں کی پامالی کے لئے اوچھے ہتھکنڈے استعمال کئے مگر اس فتنے کا سب سے بڑا نشانہ دین اسلام کا بنیادی عقیدہ ختم نبوت تھا جس کی آڑ میں انہوں نے سید الکائنات محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات کی توہین وتحقیر میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔

ایک طرف اس فتنہ کی سنگینی مگر دوسری طرف مسلمانوں کے حساس، عاقبت اندیش اور عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے سرشار قائدین جن کو اللہ تعالیٰ نے ''فتنہ مرزائیت'' کے بارے میں دل بینا اور شرح صدر سے نوازا تھا، انہوں نے اس صدی کے آغاز ہی سے علمی، فکری، سیاسی اور عوامی ہر محاذ پر پورے شد ومد سے اس کے سیاسی، مذہبی، معاشرتی اور بین الاقوامی خطرات سے عالم اسلام اور اس کے حکمرانوں کو آگاہ کرنا شروع کر دیا اور پرخطر حالات میں بھی علم جہاد لہراتے رہے، انہیں للکارتے

رہے اور امت مسلمہ کو اس مارِ آستین سے بچنے کے لئے جھنجھوڑتے رہے۔

ہزاروں علما، مفکرین، زعماء، مصنفین، مناظر، صحافی، مبلغ اور لاکھوں عوام ان سارقین تاج و تخت ختم نبوت کا محاسبہ اور تعاقب کرنے کیلئے میدان جہاد میں کود پڑے اور خواجہ یثرب صلی اللہ علیہ وسلم کے ناموس ختم نبوت کیلئے اپنی زندگیاں تج دیں جبکہ کئی سعادتمند اس راہ میں کٹ مر کر بھی خلعت شہادت سے سرفراز ہوئے اور شفاعت آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم اور خوشنودی اولین و آخرین کی ابدی سعادت سے مالا مال ہوئے (حضرت والد ماجد شہیدؒ نے یہاں کیا ہی خوبصورت عشق و محبت اور عقیدت سے لبریز ''الہامی'' عبارت لکھی ہے، آپ خود بھی اُن خوش نصیب وسعادت مند قبیلہ شہداء میں شامل ہو گئے ہیں جنہوں نے خواجہ بطحا کی عزت و ناموس، رضاء و خوشنودی مصطفوی کیلئے اپنی جان آبروئے امت و محسن انسانیتؐ پر وار دی۔فداہ أبی و امی و روحی یا سید المرسلین محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔راشدسیج)

دیگر مجاہدین ختم نبوت کی طرح اس تحریک میں دارالعلوم حقانیہ اور والد گرامی قائد شریعت شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ کا بھی بنیادی کردار رہا، ۱۹۵۱ء میں امیر شریعت سید عطاء اللہ بخاری حضرت والدؒ کے حکم پر یہاں تشریف لائے اور ہزاروں لوگوں کے اجتماع میں فتنہ قادیانیت کا پردہ چاک کیا۔ یہاں سے تحریک ختم نبوت ایک نئے موڑ میں داخل ہوئی، جس کو حکومت وقت نے مجاہدین ختم نبوت کو جیل میں ڈالنا شروع کیا، ہزاروں لوگوں کو شہید کیا گیا مگر سلسلہ رکا نہیں۔

اس طرح ۱۹۷۳ء میں والد ماجد نے سب سے پہلے قومی اسمبلی میں قادیانیوں کو اقلیتی گروہ قرار دینے کیلئے قرارداد پیش کی، جسے اسمبلی نے مسترد کیا مگر اکابر کی قربانیوں اور امت مسلمہ کے مومنانہ جدو جہد کے نتیجے میں ۱۹۷۴ء میں گھٹنے ٹیک دئے اور دستور میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا، اس دوران قومی اسمبلی میں مسلمان کی پہلی متفقہ تعریف کی سعادت بھی حضرت والدؒ کو نصیب ہوئی، جبکہ ''قادیانیت اور ملت اسلامیہ کا موقف'' کی سیاسی حصے کی تیاری راقم کے حصے میں آئی جس کو مفکر اسلام مفتی محمودؒ نے اسمبلی میں پیش کیا، پھر راقم نے اکابر امت کو اس فیصلے کے ذیلی تقاضوں کی طرف متوجہ کیا، جس کے جواب میں عالم اسلام کے جیدا کابرین، مفکرین اور دانشور حضرات نے وقیع تجاویز ارسال فرمائیں، اس طرح صدر ضیاء الحق کی مجلس شوریٰ سے توہین رسالت ایکٹ اور قادیانیت آرڈیننس کی منظوری بھی قادیانیت کے تابوت میں آخری کیل ثابت ہوئی جس میں بطور رکن مجلس شوریٰ کے ناچیز کی حقیر جدو جہد بھی شامل تھی، اس تمام جدو جہد میں ماہنامہ ''الحق''

نے بھی کلیدی کردار ادا کیا۔

اور اب پچاسویں جلد بھی نصف صدی گزرنے پر تعاقب وتردید قادیانیت کا یہ سلسلہ تا حال جاری ہے، اس پچاس سالہ جدو جہد اور تحقیقی مضامین کا انڈکس اس کتاب کے آخر میں شامل ہے جو اس شجرہ خبیثہ کے ہر ہر پہلو پر سیر حاصل روشنی ڈال سکتا ہے، ارباب علم و دانش اور اصحاب تحقیق و ریسرچ کیلئے یہ ایک بیش بہا خزانہ ہے، بہت اہم حصہ قادیانیت کے بارہ میں پارلیمنٹوں کی پارلیمانی، آئینی اور دستوری جدو جہد سے متعلق ہے جو یہ نشاندہی کرتا ہے کہ قادیانیوں کے بارہ میں یہ اقدامات وقتی ہیجان اور جذبات پر مبنی نہیں بلکہ دنیا میں رائج دستوری اور آئینی تقاضوں کے مطابق ہے۔

الحمد للہ کہ دارالعلوم حقانیہ کو اللہ تعالیٰ نے علم تعلیم تدریس و دعوت سیاست و جہاد کے ہر ہر شعبہ میں خصوصی فضل و کرم سے نوازا ہے، تمام فرق باطلہ پرویزیت، انکار حدیث، تجدد واستشراق، الحاد و بدعات کا کوئی فتنہ اس کے باطل شکن حملوں سے بچا نہیں، قادیانیت جیسا ایک ام الفتن فتنہ کب نظر انداز ہوسکتا ہے۔ضرورت ان کوششوں کو مرتب اور اجاگر کرنے کی تھی۔

اس سلسلے میں ''دارالعلوم حقانیہ اور ردِقادیانیت'' کے نام سے ایک تاریخی دستاویز دو قابل فضلاء (مولانا انعام الرحمٰن حقانی ،مولانا محمد اسرار مدنی) نے مرتب کی جس میں دارالعلوم حقانیہ، ماہنامہ ''الحق''، شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ کے ردِقادیانیت کے متعلق جملہ علمی وتحقیقی مواد کو بہترین انداز میں مرتب کیا گیا۔اللہ تعالیٰ اس علمی وتحقیقی کاوش کو پوری امت کے افادہ اور استفادہ کا ذریعہ بنائے (آمین)

(ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم)

اِنّہٗ سیکون فِیُ اُمّتِیُ کذّابُوُنَ
ثَلاَثُوُنَ کُلُّھُمُ یَزُعَمُ اَنّہٗ نَبِیٌّ
وَ اَنَا خَاتَمُ النَّبِیّیُنَ لَا نَبِیّ بَعُدِیُ

''میری امت میں تیس کذّاب پیدا ہوں گے، ہر ایک یہ دعویٰ کرے گا کہ وہ نبی ہے حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں'' (رواہ مسلم)

صاحبزادہ محمد احمد

حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کا ''قادیان سے اسرائیل تک'' کتاب پر پیش لفظ

قادیانی فرقہ مذہبی سے بڑھ کر ایک سیاسی فرقہ ہے، انیسویں صدی کے عظیم استعماری سامراج برطانیہ نے اپنے مکروہ سیاسی عزائم کی تکمیل کے لیے اس کی نشوونما میں بنیادی حصہ لیا پھر اسے اس تختی براعظم پاک و ہند میں سامراجی مقاصد کی تکمیل کا ذریعہ بنایا، دوسری طرف عالم عرب کے سینے میں جب سے صیہونی قوت اسرائیل کا خنجر پیوست کیا جارہا تھا تو قادیانیت اس کے لئے ہر اول دستہ ثابت ہوئی، مغربی سامراج کے زیر اثر افریقی ممالک میں بھی قادیانی جماعت ہی پس پردہ آلہ کار بنی رہیں، یہ حقائق اب ڈھکے چھپے نہیں رہے مگر جتنی ضرورت تھی قادیانیوں کے اس اسلام دشمن سیاسی کردار پر کماحقہ روشنی نہیں ڈالی جاسکی، بلاشبہ علمائے اسلام نے قادیانیت کے مذہبی دینی عقائد کے پہلو پر اتنا کچھ لکھا کہ اس سے اسلامی علم الکلام میں ایک وقیع اضافہ ہوگیا لیکن ملت مسلمہ اور عالم اسلام کو اس مارآستین ٹولے کے اصل سیاسی عزائم اور مشاغل سے متعارف کرانے کا کام اب بھی وقت کا ایک اہم فریضہ ہے۔

قومی اسمبلی میں جب قادیانیت کا مسئلہ زیر بحث تھا، ''قادیانیت اور ملت اسلامیہ کا موقف'' کے نام سے مسلمانوں کی طرف سے جو بیان دیا گیا، اس کے آخری باب سیاسی حصے میں احقر نے قادیانیوں کے اس رخ سے نقاب اٹھانے کی کوشش کی جس کے خاطر خواہ اثرات ظاہر ہوئے اور ایوان کی اکثریت محو حیرت ہوگئی، اس کے بعد حضرت مولانا محمد یوسف بنوری مرحوم کی طرف سے ایک کتابچہ اسی موضوع پر شائع ہوا اور قادیانیوں کے ذمہ دار افراد کی طرف سے اس کا جواب دینے کی کوشش کی گئی مگر اس موضوع پر معروضی مطالعہ اور سائنٹفک انداز میں نہایت مستند اور تحقیقی مواد پر مبنی بے لاگ جائزہ کی اب بھی ضرورت تھی۔

الحمدللہ کہ ''موتمر المصنفین'' نے ایک فاضل رکن کو اس اہم کام پر لگایا اور انہوں نے طویل محنت، عرقریزی سے اس کام کو موجودہ شکل میں مرتب فرمایا، قادیانی اور غیر قادیانی مآخذ کے علاوہ انہوں نے یورپ کے اہم ماخذ کی چھان بین کی، وسیع مطالعہ فرمایا اور نہایت جانفشانی سے اس مکروہ شرمناک سیاسی کردار سے پردہ اٹھانے کی کوشش کی اور بحمد اللہ عزوجل قادیانیت کے سیاسی کاروبار پر پیش نظر کتاب کو اس صدی کی ایک اہم جامع مدلل اور مستند کتاب قرار دیا جاسکتا ہے جسے ''موتمر المصنفین'' ملت مسلمہ کی عدالت میں پیش کر رہا ہے۔

حق تعالیٰ سے التجا ہے کہ یہ حقیر سعی مشکور و بارآور ثابت ہو، خدا کرے یہ کتاب دنیا کی اہم زبانوں (عربی، انگریزی، فرانسیسی اور بعض افریقی زبان) میں بھی شائع ہو جائے اور مصنف کی یہ محنت مسلمانوں کو اس مارآستین جماعت کے اسلام دشمنی کے شرمناک کردار سے متعارف اور متنبہ کرانے کا ذریعہ بن جائے، خاتم النبیین علیہ الصلاۃ والسلام کے نام لیوا ہر فرد اور دینی و ملی جماعتوں اور تنظیموں سے اپیل ہے کہ وہ اپنے طور پر اس کتاب کو پھیلانے میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔

مولانا سمیع الحق

صدر موتمر المصنفین جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

۲۶ ذی قعدہ ۱۳۹۸ھ

فرمان علامہ اقبالؒ

''ملتِ اسلامیہ کو اس مطالبے کا پورا پورا حق حاصل ہے کہ قادیانیوں کو علیحدہ کردیا جائے، اگر حکومت نے مطالبہ تسلیم نہ کیا تو مسلمانوں کو شک گزرے گا کہ حکومت اِس نئے مذہب کی علیحدگی میں دیر کررہی ہے، حکومت نے ۱۹۱۹ء میں سکھوں کی طرف سے (ہندوؤں سے) علیحدگی کا انتظار نہ کیا۔ اب وہ قادیانیوں سے ایسے مطالبہ کے لئے کیوں انتظار کررہی ہے۔''

پیش کردہ: حضرت مولانا عبدالحقؒ
ممبر قومی اسمبلی (۱۹۷۳ء)

قادیانیوں کے خلاف پہلی پارلیمانی جدوجہد

۱۹۷۳ء میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی مولانا عبدالحقؒ کی پیش کردہ قرارداد

شیخ الحدیث مولانا عبدالحق ممبر قومی اسمبلی و مہتمم دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک نے قومی اسمبلی کے ۲۴ مئی ۱۹۷۳ء کے اجلاس میں قادیانیوں کو اقلیت قرار دینے کی قرارداد پیش کرنے کی کوشش کرتے ہوئے نیشنل اسمبلی کے سیکرٹری کے نام حسب ذیل قرارداد شامل کرنے کا تحریری نوٹس بھیجا تھا۔

''اس اسمبلی کی رائے ہے کہ پاکستان میں مرزائی جماعت اور اس کے تمام افراد (قادیانی اور لاہوری ہر دو جماعتوں) کو قرآن وسنت اور اجماع امت کے متفقہ فیصلہ کی بنا پر غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔ ان کی تمام تبلیغی سرگرمیوں پر پابندی عائد کی جائے اور انہیں زندگی کے تمام شعبوں میں اپنی علیحدہ تشخص قائم کرنے کی ہدایت دی جائے۔ یہ اسمبلی آزاد کشمیر اسمبلی کی اس قرارداد کی تحسین اور تائید کرتی ہے جس میں مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے اور ان کی رجسٹریشن کرانے پر زور دیا گیا ہے نیز آئندہ کے لیے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی قسم کا دعویٰ نبوت کرنے یا ایسے کسی مدعی کی پیروی کرنے والوں کے ساتھ مرتد کا سلوک کیا جائے''۔

قومی اسمبلی کے سپیکر کی طرف سے ڈپٹی سیکرٹری نے ۲۴ مئی کو تحریری جواب میں یہ کہتے ہوئے اس نوٹس کو مسترد کر دیا کہ ایسی کوئی قرارداد اسمبلی کے قواعد اور طریق کار پر پوری نہیں اترتی اس لیے زیر بحث نہیں لائی جاسکتی۔ سرکاری چٹھی کی نقل حسب ذیل ہے۔

قومی اسمبلی سیکرٹریٹ

نمبر ایف۔ ۱۷(۱)/۷۳ لجس۔(آرٹی ۲)

اسلام آباد، ۲۴ مئی ۱۹۷۳

بخدمت مولانا عبدالحق، رکن قومی اسمبلی

موضوع: قادیانیوں کا بطور غیر مسلم اقلیت قرار دیا جانا

حسب خواہش میں جناب کو مطلع کرتا ہوں کہ قومی اسمبلی (مقننہ) کے قواعد ضابطہ کار و انصرام کارروائی کے قاعدہ ۹۰ بملاحظہ قاعدہ ۸۹ کے تحت سپیکر نے آپ کی مندرجہ بالا قرارداد کو جس کا نوٹس آپ نے ۲۲ مئی ۱۹۷۳ء کو دیا تھا، اِسے نامنظور کر دیا ہے۔

آپ کا مخلص

دستخط ڈپٹی سیکرٹری

۹ رجون ۱۹۷۳ء کو شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ نے قومی اسمبلی میں ان کی قرارداد کہ ''قادیانیوں کو اقلیت قرار دیا جائے'' کے استرداد پر تقریر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''قادیانیوں کو اقلیت قرار دینے کی میری قرارداد یہ کہہ کر مجھے واپس کر دی گئی کہ یہ مفاد عامہ کے خلاف ہے حالانکہ یہ مسئلہ عین مفاد عامہ کا تقاضا ہے اور مرزائیوں کو الگ کر دینا خود قادیانیوں کے مسلک اور پالیسی کے مطابق بھی ہے۔''

سپیکر نے کہا کہ اس بارے میں آپ میرے چیمبر میں آ کر مجھ سے گفتگو کریں، یہاں نہیں کر سکتے۔ دوسری وضاحت مولانا نے یہ کی، میں نے جناب سپیکر اور وزیر قانون کے مشورہ اور یقین دہانی پر مشنریوں کی قرارداد ملتوی کر دی ہے، واپس نہیں لی۔ کیا میں نعوذ باللہ ارتداد کی اجازت دے سکتا ہوں۔ سپیکر نے کہا ہاں! یہ واپسی آئین کے نفاذ تک ہے۔ مولانا شاہ احمد نورانی نے بھی مولانا کی تائید میں فرمایا کہ نئے آئین کے بعد قرارداد کو ایوان میں لانے کے بارہ میں وزیر قانون کی یقین دہانی ریکارڈ پر ہے۔ مشورہ قبول کرنے کا مطلب قرارداد کو بالکل واپس لینا نہیں۔

(قومی اسمبلی میں اسلام کا معرکہ: ص۳۰)

۱۹۷۳ء کے آئین کے تدوین کے وقت حضرت مولانا عبدالحقؒ کی پیش کردہ اہم ترامیم

صدر مملکت کا مسلمان مرد ہونا ضروری ہے

دفعہ نمبر۴۴ میں مولانا عبدالحق کی ترمیم نمبر۱۴۱ یہ تھی کہ صدر کم از کم چالیس سال کا مسلمان مرد ہونا ضروری ہے۔ اس پر آپ نے تقریر کرتے ہوئے کہا:

صدر محترم! میں اپنی ان ترمیموں پر مختصرا عرض کروں گا۔ یہ اسلامی مملکت ہے۔ خدا کرے

کہ مکمل اسلامی بن جائے۔ اسلامی مملکت کے معنی یہ ہیں کہ جس کا نظام ملکی اور ملی اور بیرونی سب کا سب شریعت کے مطابق ہو۔ پیغمبر اللہ کا خلیفہ ہوتا ہے اور پیغمبر کا نائب خلیفہ یا امیر ہوتا ہے تو امیر تمام ملک کا گویا نگران ہے۔ فوج کا وہی نگران ہوگا اور اس طریقہ سے آئین کا بھی وہی نگران ہوگا اور ملک کے اندرونی فتنہ وفساد دور کرنے کے لیے بھی وہی ذمہ دار ہوگا تو امیر کی ایک مرکزی حیثیت سے ملک اور بیرون ملک معاہدات کرانا، صلح کرنا یا کسی کے ساتھ شرائط طے کرنا وغیرہ امور میں اسلامی قوانین کے تحت اور اسلامی نظام شریعت کے تحت اس کو تمام کاموں کی نگرانی کرنا پڑتی ہے...... اس لیے یہاں اس ترمیم میں میں نے ایک قید یہ لگادی ہے کہ وہ ۴۵ سال کے بجائے کم از کم چالیس سال کا ہو۔ حقیقت یہ ہے کہ ہم نے جو چالیس سال کی قید لگادی ہے وہ اس لیے پیغمبروں کو نبوت بھی چالیس سال میں ہی ملی ہے۔ بچپن کے زمانے میں کھانے پینے کا شوق ہوتا ہے، جوانی میں غصے کا غلبہ ہوتا ہے۔ چالیس سال کا عرصہ ہے کہ جس میں وہ تجربہ کار اور پختہ عقل، متحمل مزاج اور مدبر ہوجاتا ہے تو ایسی صورت میں جبکہ انبیاء علیہم السلام کو ۴۰ سال میں نبوت ملی تو جو اس کا قائم مقام ہو، اس کے لیے بھی ۴۰ سال کافی ہی ہیں۔ ۴۵ سال کی قید لگانا مناسب نہیں؛ تاکہ جو لوگ اس کے اہل ہیں وہ انتخاب بھی لڑسکیں۔

ترمیم کی دوسری قید کے بارہ میں عرض کرتا ہوں وہ یہ کہ صدر مملکت مسلمان مرد ہو۔ مسلمان کی قید ضروری ہے اس لیے کہ جب ملک اسلامی ہے تو اسلامی ملک میں اسلامی شریعت کا نافذ کرنے والا، اسلامی قوانین کا نافذ کرنے والا، اسلامی قوانین کو جاری کرنے والا صدر وہ شخص ہونا چاہیے جو ان قوانین پر ایمان رکھتا ہو اگر وہ اس پر عقیدہ نہ رکھتا ہو اور یہ جانتا ہو کہ یہ چیزیں نعوذ باللہ صحیح نہیں ہیں تو وہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا جانشین کیسے ہوسکتا ہے اور ان چیزوں کا نفاذ کیسے کرسکتا ہے؟ اور مسلمان تب ہی ہوگا جب ان چیزوں کو صحیح جانے اور صحیح جاننے کے بعد پھر ان کو نافذ کرے۔ ایک چیز اور باقی ہے اور وہ یہ ہے کہ امیر مملکت ایسا شخص ہوگا جو مرکز شجاعت ہو جو کہ بھارت کا مقابلہ کرسکے جو کہ دوسرے موقعوں پر کافروں کا مقابلہ کرسکے، لاکھوں فوجیوں کو داد شجاعت دے سکے، مورچوں پر بھی جاسکے تو وہ شخص ظاہر بات ہے کہ صنف نازک سے نہیں ہوسکتا بلکہ مرد میں یہ صلاحیتیں پائی جاسکتی ہیں۔

عورت کی حکمرانی کی نفی

مسٹر سپیکر: مولانا! یہ ترمیم نہیں ہے۔

مولانا عبدالحق: تو ظاہر بات ہے کہ مرکز شجاعت خدا نے مردوں کو بنایا ہے۔کل ایک محترمہ نے تجویز پیش کی ہے کہ خواتین کے لیے ہر شعبہ میں حصہ ہونا چاہیے یہاں تک کہ افواج میں بھی تو میں کہتا ہوں کہ آج ہماری ۹۳ ہزار فوج کافروں کے قبضہ میں ہے۔ خدانخواستہ اگر یہ عورتیں ہوتیں تو ایسی فوج کا کیا حشر ہوتا اور ہمارے لیے کتنی بدنامی ہوتی، ہمارے لیے دنیا میں رہنے کی صورت ہی نہ ہوتی۔ یہاں میں آپ کے سامنے ایک حدیث پیش کرتا ہوں۔ کسری کی بیٹی جب تخت نشین ہوئی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بتایا گیا تو انہوں نے فرمایا: لن یفلح قوم تملکھم امر ''ہرگز نجات نہیں پاسکتی وہ قوم جس کی بادشاہ ایک عورت ہو'' چنانچہ حضرت عمرؓ کے زمانے میں اس کو شکست ہوئی۔ برطانیہ کی حکومت اتنی عظیم تھی کہ جس میں آفتاب غروب نہیں ہوتا تھا مگر جب سے ملکہ وکٹوریہ اور الزبتھ تخت نشین ہوئی تو سلطنت پر زوال آنے لگا اور بالآخر وہ ایک جزیرہ میں محصور ہوکر رہ گئی تو خدا نے مردوں کو جو شجاعت دی ہے، ظاہر بات ہے کہ وہ صنفِ نازک کو عطا نہیں ہوئی اور وہ کسی طرح بھی ان ذمہ داریوں کو پورا نہیں کرسکتی۔ (۱۶مارچ ۱۹۷۳ء)

غیر مسلموں کو کلیدی مناصب پر فائز کرنا ملکی مفاد کے خلاف ہے

قائم مقام صدر بن سکنے والا سپیکر اور چیئر مین لازماً مسلمان ہونا چاہیے:

(۲۰؍اپریل گیارہ بج کر بیس منٹ)

مولانا عبدالحق: جناب! اس آئین کی دوسری خواندگی باقی ہے، یہ ابھی بل کی شکل میں منظور نہیں ہوا ہے، ابھی ہمارے محترم وزیر قانون صاحب اس کیلئے سب کچھ کر سکتے ہیں، میں نے جو اشکال پیش کیے ہیں وہ یہ ہیں کہ اسپیکر اور چیئر مین جو صدر کا قائم مقام بنایا جاتا ہے اور غور کرنے کے بعد ضرور بنایا جائیگا تو اس کیلئے مسلمان کی شرط لگادی جائے چونکہ دوسری خواندگی باقی ہے اور ابھی یہ منظور نہیں ہوا ہے تو ہم کہہ سکیں گے کہ یہ اسلام کیخلاف نہیں ہے

مسٹر سپیکر: دوسری خواندگی ابھی باقی تو ہے مگر ایک دفعہ جو ترمیم مسترد ہوجائے تو پھر وہ دوبارہ نہیں آسکتی۔آپ کا خیال یہ ہے کہ جو صدارت کا امیدوار ہو اس کے لیے مسلمان ہونا لازمی ہے

یا وزیراعظم کے لیے بھی مسلمان ہونا لازمی ہے تو بعض موقعوں پر چیئرمین یا اسپیکر کو بھی عارضی طور پر صدارت کے عہدے پر فائز کرنا ضروری ہوگا، خواہ وہ چیئرمین یا اسپیکر چند ہفتوں کیلئے ہومگر وہ صدر رہے گا لیکن مستقل طور پر جو صدر منتخب ہوگا وہ مسلمان ہی ہوگا۔

مولانا عبدالحق: گذارش یہ ہے کہ وہ ہرصورت میں مسلمان ہوگا۔ مسلمان کے اوپر ہمارا دینی لحاظ سے پورا اعتبار ہے۔ ان کا قائم مقام اگرچہ چند گھنٹوں کے لیے بھی کوئی غیرمسلم ہوگا تو وہ ہمارے رازوں کو دوسرے ملکوں میں پہنچادے گا۔ اگر وہ پانچ منٹ کے لیے بھی ہوگا تو وہ ملک کے مفاد میں نہیں رہے گا۔

مسٹر سپیکر: یہ اسمبلی میں پیش ہوچکی ہے اب اس کو دوبارہ نہیں پیش کیا جاسکتا۔ آپ نے اس پر ترمیم بھی دی ہے اور آپ کی کوشش برابر ظاہر ہے اور آپ مسلسل کوشش کررہے ہیں اور اس پر اب تقریر کرنے کا فائدہ نہیں ہے۔

مولانا مفتی محمود: سوال یہ ہے اور ہم یہ چاہتے ہیں کہ ہم پوری دیانت داری کے ساتھ اس آئین میں قوم کو مطمئن کرسکیں۔ جب ہم نے آئینی سمجھوتے میں وضاحت کے ساتھ یہ بات تسلیم کرلی ہے کہ پاکستان کا صدر مسلمان ہوگا۔ اس کے بعد آئینی کمیٹی نے وزیراعظم کے مسلمان ہونے کی شرط بھی منظور کرلی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ صدر خواہ ایک دن کے لیے ہو، چھ مہینے کے لیے ہو، تین مہینے کے لیے ہو اس کے لیے مسلمان ہونے کی شرط لازمی ہے جو صدر کے لیے ہونا چاہیے۔ اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ اس ترمیم کو اگر اس ایوان میں پورے اتفاق کے ساتھ قبول کرلیا جائے تو اس سے وقار اور بڑھ جائے گا، کم نہیں ہوگا۔

مسٹر عبدالحفیظ پیرزادہ: اس پر ایک فیصلہ تو ہوا ہے۔ نیشنل اسمبلی کے سپیکر اور ڈپٹی سپیکر کے سلسلے میں یہ ترمیم کہ مسلمان کا لفظ ہونا چاہیے اس پر کافی بحث ہوچکی ہے۔ اب مزید گفتگو کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر ووٹنگ کرانا چاہیں تو کروائیں، اصول طے ہوگیا ہے۔

مسٹر سپیکر: جب سپیکر اور ڈپٹی سپیکر کے متعلق یہ ترمیم منظور نہیں ہوسکتی تو چیئرمین اور ڈپٹی چیئرمین کے متعلق ظاہر ہے کہ اس کا کیا اثر ہوگا۔

ادارہ

1974 میں قومی اسمبلی کی قادیانیوں کو اقلیت تسلیم کرنے کی قرارداد

قادیانی غیر مسلم اقلیت ہیں، قومی اسمبلی کا فیصلہ

حضرت مولانا عبدالحقؒ اور ان کے ساتھیوں کا ایک عظیم کارنامہ

یہ اس قرارداد کا متن ہے جو حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ نے اپنے دیگر ۳۶ ؍اراکین پارلیمنٹ سمیت قومی اسمبلی میں ۳۰ جون ۱۹۷۴ کو پیش کی۔ یہ مشترکہ قرارداد ۷ ستمبر ۱۹۷۴ کو متفقہ طور پر منظور کی گئی اور قادیانی غیر مسلم اقلیت قرار پائے۔

جناب اسپیکر! قومی اسمبلی پاکستان

محترمی! ہم حسب ذیل تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہتے ہیں۔

ہرگاہ کہ یہ ایک مکمل مسلمہ حقیقت ہے کہ قادیان کے مرزا غلام احمد نے آخری نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی ہونے کا دعوی کیا۔

نیز ہرگاہ کہ نبی ہونے کا اس کا جھوٹا اعلان، بہت سی قرآنی آیات کو جھٹلانے اور جہاد کو ختم کرنے کی اس کی کوششیں، اسلام کے بڑے احکام کے خلاف غداری تھیں۔

نیز ہرگاہ کہ وہ سامراج کی پیداوار تھا اور اس کا واحد مقصد مسلمانوں کے اتحاد کو تباہ کرنا اور اسلام کو جھٹلانا تھا۔

نیز ہرگاہ کہ پوری امت مسلمہ کا اس پر اتفاق ہے کہ مرزا غلام احمد کے پیروکار، چاہے وہ مرزا غلام احمد مذکور کی نبوت کا یقین رکھتے ہوں یا اسے مصلح یا مذہبی رہنما کسی بھی صورت میں گردانتے ہوں، دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔

نیز ہرگاہ ان کے پیروکار چاہے انہیں کوئی بھی نام دیا جائے، مسلمانوں کے ساتھ گھل مل کر اور اسلام کا ایک فرقہ ہونے کا بہانہ کر کے اندرونی اور بیرونی طور پر تخریبی سرگرمیوں میں مصروف ہیں۔

نیز ہرگاہ کہ عالمی مسلم تنظیموں کی ایک کانفرنس میں جو مکہ المکرّمہ جیسے مقدس شہر میں رابطہ العالم الاسلامی کے زیرِانتظام ۶اور۱۰اپریل۱۹۷۴ء کے درمیان منعقد ہوئی اور جس میں دنیا بھر کے تمام حصوں سے ۱۴۰ مسلمان تنظیموں اور اداروں کے وفود نے شرکت کی، متفقہ طور پر یہ رائے ظاہر کی گئی کہ قادیانیت اسلام اور عالم اسلام کے خلاف ایک تخریبی تحریک ہے جو ایک اسلامی فرقہ ہونے کا دعویٰ کرتی ہے۔

اب اس اسمبلی کو یہ اعلان کرنے کی کاروائی کرنی چاہیے کہ مرزا غلام احمد کے پیروکار انہیں چاہے کوئی بھی نام دیا جائے، مسلمان نہیں اور یہ کہ قومی اسمبلی میں ایک سرکاری بل پیش کیا جائے؛ تاکہ اس اعلان کو مؤثر بنانے کے لیے اور اسلامی جمہوریہ پاکستان کی ایک غیر مسلم اقلیت کے طور پر ان کے جائز حقوق و مفادات کے تحفظ کے لیے احکام وضع کرنے کی خاطر آئین میں مناسب اور ضروری ترمیمات کی جائیں۔

محرکین قرارداد

(۱) مولانا مفتی محمود (۲) مولانا عبدالحق (اکوڑہ خٹک) (۳) مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی
(۴) پروفیسر غفور احمد (۵) مولانا سید محمد علی رضوی (۶) مولانا عبدالمصطفی الازہری
(۷) چوہدری ظہور الٰہی (۸) سردار شیر باز خان مزاری (۹) مولانا محمد ظفر احمد انصاری
(۱۰) جناب عبدالحمید جتوئی (۱۱) صاحبزادہ احمد رضا قصوری (۱۲) جناب محمود اعظم فاروق
(۱۳) مولانا صدر الشہید (۱۴) مولانا نعمت اللہ (۱۵) جناب عمرہ خان
(۱۶) مخدوم نور محمد (۱۷) جناب غلام فاروق (۱۸) سردار مولا بخش سومرو
(۱۹) سردار شوکت حیات خان (۲۰) حاجی علی احمد تالپور (۲۱) جناب راخورشید علی خان
(۲۲) جناب رئیس عطاء محمد خان مری

بعد میں حسب ذیل ارکان نے بھی قرارداد پر دستخط کیے۔

(۲۳) نوابزادہ میاں محمد ذاکر قریشی (۲۴) جناب غلام حسن خان دھاندلا
(۲۵) جناب کرم بخش اعوان (۲۶) صاحبزادہ محمد نذیر سلطان (۲۷) مہر غلام حیدر بھروانہ
(۲۸) میاں محمد ابراہیم برق (۲۹) صاحبزادہ صفی اللہ (۳۰) صاحبزادہ نعمت خان شنواری
(۳۱) ملک جہانگیر خان (۳۲) جناب عبدالسبحان خان (۳۳) جناب اکبر خان مہمند
(۳۴) میجر جنرل جمالدار (۳۵) حاجی صالح محمد (۳۶) جناب عبدالمالک خان
(۳۷) خواجہ جمال محمد کوریجہ

حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ

تاریخی فیصلے پر مولانا سمیع الحقؒ کا نذرانہ عقیدت

۷ستمبر۱۹۷۴ء کا تاریخی اور اسلامی فیصلہ...... یوم ختم نبوتؐ منانے کا عزم

۷ستمبر۱۹۷۴ء کی شام کو ان آنکھوں نے قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلہ کا جو عظیم اور مبارک فیصلہ ہوتے دیکھا اس کے تاثرات اور احساسات کے اظہار سے قطعی طور پر اپنے آپ کو عاجز پاتا ہوں، میرے سامنے وہ نازک لمحات گزر رہے تھے جن کا تقریباً پون صدی سے ملت مسلمہ کو انتظار رہا۔ کتنے اہل اللہ تھے جن کی نیندیں مسلیمہ پنجاب علیہ ما علیہ کی فتنہ سامانیوں کو دیکھ دیکھ کر حرام ہوگئیں تھیں۔ کتنے اکابر علم وفضل اور مردان بحث وتحقیق تھے جن کی علم وفکر کی ساری قوتیں اس راہ میں خرچ ہوئیں، کتنے اصحاب عشق و عزیمت تھے جنہوں نے شہنشاہ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں سرخروئی پانے کے لیے اپنی جانیں لیلائے ناموس ختم نبوت صلی اللہ علیہ وسلم پر لٹادیں۔ کتنے ارباب جہد وجہاد تھے جنہوں نے کھلے دل اور کشادہ پیشانی سے اس راہ کی ہر قید وبند کی صعوبتوں کو گلے سے لگایا

روئے کشادہ باید و پیشانی فراخ آن جا کہ لطمہ ہائے یداللہ می زنند

کتنے اعاظم صدق وصفا تھے جنہوں نے وصیتیں کیں کہ اگر ایسا یوم مسعود اور فتح مبین دیکھنا نصیب ہوجائے تو ہماری قبروں پر آ کر مژدہ سنادیا جائے۔ آج علامہ انور شاہ کشمیری اور سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی ارواح خوشی سے جھوم اٹھی ہیں۔ وہ دیکھو علامہ اقبال، ظفر علی خانؒ اور الیاس برنیؒ کتنے شاداں وفرحاں ہیں۔ ثناء اللہ امرتسریؒ کی سرخ روئی میں اور بھی اضافہ ہوچکا ہے۔ پیر مہر علی شاہؒ اور محمد علی مونگیریؒ کی خانقاہیں جگمگا اٹھی ہیں۔ حبیب الرحمٰن لدھیانویؒ، محمد علی جالندھریؒ، احسان احمد شجاع آبادیؒ، لال حسین اخترؒ، چوہدری افضل حقؒ کی محنتیں رنگ لائی ہیں۔ دیوبند، لکھنؤ، لدھیانہ، میرٹھ اور سہارنپور کے قدوسیوں میں جشن برپا ہے۔ الغرض! ملائے اعلی کی ساری کائنات محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمزموں سے گونج اٹھی ہے۔ باطل مٹ چکا، اہل باطل ماتم کناں ہوئے، یہی ہونا تھا۔ اِن الباطِل کان زھوقا

محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کہ آبروئے ہر دوسرا ست
کسے کہ خاک درش نیست خاک برسراو

۶ر ستمبر پاکستان کی جغرافیائی سرحدات کا یوم دفاع تھا تو ۷ ستمبر نہ صرف پاکستان بلکہ پورے عالم اسلام کی نظریاتی سرحدات کے ناقابل تسخیر ہونے کا اعلان ہے۔ ۷ ستمبر کا فیصلہ عظیم فیصلہ، عظیم کارنامہ، عظیم اجر و منزلت اور عظیم نتائج اور ذمہ داریوں کا دن ہے۔ خوشیوں اور مسرتوں کا دن۔ پورے عالم اسلام کے نام لیوایان محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کہ ان کے آقا اور مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ابدی عظمتوں اور دائمی رفعتوں پر ایک اور مہر لگ گئی۔ پوری ملت اسلامیہ کی شادمانی کا دن ہے، اس لیے کہ ملت کی وحدت و یگانگت ان خائن ہاتھوں سے محفوظ کر دی گئی جس کی چیرہ دستیوں سے ملت کا شیرازہ دولخت ہو رہا تھا۔ یہ فیصلہ باعث صد ہزار تحسین وتبریک ہے پوری قوم کے لیے، علما اور طلبہ کے لیے، تجار اور ملازمین کے لیے، اہل دانش اور اہل قلم کے لیے، اہل علم وفضل کے لیے، حاکم اور محکوم کے لئے، عامۃ المسلمین کے لیے، پارلیمنٹ اور اس کے تمام ارکان کے لیے، حزب اختلاف اور حزب اقتدار کے لئے، دینی اور سیاسی تنظیموں کی متحدہ مجلس عمل کے لیے اور اس کے ایمانی بصیرت سے سرشار رہنماؤں کے لیے اور ان سب کے ساتھ وزیر اعظم بھٹو کے لیے سب اپنی اپنی نیت اور عمل کے مطابق رضائے مصطفوی اور خوشنودی ربانی کے سزاوار ٹھہرے۔ ان شاء اللہ

مسلمانو! یہ فیصلہ ہمارے ذمہ ایک قرض تھا۔ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا سامنا اس کے بغیر مشکل تھا نہ ہم امیدوار شفاعت ہو سکتے تھے۔ مغربی سامراج کا پالا ہوا کتا، خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمتوں کے آفتاب و ماہتاب کو ۷۰، ۸۰ سال سے دیکھ کر بھونکتا رہا۔ وہ سامراج کا پروردہ تھا اور ہم سامراج کے غلام، اس لیے مجبور و بے بس۔ تو اے لوگو! جشن آزادی منانے والو! اب تم ہمیشہ ۱۴ر اگست کی بجائے ۷ر ستمبر کو جشن آزادی منایا کرو کہ انگریزی استعمار ۱۴ر اگست کو نہیں ۷ ستمبر کو مر چکا۔ انگریزی مقاصد ۷ر ستمبر کو خاک میں مل گئے۔ جھوٹے مدعی نبوت کی متعفن لاش ٹھکانے کے ساتھ ۷ ستمبر کو ہمیں استعمار کی گرفت سے نجات ملی۔ مگر اس کے ساتھ ہوشیار بھی رہو کہ یہ ضرب کاری استعمار وصیہونیت اور پورے عالم کفر کے لیے ناقابل برداشت ہے، وہ اسے ٹھنڈے پیٹوں نہیں سہے گا، اس کی سازشیں اور ریشہ دوانیاں اور بھی بڑھ جائیں گی اور منصوبے اور بھی گہرے ہو جائیں گے۔ ہمیں بھی اس سے بڑھ کر تدبر وفراست، دینی حمیت اور اتحاد و یگانگت سے کام لینا ہوگا اور ملت مسلمہ کے تمام افراد کو اس کی فتنہ سامانیوں سے خبردار رکھنا ہوگا۔ پورے عالم اسلام بلکہ پوری دنیا میں اس فتنہ کا تعاقب اور احتساب ۷ ستمبر کے فیصلے کا منطقی تقاضا ہے۔

مسلمانو! یہ فیصلہ ملت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تاریخ کا ایک سنہری فیصلہ ہے۔ مسیلمہ پنجاب مر چکا ہے اور عالم اسلام پر نبوت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی ابدیت کا پرچم لہرا رہا ہے۔ اس کی رسالت و

شریعت کی ہمہ گیری کا اعلان چودہ سو سال کے بعد بھی ہو چکا ہے۔

یہ فیصلہ ارشاد خداوندی هُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَ دِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّیْنِ كُلِّهٖ کا ایک اور ظہور ہے۔ یہ سب کچھ اس ذات کبریاءَ عزوجل کی ان رحمتوں کا منطقی نتیجہ ہے جو اس کے آخری نبیؐ کیلئے محفوظ ومخصوص ہیں، جس نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ سے مخاطب کیا اور جس نے انہیں وَ كَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَیْكَ عَظِیْمًا اور وَلَسَوْفَ یُعْطِیْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى کی بشارتیں دیں، حضور محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم (فداہ أبی و أمیؐ) امر اور لافانی ہیں، اس کی نبوت ورسالت دائمی ابدی اور سرمدی ہے۔

پس اے اقوام عالم! دیکھ لو، چودہ سو سال گزر جانے پر بھی محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے سر پر تاج ختم نبوت کیسا جگمگا رہا ہے اور ان کی ذات پر قبائے تکمیل دین کتنی فٹ اور خلعت اتمام نعمت دین کتنی زیبا ہے۔ کہیں اقوام عالم اور تاریخ ادیان وملل میں اس ابدیت اور دوام کی کوئی دوسری مثال مل سکتی ہے؟ اگر نہیں تو آؤ اس ابدی صداقت، لافانی حقیقت کبری، نبوت کے مقام معراج اور انسانیت کے مرکز ثقل سے اپنے آپ کو وابستہ کرلو اور اس کا دامن تھام لو جبکہ وہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم ہیں تو سارے ادیان وملل، احکام وفرامین اور دساتیر وقوانین کا بھی اسی پر خاتمہ ہو چکا ہے یہی ختم نبوت کا مطالبہ ہے، اب ساری تہذیب، سارے ازم اور سارے تمدن اس کے مدنی تمدن کے سامنے مٹ چکے ہیں، آج کے اس عظیم اور بے مثال فیصلہ پر پوری ملت کی طرح میری خوشیوں اور مسرتوں کی انتہا نہیں۔ میں اپنے آپ کو اس احساس حمد وثنا اور ان جذبات مسرت وابتہاج کے اظہار سے قطعی عاجز پا رہا ہوں۔ پھر بھی جذبات کے طوفان میں رواں رواں خدائے رب العالمین کا احسان مند اور شکرگزار رہنا چاہیے۔

میرے عزیز قارئین! خدارا مجھے بتایئے! میں ان لامحدود اور غیر فانی مسرتوں کو اپنے محدود اور ٹوٹے پھوٹے الفاظ میں کس طرح سمیٹ سکتا ہوں؟

الحمد للّٰہ الذی نصر عبدہ، وأنجز وعدہ، و هزم الاحزاب وحدہ، هو الذی أرسل رسوله بالهدی و دین الحق لیظهره علی الدین کله و کفی باللّٰہ شهیدا _اللهم لك الحمد ملا السموات و الارض لانحصی ثناًء علیك أنت کما اثنیت علی نفسك، والصلٰوة و السلام علیك یا امام المرسلین یا قائد الخیر یا نبی الرحمة یا نبی الانبیاء یاامام الرشد و الهدی نفدیك بآباء نا و اولادنا و ارواحنا یا سید المرسلین. و اللّٰہ یقول الحق و هو یهدی السبیل (سمیع الحق)

(ماہنامہ ''الحق'' ستمبر۱۹۷۴ء، ج۹، ش۱۲)

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ

قومی اسمبلی میں قادیانیت کے خلاف مسلمانوں کی فتح مبین

جامع مسجد اکوڑہ خٹک میں خطبہ جمعۃ المبارک، یوم تشکر 13 ستمبر 1974ء، 25 شعبان 1394ھ

نحمده و نصلي على رسوله الكريم أعوذ باللّٰه من الشيطٰن الرجيم
إِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا ٱلذِّكۡرَ وَإِنَّا لَهُۥ لَحَٰفِظُونَ

میرے محترم بھائیو! اللہ جل جلالہ کا پاکستان اور ساری دنیا کے مسلمانوں پر بہت بڑا احسان ہے اور ایک عظیم فتح اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو دی ہے۔ ہمارے جسم کا ایک ایک رواں بھی اگر سربسجود ہوکر اس احسان اور نعمت کا جو اللہ نے ہم پر فرمائی ہے، شکر ادا کرنا چاہے تو ادا نہیں کر سکے گا۔

ناموس رسالتؐ پر ڈاکہ زنی ناقابل منظور ہے

بھائیو! ہم اور آپ اپنی جان، اپنے مال، اپنے بچوں کا انتظام کرتے ہیں، ہر شخص اپنی حیثیت اور طاقت کے مطابق ایک گھر بناتا ہے، چار دیواری کھینچتا ہے، دروازے لگاتا ہے صرف اس لیے کہ میرا گھر اور بال بچے چور ڈاکو اور سارے خطرات سے محفوظ رہیں اور جب گھر کی ہر طرح حفاظت ہوجائے تو سب کی خوشی کا باعث ہوتا ہے۔ دنیا میں ہر قوم اپنے ملک کی حفاظت کرتی ہے۔ ہمارا ملک ہے، ہم اس کی سرحدات کی حفاظت کرتے ہیں، ملک میں کسی قسم کی خلفشار برداشت نہیں کرتے۔ ہر ملک اپنے بجٹ میں اربوں روپے رکھتے ہیں، فوج کا کام یہی ہے۔ پولیس داخلی خلفشار کو روکتی ہے۔ فوج بیرونی حملوں سے حفاظت کرتی ہے۔ ملک اور سرحدات کی حفاظت کے لیے ہزاروں لاکھوں لوگ قربان ہوجاتے ہیں اور جب ملک محفوظ ہوجائے تو قوم فتح کی خوشی مناتی ہے تو جیسا کہ اپنی جان، مال، عزت و آبرو، ماں باپ اور اولاد کی حفاظت ہوجانے سے ہمیں خوشی ہوتی ہے، روح کو اطمینان ہوجاتا ہے تو ایک مسلمان کے نزدیک تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس ان سب چیزوں سے بڑھ کر عزیز ہے تو جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس، ان کی شان رفیع، ان کی بلند مرتبت و مقام کی حفاظت ایک چور اور ڈاکو سے ہوجائے تو کتنی خوشی ہوگی۔ بیوی بچوں، ماں

باپ کی حفاظت سے زیادہ اس پر خوشی ہوتی ہے۔ ملک کی حفاظت ہوجائے وہ بھی خوشی کی بات ہے، مگر اس سے بھی بڑھ کر سب سے بڑھ کر مسرت یہی ہے کہ دین اسلام محفوظ ہو اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموس، عزت و مرتبت کو خداوند تعالیٰ محفوظ فرمادے۔

سات ستمبر کا مبارک فیصلہ

میرے محترم بزرگو! اللہ جل مجدہ نے مسلمانانِ پاکستان اور عالمِ اسلام پر بڑی مہربانی ۷/ستمبر کی تاریخ کو فرمائی، اس لیے کہ قادیانی جماعت اور لاہوری جماعت جو احمدی کہلاتے ہیں اور ان کے پیشوا مرزا غلام احمد وہ نقب لگارہا تھا، ختم نبوت کے قلعہ میں اور اس تاج عظیم میں دست اندازی کررہا تھا جو خاتم النبوۃ کی شکل میں اللہ جل مجدہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سر پر رکھا تھا مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَآ أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمۡ وَلَٰكِن رَّسُولَ ٱللَّهِ وَخَاتَمَ ٱلنَّبِيِّـۧنَ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے نبوت کو درجہ کمال پر اللہ تعالیٰ نے پہنچادیا ہے اور دیکھیے ہر چیز کی دنیا میں ایک انتہا ہوتی ہے سوائے خدائے حی و قیوم کے کہ وہ سرمدی، ابدی، ازلی اور دائمی ہیں ان کے علاوہ ہر چیز کی ایک ابتدا ہوتی ہے اور ایک انتہا، ایک آغاز ہوتا ہے اور ایک کمال، انسان کو لیجیے! پہلے بچہ ہوتا ہے، 40 سال میں کمال کو پہنچتا ہے، پھر زوال، پھر ختم ہوتا ہے، قبر میں جاتا ہے، یہی حالت ہر چیز کی ہے۔ نبوت کا سلسلہ اللہ جل مجدہ نے حضرت آدمؑ سے شروع فرمایا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات سے اسے کمال اور عروج تک پہنچادیا اليَومَ أَكمَلتُ لَكُم دِينَكُم وَأَتمَمتُ عَلَيكُم نِعمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الإِسلَامَ دِينًا اس مقام ومرتبہ پر اللہ تعالیٰ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو فائز فرمادیا۔

مرزا غلام احمد کا دعویٰ نبوت

مرزا غلام احمد نے ختم نبوت سے انکار کر بیٹھا اور خود نبوت کا دعویٰ کر بیٹھا اور ایک شخص جب بے حیا ہوجائے تو اس کے لیے کوئی رکاوٹ باقی نہیں رہتی إذا لم تستحي فاصنع ما شئت جیسے دنیا میں چور ہوتے ہیں۔ پہلے چوری چھپے معمولی معمولی چیز چراتے ہیں پھر بڑھتے بڑھتے بالکل جری ہوجاتے ہیں تو اس مرزا غلام احمد نے بھی کہا کہ میں آدم ہوں، میں نوح ہوں، میں ابراہیم ہوں، میں موسیٰ اور عیسیٰ ہوں، یہاں تک کہا کہ میں محمد رسول اللہ ہوں اور سب انبیاء سے بھی افضل ہوں اور ایک جگہ اس نے لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعینہٖ میری شکل میں آج آئے۔ مرزا غلام احمد نے یہ بھی کہا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پہلی رات کے چاند ہیں تو میں چودھویں صدی میں آیا تو میں بدر (چودھویں کا چاند) ہوں۔ یہ مرزا کی وہ باتیں ہیں، جس کا اسمبلی میں مرزا ناصر سے انکار نہیں

ہوسکا اور اپنے آپ کو بدر کامل اور حضور افضل الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو پہلی رات کا چاند کہا۔ صرف ایک نبی کی توہین نہیں بلکہ سید الکائنات رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی اور تمام انبیائے کرام علیہم السلام کی بھی توہین کی ہے، کہتا ہے کہ عیسیٰ بن مریمؑ کون ہے کہ میرے منبر پر بھی قدم رکھ سکے۔

مرزا ناصر کا مسلمانوں کے بارے میں موقف

جب ناصر سے یہ پوچھا گیا کہ مسلمانوں کو کیا سمجھتے ہو؟ تو نظر نیچی کرکے کہا کہ ہم مسلمانوں کو مسلمان سمجھتے ہیں تو ہم نے مرزا غلام احمد، مرزا بشیر کی ایسی عبارتیں پیش کیں کہ وہ تو کافر کہتے ہیں۔ کہا کافر ہیں مگر کچے قسم کے کافر ہیں، معمولی قسم کے کافر ہیں۔ تو کہا کہ اچھا وہ تو اسی عبارت میں کہتا ہے کہ کافر ہیں، پکے کافر ہیں تو اب پکے کافر، کچے کافر کیسے ہوگئے؟ والد اور دادا تو ہم سب کو کافر کہتا ہے، سمجھتا ہے۔ تم کیسے مسلمان کہہ سکتے ہو؟ تو خاموش۔

بہرحال! مرزائی ہم مسلمانوں کو ۹۰ سال سے کافر کہتے تھے اور جب یہی چیز اسمبلی میں پیش ہوئی تو اپنی مطلب برآری کے لیے انکار کرنے لگتے۔ تو جب وہ عبارتیں پیش ہوئیں کہ تم نے تو نہ ماننے والوں کو دائرہ اسلام سے خارج اور کافر اور پکا کافر کہا ہے تو کہا کافر تو ہیں مگر ملت میں داخل ہیں اور ملت کے تین دائرے ہیں، ایک اسلام، ایک اسلام سے نیچے اور ایک تیسرا درجہ ہے۔ رانا حنیف صاحب مرکزی وزیر ہیں۔ اسمبلی سے باہر ملے، بیمار تھے، پڑے ہوئے تھے۔ میں نے کہا وزیر صاحب کیا حال ہے؟ ہنس کر مذاقاً کہا کہ مولانا تیسرے دائرے میں ابھی پھر رہا ہوں۔ پتہ نہیں، اس سے بھی کب نکالتے ہیں۔ مرزا ناصر سے کہا گیا کہ مسلمانوں کے معصوم بچوں پر جنازہ کا کیا حکم ہے؟ آپ کے بڑوں نے کہا تھا کہ بالکل ناجائز ہے اور جس طرح تم ہندو، سکھ، عیسائی بچوں پر جنازہ نہیں پڑھ سکتے، اسی طرح غیرمرزائی مسلمان بچوں کا حکم ہے، اس لیے کہ کافر کا بچہ کافر کا تابع ہے۔ مسلمان کافر تو اس کا بچہ بھی کافر ہے۔

قادیانی اور نکاح

نکاح کے بارہ میں کہا کہ کیا کوئی مسلمان عورت فرنگی یا ہندو یا سکھ سے نکاح کرسکتی ہے؟ اگر نہیں تو کسی مرزائی عورت کا بھی مسلمان مرد سے نکاح جائز نہیں البتہ مرزائی مسلمانوں کی لڑکیاں اپنے عقد میں لے سکتے ہیں جیسے کہ اہل کتاب کی۔ یہ تھا نکاح کے بارے میں ان کا عقیدہ۔

الغرض! اسمبلی میں جرح کے لیے سینکڑوں سوالات داخل کیے گئے، جن میں چند کا انتخاب ہوا اور جرح اور بحث کا محور زیادہ تر دو چار اصولی باتیں رہیں۔ الحمدللہ آئین میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے کا ذکر پہلے سے موجود تھا۔ صدر اور وزیراعظم کے حلف کی عبارت میں تو ختم نبوت کا جھگڑا تو طے شدہ تھا کہ مسلمان صرف وہی ہوگا جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی مانتا

ہو، کمیٹی کی بحث میں یہ طے کرانا تھا کہ کیا مرزا نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا یا نہیں؟ اور کیا اس کے پیروکار اس کو نبی مانتے ہیں یا نہیں؟ اور کیا ان کے نزدیک ان کے نہ ماننے والے غیرمرزائی مسلمان ہیں یا کافر؟ تو ربوہ والوں نے بھی اور لاہوریوں نے بھی یہ سب چیزیں مانی ہیں اور اقرار کیا کہ وہ الگ امت اور گروہ ہیں۔ لاہوریوں کا جھگڑا تو محض خلافت اور گدی نشینی کا تھا، مگر مسلمانوں کو اپنے جال میں پھنسانے کیلئے مسلمانوں کو مسلمان کہنے لگے۔ جرح کے دوران لاہوریوں نے بھی اقرار کیا کہ تم مسلمان حقیقی مسلمان نہیں ہو، البتہ مجازی مسلمان ہو اور جب مرزائیوں سے اس دورنگی کردار کے بارہ میں پوچھا گیا کہ مسلمانوں کو کافر بھی سمجھتے ہو اور ان کے لیے مسلمان کا نام بھی استعمال کرتے ہو تو جواب دیا کہ حقیقی مسلمان تو نہیں البتہ دنیا میں ایک قوم مسلمان کے نام سے معروف ہے، اس لیے ہم بھی عرفاً انہیں مسلمان کہتے ہیں۔ یہود وہ قوم تھی جو حضرت موسیٰؑ پر ایمان لائی مگر عیسیٰؑ کی آمد پر ان کا انکار کرنے سے کافر ہوگئے مگر معروف اب تک یہودی نام سے ہیں، عیسائی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کے بعد انکار کرنے سے کافر ہوگئے، عیسائی نہ رہے مگر کہلاتے اب بھی عیسائی ہیں اور جس طرح عبداللہ نامی شخص اللہ کی سرکشی اور نافرمانی کے باوجود عبداللہ کہلاتا ہے، حقیقی نہیں صرف نام کی شہرت سے، اسی طرح ہم نے بھی کہیں کہیں مسلمانوں کو مسلمان کہا ہوگا۔ لاہوریوں نے حدیث نبوی سینزل نبی اللّٰہ عیسی بن مریم کے ضمن میں اعتراف کیا کہ مرزا نبی تھا۔

الغرض! جب نوے سال سے وہ خود ہمیں کافر کہتے رہے، سمجھتے رہے اور اپنے آپ کو الگ امت اور گروہ، مگر انہیں اپنے نہ ماننے والے ان ''کافروں'' میں شرکت پر اصرار محض مفادات حاصل کرنے اور درپردہ مارآستین بنے رہنے کے لیے ہے۔ اس برصغیر میں ہندو، مسلم، سکھ، عیسائی تھے، مگر ہندو زیادہ تھے مسلمان کم، تو اقلیت کو تو نقصان ہوتا ہے۔ اب مرزائیوں نے یہ چاہا کہ شامل تو مسلمانوں میں رہیں اور اسی نام سے سارے اختیارات اور حقوق پر قابض ہوں اور کاروائی ان کے ساتھ غیرمسلموں جیسی ہو، حالانکہ کسی مسلمان کی غیرت برداشت نہیں کرسکتی کہ وہ ہندو، سکھ یا عیسائی اکثریت میں محسوب رہے ہیں اور یہ مرزائی طبقہ اتنا بے غیرت کہ ہم مسلمان تو ان کے نزدیک ہندو، سکھ سے بھی بڑھ کر کافر مگر ان ''کافروں'' میں شرکت پر ہمیشہ اصرار رہا تو اس کی وجہ یہ ہے کہ ایسا ہوجانے سے مفادات پر ضرب پڑے گی اور سازشیں نہیں کرسکیں گے۔

تحریک ختم نبوت کے محرکات

پاکستان کے اندر ربوہ کے نام سے دوسری ریاست ختم کردی جائے، اسے مفتوح کرلیا جائے تو اللہ کے کرم سے اللہ نے دین کی حفاظت فرمائی۔ کالج کے لڑکے بلاوجہ ظلم کا نشانہ بنے، ساری قوم اٹھی، ملازم، تجار، علماء، عوام، طلبہ سب نے جرأت ایمانی کا ثبوت دیا۔ ساری قوم اٹھی۔ تین دن

مرکزی قیادت نہ تھی تو کچھ گڑبڑ ہوئی۔ پھر مجلس عمل کی تشکیل ہوگئی، ساری جماعتیں اس میں شامل ہوگئیں، سب نے حلف اٹھایا تھا کہ اس مسئلہ میں سیاست بازی نہ ہوگی، وہ حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق اور اسلام کی خاطر اس تحریک کو چلائیں گے۔ بہت بڑے دو چار افسروں نے مجھے لاہور میں ایک میٹنگ کے بعد کہا کہ کیا کرنا ہے؟ ہم صرف ۷ر ستمبر تک منتظر رہیں گے۔ میں نے پوچھا پھر کیا کروگے؟ کہا آپ سب کو اور ساری دنیا کو معلوم ہوجائے گا کہ ہم کیا کچھ کرسکتے ہیں؟ اسلام آباد کے تمام ملازموں نے ایمان وعزیمت کے عجیب مظاہرے کیے۔ اللہ تعالیٰ نے ساری قوم کو متفق کردیا۔ مجلس عمل نے تدبر سے کام لے کر مسلمانوں کی قیادت سنبھالی پھر اسمبلی میں حزب اختلاف کے علماء اور جماعتوں نے مجلس عمل کی رہنمائی میں کام کیا۔ پھر پوری اسمبلی، کیا حزب اقتدار اور کیا حزب اختلاف اس جہاد میں شریک ہوگئی اور حق کو فتح نصیب ہوئی اور اتنی آسانی اور اللہ کے کرم سے فتح ہوئی کہ ہم سے تو حضور نبی کریمؐ کا حق ادا نہ ہوسکا۔ مسیلمہ کذاب کے مقابلے میں ہزاروں صحابہؓ نے جان کی قربانی دی۔ ۲۸ ہزار کافر اور مرتد تہہ تیغ کردیے گئے اور یہ اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم کہ چند مسلمان شہید ہوئے۔ ساری قوم کو ذرا سی محنت اٹھانی پڑی اور فتح عظیم حاصل ہوگئی اگر اس راہ میں پوری مسلمان قوم شہید ہوجاتی اور ناموس ختم نبوت محفوظ ہوجاتی تو پھر بھی بہت بڑی فتح ہوتی۔

اقلیتی فیصلہ اور ارکان اسمبلی کی غیرت ایمانی

اب ماشاء اللہ، اللہ تعالیٰ اس ملک کو، اس قوم کو اس مسئلہ کی بدولت اپنے فضل وکرم سے مالا مال کردے گا۔ اس مسئلہ کا کریڈٹ کل قوم کو، ساری اسمبلی کو پہنچتا ہے۔ ہم علماء کا تو کام یہی ہے، موضوع ہی توحید ورسالت ہے مگر تعاون بحث وتحقیق کے سلسلہ میں ہر رکن اسمبلی ایک دوسرے سے سبقت کرتا رہا کہ کوئی شبہ نہ رہے۔ الحمدللہ آج پوری قوم خوشی منارہی ہے۔ پون صدی کے اکابر کی قربانیاں رنگ لائیں۔ مٹھائی تقسیم ہورہی ہے۔ آج نماز جمعہ کے بعد اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دو رکعت شکرانہ کی پڑھی جائیں۔ البتہ ابھی غافل نہیں ہونا ہے۔ یہ قادیانی منظم ہیں، ان کی پشت پر امریکہ، برطانیہ اور صیہونی طاقتیں ہیں۔ اگر یہ لوگ ذمی بن کر پرامن ہوکر رہتے ہیں تو ان کی حیثیت دوسری ہوگی اور اگر متحارب ہیں، ذمہ وعہد کا پاس نہ کریں، مسلمانوں اور عالم اسلام کے خلاف کام کریں تو پھر مسلمانوں کو بھی مناسب طرز عمل اختیار کرنا پڑے گا۔ ان کا سیاسی احتساب کرنا ہوگا۔ اب اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں میں شامل رکھے اور شعائر اسلام اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت وشوکت قیامت تک بلند سے بلند ہوتی رہے۔ آمین۔ وآخر دعوانا أن الحمد للّٰہ رب العالمین۔ (ماہنامہ الحق: ستمبر۱۹۷۴ء، ج۹، ش۱۲)

حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ
اسمبلی رپورٹنگ

ردِقادیانیت کے سلسلے میں مولانا عبدالحقؒ کا کردار

قومی اسمبلی میں مولانا عبدالحقؒ کی قادیانیت کے تعاقب کی پارلیمانی دستاویزی روئیداد

قادیانیوں کو یہ غلط فہمی رہی کہ چونکہ انگریز سرکار کی سرپرستی انہیں حاصل ہے اور پاکستان کے ارباب اقتدار پر ان کو تسلط حاصل ہے، فوج میں ان کا گہرا اثر ورسوخ ہے، ملک کے کلیدی مناصب پر ان کا قبضہ ہے۔ پاکستان کا وزیرخارجہ ظفراللہ قادیانی ہے، اسلئے پاکستان میں مرزا غلام احمد کی جھوٹی نبوت کا جعلی سکہ رائج کرنے میں انہیں کوئی مشکل پیش نہیں آئے گی اور ادھر احرار اسلام اور علمائے حق کا قافلہ حکومت کا معتوب تھا۔ قادیانیوں کو یہ غرہ تھا کہ اب حریم نبوت کی پاسبانی اور قادیان کی جعلی قبائے نبوت کے بخیے ادھیڑنے کی ہمت کسی کو نہ ہوگی جو بھی اس کی جرأت کرے گا، اسے شرپسند اور باغی کہہ کر آسانی سے تختہ دار پر لٹکا دیا جائے گا یا کم از کم پس دیوار زنداں بھیج دیا جائیگا، لیکن وہ یہ نہیں جانتے تھے کہ حفاظت دین اور تحفظ ختم نبوت کا کام انسان نہیں کرتے خدا خود کرتا ہے اور اس کیلئے بھی رجال کار بھی پیدا کردیتا ہے چنانچہ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ ، علامہ انور شاہ کشمیری، قاضی احسان احمد شجاع آبادی، مولانا سید محمد یوسف بنوری، مولانا مفتی محمود اور شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ کی مساعی، کردار اور قادیانیت کا تعاقب قدرت ہی کی نیرنگیوں اور حفاظت دین کے سلسلہ میں تکوینی امور کی کڑیاں ہیں، شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ کا قادیانیت کے سلسلہ میں کردار کیا رہا، اس کے لئے تو دفتر بے پایاں چاہیے، ذیل میں ہم صرف قومی اسمبلی میں قادیانیت کے تعاقب میں ان کے کردار کا اجمالی خاکہ پیش کررہے ہیں۔ (مولوی محمد ہارون مجتبٰی)

ربوہ میں قادیانیوں کے سالانہ اجتماع پر تحریک التوا

دسمبر کے آخر میں ربوہ میں بڑے پیمانے پر قادیانیوں کے عالمی اجتماع کی خبریں آچکی تھیں۔ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت دیے جانے کے بعد ظاہر ہے کہ ایسے اجتماع میں کیا کیا تدبیریں اور ملک و ملت کے خلاف سازشیں زیرغور آئیں گی۔ حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب نے ۱۸؍دسمبر۷۴ء کو قومی اسمبلی میں اس مسئلہ کو تحریک التوا کے ذریعہ زیر بحث لانا چاہا۔ اقلیتی امور کے وزیرمملکت ملک محمد جعفر نے تحریک کے نفس مضمون سنانے کی بھی مخالفت کی اور اسے زیر بحث لانا بھی مفاد عامہ کے خلاف قرار دیا۔ اسپیکر نے دوسرے دن پر اپنا فیصلہ ملتوی کر دیا۔ دوسرے دن ۱۹؍دسمبر کو سپیکر نے کہا کہ گو وزیر موصوف تو تحریک پیش کر دینے کے بھی خلاف ہیں مگر مجھے اس سے اتفاق نہیں، محرک مولانا (مدظلہ) اسے پیش تو کرسکتے ہیں، البتہ اسے زیر بحث نہ لایا جائے۔ مولانا عبدالحق صاحب نے تحریک پیش کردی، جس کا متن یہ تھا کہ:

> ''ماہ رواں کے آخری ہفتہ میں قادیانیوں کا وسیع پیمانہ پر سالانہ اجتماع کے انعقاد کی خبریں آچکی ہیں اور یہ بھی اس اجتماع میں بھارت سمیت باہر ممالک سے بھی وفود شرکت کر رہے ہیں۔ چونکہ یہ اجتماع اسلام اور مسلمانوں کے نام پر ایک ایسا گروہ کر رہا ہے جسے آئین میں غیرمسلم اقلیت قرار دیا جاچکا ہے اور خطرہ ہے کہ اجتماع اور اس کی تقاریر سے مسلمانوں کی دل آزاری ہوگی بلکہ ملک کی سالمیت کے خلاف بھی سکیمیں زیرغور لائی جائیں گی، اس لیے اس اہم ترین مسئلہ پر قومی اسمبلی غور کرے گی۔''

تحریک کے بعد سپیکر کے روکنے کے باوجود مولانا نے کہا کہ آئینی ترمیم میں عقیدہ ختم نبوت کے خلاف تبلیغ کو قابل تعزیر جرم قرار دیا گیا ہے اور ظاہر ہے کہ اس اجتماع میں کھلم کھلا ختم نبوت کے خلاف پرچار کیا جائے گا، اس لیے ایسا اجتماع آئین کی صریح خلاف ورزی ہے۔ سپیکر نے کہا کہ چونکہ اس مسئلہ پر تین ماہ مسلسل غور ہوچکا ہے، ہر روز اسے اٹھایا نہیں جاسکتا اور یہ کہ اب بطور اقلیت انہیں شہری حقوق دینے ہوں گے، مولانا مدظلہ نے جواب دیا کہ شہری حقوق وہی ہونے چاہیے، جو آئین کے خلاف نہ ہوں مگر سپیکر نے تحریک مسترد کردی۔ (قومی اسمبلی میں اسلام کا معرکہ: ص نمبر۲۵۲)

قوم بیدار ہے مرزائی مسئلہ میں ہم قوم کی آنکھوں میں مٹی نہیں ڈال سکتے

آپ کو معلوم ہے کہ مجلس عمل میں علماء کی جماعت نے اعلان کیا کہ جمعہ کو کراچی سے پشاور

تک پرامن ہڑتال ہوگی اور انہوں نے یہ فرمایا کہ ہماری اپنی حکومت ہے، وہ یہ نہیں چاہتے ہیں کہ ملک میں بدامنی پیدا ہو یا کوئی نقصان ہو نہ ہی کسی قادیانی کی خون ریزی ہو اور نہ ہی کسی قادیانی کی دوکان کو جلایا جائے لیکن میں اپنی حکومت کو یہ احساس دلانا چاہتا ہوں کہ یہ پاکستان کے باشندے تھے۔ چاہے ریڑی والے تھے، چاہے وہ تعلیم یافتہ تھے، وہ جس خاندان اور جس صوبے سے تعلق رکھتے ہوں، اس پر متفق ہیں کہ ان مرزائیوں کی اس ملک میں سرگرمیاں ملک وملت کے خلاف ہیں، یہ لوگ دشمن کی جاسوسی کرتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ جو ان میں کلیدی مناصب پر قبضہ جمائے ہوئے ہیں اور ہم جس تباہی کی طرف جارہے ہیں اس کی وجہ کیا ہے؟

ان باتوں کے بارہ میں اب ہماری قوم بیدار ہوچکی ہے۔ ہم ان کی آنکھوں میں مٹی نہیں ڈال سکتے۔ ایک صاحب دوسرے کو کہہ رہے تھے کہ یہ مولوی ایک دوسرے کو کافر کہتے ہیں۔ اس سلسلے میں میں عرض کروں گا کہ یہ صرف مولویوں نے نہیں کہا ہے بلکہ ہمارے وزیراعظم صاحب نے کہہ دیا ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی اور نبی نہیں مانیں گے۔ یہ تو وزیراعظم نے کہا کہ یہی میرا عقیدہ ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اس ملک کے کل باشندے جہاد کو اپنا فرض سمجھتے ہیں اور ہندوستان کے ساتھ جو کہ کافر ہے اسلام کے نام پر لڑنے کے لیے اور اس کی حفاظت کے لیے اور ملک کی حفاظت کے لیے اپنی جان و مال قربان کردینے کے لیے تیار ہیں۔ (قومی اسمبلی میں اسلام کا معرکہ صفحہ نمبر ۲۶۹)

مرزائی مسئلہ پر ریفرنڈم ہوچکا ہے

جناب سپیکر صاحب! میں یہ عرض کررہا تھا کہ ایک دبی ہوئی آواز پر کراچی سے لے کر چترال تک سارے ملک نے لبیک کہا۔ آج ہمارے ریڈیو اور ٹیلی ویژن نے اپنی پالیسی نشر کی۔ میں آپ سے عرض کرتا ہوں کہ ہمارے ملک کی عوام نے قادیانیوں کے بارہ میں ریفرنڈم کرلیا ہے، ووٹ دے دیے اور دیکھئے کہ جمعہ کو ہڑتال ہوگئی، پھر پرامن ہڑتال ہوئی۔ اس میں یقیناً ایسے لوگ بھی ہوں گے جو غنڈے بھی تھے لیکن حقیقت یہ ہے کہ مسلمانوں نے اپنے ملک کی حفاظت کے لیے اپنی حکومت اور بھٹو صاحب کی اپیل پر کراچی سے لے کر پشاور تک کوئی ایسا واقعہ نہیں ہونے دیا۔ ایک دو واقعات جو پیش آئے، وہ مجھے معلوم ہے کہ اس میں پولیس کی زیادتی تھی۔ لوگ نماز پڑھ کر مسجد سے آرہے تھے تو وہاں پولیس نے لاٹھی چارج کیا، میں آپ سے عرض کردوں کہ یہ بات قابل غور ہے کہ ۱۹۷۰ـ۷۱ء میں اتحاد کا نعرہ بلند کرنے والے علماء تھے اور اس جمعہ کے دن علماء ہی تھے جنہوں نے

اشتعال نہیں دلایا۔ پنڈی میں خدا کے فضل و کرم سے کوئی لڑائی نہیں ہوئی اور نہ ہی کوئی واقعہ پیش آیا اور نہ ہی کوئی اور چیز ہوئی۔ (قومی اسمبلی میں اسلام کا معرکہ:ص۲۷۰)

اسمبلی میں داخل کردہ اہم مسائل پر داخل کردہ سوالات

ربوہ ایک مرزائی سٹیٹ

بنام وزیر داخلہ پاکستان۔ مورخہ ۳۱/اگست ۱۹۷۲/ایس۔کیو۔ڈی ۱۶

(۱) کیا وزیر داخلہ صاحب وضاحت فرمائیں گے کہ کیا یہ صحیح ہے کہ ربوہ کا پولیس اسٹیشن اور پوسٹ آفس وغیرہ قادیانیوں کی خطرناک تنظیم محکمہ امور عامہ کے کنٹرول میں ہے؟

(۲) کیا متعلقہ وزیر صاحب بتائیں گے کہ کیا یہ اطلاعات صحیح ہیں کہ خلیفہ ربوہ اپنی پرائیویٹ مجالس میں یہ تاثر دے رہا ہے کہ موجودہ حکومت میرے زیر اثر ہے؟ اگر یہ صحیح ہے تو اس کے محرکات کیا ہیں؟

چینی سفیر کا دورہ ربوہ

بنام وزیر داخلہ۔۱۴/ستمبر ۱۹۷۲ ایس۔کیو۔ڈی ۱۷

کیا وزیر داخلہ ارشاد فرمائیں گے کہ چینی سفیر متعینہ پاکستان کے دورہ ربوہ اور وہاں پر دو دن قیام کی بہم خبروں سے ملک میں سنسنی پھیل گئی ہے۔ کیا وزیر داخلہ اس دورہ کی تفصیلات بتاسکیں گے اور اس دورہ کے عوامل پر روشنی ڈالیں گے؟ (قومی اسمبلی میں اسلام کا معرکہ:ص۳۰۶)

مرزائیت اور اسرائیل

بنام وزیر داخلہ۔۵/ستمبر ۱۹۷۲

(۱) کیا یہ صحیح ہے کہ پاکستان کی قادیانی جماعت مسلم دشمن نام نہاد ریاست اسرائیل میں اپنے سنٹر قائم کرچکی ہے؟

(۲) کیا یہ صحیح ہے کہ اسرائیل کے علاقوں، مونٹ کرمل، کبابیر میں قادیانیوں نے مضبوط سیاسی اڈے قائم کیے ہیں؟

(۳) کیا یہ صحیح ہے کہ ایسے اڈے تبلیغی مقاصد کے ساتھ ساتھ مسلمان ممالک کے خلاف سازشوں کے مراکز بن گئے ہیں؟

(۴) کیا یہ صحیح ہے کہ افریقہ سمیت پوری اسلامی دنیا اور یورپ میں مرزائیت کے سنٹر قائم ہیں؟

(۵) کیا حکومت ایک پاکستانی جماعت کے ایسے مراکز اور سنٹروں کی تفصیل اور تعداد بتلاسکتی ہے؟

(۶) کیا یہ صحیح ہے کہ ایسے مرزائی اڈوں نے یہودیوں سے مل کر سقوط مشرقی پاکستان میں اہم کردار ادا کیا؟

قرارداد اقلیت آزاد کشمیر

(۱) کیا وزیر داخلہ وضاحت فرمائیں گے کہ کیا حکومت کو قادیانیت کو اقلیت قرار دینے کے بارہ میں آزاد کشمیر اسمبلی کی قرارداد کا علم ہے؟

(۲) کیا یہ صحیح ہے کہ پاکستان کے عام مسلمانوں نے اس قرارداد کو سراہا اور آزاد کشمیر اسمبلی کو پر جوش تحسین اور مبارک باد پیش کی؟

(۳) کیا مرکزی حکومت پاکستان سے بھی اس طرح اقدامات کرنے کا مطالبہ کیا جارہا ہے؟ اگر جواب اثبات میں ہے تو حکومت اس بارہ میں کیا غور کررہی ہے؟

(۴) یہ اخباری افواہیں کہاں تک صحیح ہیں کہ مرکزی حکومت کے ایک وزیر نے صدر آزاد کشمیر کو یہ قرارداد واپس لینے کے مشورے دیے؟ (قومی اسمبلی میں اسلام کا معرکہ: ص ۳۲۵)

ربوہ کا سالانہ اجتماع اور سرکاری خرچ پر سوئی گیس

سوال نمبر: ۱۶اپریل۱۹۷۴ کیا وزیر ایندھن، بجلی وقدرتی مسائل ارشاد فرمائیں گے کہ:

آیا یہ حقیقت ہے کہ سوئی گیس کمپنی نے ہنگامی بنیاد پر احمدی فرقہ کے سالانہ اجتماع کے موقع پر ربوہ میں پانچ ہزار فٹ لمبی پائپ لائن بچھائی جس پر تقریبا چار لاکھ روپے لاگت آئی؟

جواب محمد حنیف: جی ہاں! لیکن صرف ۸۰ ہزار روپے خرچ ہوئے، چار لاکھ نہیں

(قومی اسمبلی میں اسلام کا معرکہ: ص ۳۲۶)

قادیانیوں کی رجسٹریشن

سوال نمبر۱۵: کیا وزیر داخلہ نشان دار سوال نمبر ۵۹ مورخہ ۱۲/نومبر ۱۹۷۵ کے جواب کے حوالے سے بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) آیا رجسٹریشن کے اعداد وشمار پر کاروائی مکمل ہوچکی ہے؟ اگر یہ صحیح ہے تو کتنے احمدیوں نے

مطلوبہ حلف نامے داخل کیے ہیں؟

(ب) نیز حکومت کی طرف سے ایسے احمدیوں کے بارے میں کیا انتظامات کیے جارہے ہیں جنہوں نے حلف نامے داخل نہیں کیے؟

جواب: ۱۲۔۶۔۷۶ جناب عبدالقیوم خان وزیرداخلہ ریاستیں وسرحدی علاقہ جات

(الف) جی نہیں، رجسٹریشن کے اعداد وشمار کی بابت کارروائی ابھی شروع نہیں ہوئی ہے تاہم تقریباً آٹھ ہزار احمدیوں نے مردم شماری ورجسٹریشن ادارے میں یہ حلف نامے داخل کیے ہیں۔

(ب) آخری تاریخ کا ابھی اعلان نہیں ہوا ہے کیونکہ آبادی کو ابتدائی دائرہ کار میں لانے کا کام ابھی مکمل نہیں ہوا اور جب اسے ابتدائی دائرہ کار میں لانے کا کام مکمل ہوگا تو آخری تاریخ جس میں حلف نامے بھیجنے کی تاریخ شامل کیا جائے گا اور اس میں احمدی زمرہ بھی آجائے گا۔

(قومی اسمبلی میں اسلام کا معرکہ:ص۳۲۶)

قادیانیت۔ربوہ

سوال نمبر۱۴۹: ۳۰ راگست۱۹۷۲ء

کیا وزیر تعلیم یہ بیان فرمائیں گے کہ عوام میں تاثر پایا جاتا ہے کہ نئی تعلیمی پالیسی کے باوجود ربوہ میں سکول اور کالج کو حکومت اپنی تحویل میں نہیں لے رہی ہے اور انہیں اس سے مستثنیٰ کردیا گیا ہے؟

جواب: عبدالحفیظ پیرزادہ: جی نہیں۔ (قومی اسمبلی میں اسلام کا معرکہ:ص۲۹۶)

قادیانی اوقاف

سوال نمبر۱۸۷: ۳۱ اگست۱۹۷۲ء

کیا وزیر حج واوقاف از راہ کرم ارشاد فرمائیں گے کہ:

الف) کیا اوقاف اور حج کے شعبہ کے دائرہ کار میں قادیانی جماعت کے اوقاف نہیں آتے؟

(ب) کیا حکومت کے پاس اس سلسلے میں کوئی اقدامات کرنے کی تجویز ہے؟

جواب: کوثر نیازی:

(الف) مرکزی وزارت اوقاف کے پاس کوئی وقف نہیں ہے۔ تمام اوقاف صوبائی حکومتوں کے دائرہ اختیار میں ہیں۔(ب) مندرجہ بالا جواب کی روشنی میں یہ سوال مرکزی حکومت سے غیر متعلق ہے۔(قومی اسمبلی میں اسلام کا معرکہ،ص ۲۹۶)

مسترد شدہ سوالات

ظفراللہ اور بنگلہ دیش

کیا متعلقہ وزیر ارشاد فرمائیں گے کہ:

(۱) کیا یہ صحیح ہے کہ پاکستان نے سرظفراللہ کو عالمی عدالت میں بنگلہ دیش کے قیدیوں میں ایڈہاک جج مقرر کیا ہے؟

(۲) کیا سرظفراللہ پاکستان کے مسلمانوں کی غیر پسندیدہ شخصیت نہیں؟

(۳) بنگلہ دیش کے قیام میں سرظفراللہ کی جماعت کے کردار کے بارہ میں افواہوں اور چہ مگوئیوں کا حکومت کو علم ہے؟

(۴) کیا یہ صحیح ہے کہ مشرقی پاکستان کے عوام ظفراللہ کی جماعت کو دونوں حصوں میں نفرت پیدا کرنے کا بنیادی سبب سمجھتے ہیں؟

(۵) کیا ظفراللہ جیسی متنازعہ شخصیت کی متبادل کوئی معتمد شخصیت ایسے نازک مقدمہ کے لیے نہیں مل سکتی تھی؟ (قومی اسمبلی میں اسلام کا معرکہ: ص ۳۲۵)

مرزائیوں کے رجسٹریشن اور شناختی کارڈ کا مسئلہ

قومی اسمبلی کے اجلاس موسم سرما میں حزب اختلاف کے بائیکاٹ سے قبل ۱۲؍نومبر۱۹۷۵ء کے وقفہ سوالات میں ۵ بج کر۱۰ منٹ پر مرزائیوں کی رجسٹریشن کا مسئلہ زیر بحث آیا تو حضرت شیخ الحدیث نے اس ضمن میں مرزائیوں کی رجسٹریشن کے سلسلہ میں ایک اہم خامی پر ایوان کو توجہ دلاتے ہوئے فرمایا:

مولانا عبدالحق: جناب والا! رجسٹریشن اس لیے کی گئی تھی تاکہ یہ معلوم ہوسکے کہ یہ مسلمان ہے یا غیرمسلم؟ مگر شناختی کارڈ پر جب مذہب کا خانہ ہی نہیں تو کیسے معلوم ہوسکتا ہے؟ جن ممالک نے مثلاً سعودی عرب نے حج کے موقع پر قادیانیوں کے داخلہ پر پابندی لگائی ہے تو میرے خیال میں شناختی کارڈ میں مذہب کا خانہ ہونا چاہیے۔

جناب سپیکر نے وزیر داخلہ کو اس سوال کے بارہ میں توجہ دلاتے ہوئے کہا کہ: خان صاحب! مولانا صاحب دریافت کرتے ہیں کہ شناختی کارڈ میں مذہب کا خانہ ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو کیوں نہیں ہے؟

وزیر داخلہ خان عبدالقیوم خان نے انگریزی میں جواب دیا جس کا خلاصہ یہ تھا:

''حلف نامے کو فارم اے میں شامل کر دیا گیا ہے۔ یہ نہ صرف ان لوگوں کے لیے ہے جو اب تک رجسٹرڈ نہیں، بلکہ کارڈ حاصل کرنے والوں کو بھی بھیجا گیا ہے۔ ۲۰ ؍لاکھ افراد کو بھیجا گیا تھا اور تقریبا ۲۰ ہزار کے فارم واپس آ چکے ہیں۔ اس عمل پر کچھ وقت لگے گا''۔

اسی بحث میں ایک ضمنی سوال پر پوائنٹ آف آرڈر اٹھاتے ہوئے مولانا مفتی محمود صاحب نے مرزائیوں کے لئے احمدی کا لفظ استعمال کرنے پر بھی اعتراض کیا اور اپیل کی کہ آئندہ کے لئے یہ لفظ استعمال نہ کیا جائے جس کے جواب میں سپیکر صاحب نے بھی کہا کہ آئندہ احتیاط کی جائے گی (قومی اسمبلی میں اسلام کا معرکہ: ص ۳۴۸)

ہمارے ایٹمی منصوبے اور مرزائیوں کا کردار

شرط یہ ہے کہ جتنی رقم منظور ہو وہ خرد برد نہ ہو، قوم تب سستی نہیں کرے گی اور تب قربانیوں سے دریغ نہیں کرے گی بشرطیکہ اس سلسلے میں یقین ہو جائے کہ حکومت صرف باتیں کرنے والی نہیں، بلکہ عمل کرنے والی بھی ہے اور یہ کہ قوم کو یقین ہو کہ ایٹمی اور فوجی پروگرام مرزائیوں کے ہاتھوں میں نہیں دیے جائیں گے، نہ انہیں ایسے کاموں کا سربراہ بنایا جائے گا، ہم ایسے لوگوں پر بھروسہ کریں جن کے مذہبی نقطہ نظر سے سرے سے جہاد حرام ہے۔ بی بی سی بھی اعلان کرتا ہے کہ مرزائیوں کے عقیدے میں جہاد حرام ہے اور یہ انگریزوں کا خود کاشتہ پودا ہے۔ (قومی اسمبلی میں اسلام کا معرکہ: ص ۲۶۸)

مرزائیت

دوپہر کے وقت ایک صاحب نے کہا کہ فلاں جماعت نے پاکستان اور قوم کے خلاف فلاں کچھ کہا، لیکن اس نے نام نہیں لیا تو قادیانیوں کا جنہوں نے پاکستان کی مخالفت کی۔ ان کے مذہبی پیشوا مرزا بشیر الدین نے وصیت لکھی ہے کہ جب میں مرجاؤں تو مجھے امانت کے طور پر یہاں دفنا دینا، جب قادیان متحد ہوگا، یہ پاکستان کے ساتھ ملے گا تو میری لاش یہاں سے نکال کر قادیان میں دفن کر دینا۔

جناب والا! میں آپ کی خدمت میں عرض کروں گا کہ اس پاکستان میں سوائے مرزائیوں کے تمام مسلمان متفق ہیں۔ شیعہ مسلمان متفق ہیں، بریلوی مسلمان، دیوبندی مسلمان، سنی اور حنفی مسلمان متفق ہیں۔ سب ایک ہی ہیں مگر دیکھو! حقائق سے آنکھیں بند مت کرو۔ ریڈیو ہمارے پاس نہیں، اخبار ہمارے پاس نہیں، ٹیلی ویژن ہمارے پاس نہیں۔ (قومی اسمبلی میں اسلام کا معرکہ: ص نمبر ۲۶۹)

مولانا زاہد الراشدی صاحب
ڈائریکٹر ''الشریعہ اکیڈمی'' گوجرانوالہ

قادیانی سربراہ مرزا طاہر احمد کا مولانا سمیع الحق کو دعوت مباہلہ

مرزا طاہر احمد کے مباہلے کا چیلنج جناب مدیر ''الحق'' مولانا سمیع الحق کے نام موصول ہوا۔ لکھا ہے کہ آپ (مولانا سمیع الحق) کا شمار بھی ان معاندین احمدیت میں ہوتا ہے جو بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ اور آپکی جماعت کیخلاف سراسر جھوٹے اور شرانگیز پروپیگنڈے کی مہم جاری رکھے ہوئے ہیں اور بلا خوف خدا جماعت کی تکفیر اور تکذیب پر کمربستہ ہیں اور آپ بدستور اپنے معاندانہ موقف پر قائم ہیں لہٰذا آپ کو بھی دعوت مباہلہ ہے۔ حضرت مولانا سمیع الحق صاحب سفرِ حج پر تشریف لے جا چکے ہیں۔ ''الحق'' کے خصوصی وقائع نگار جناب رستم علی چوہدری مرزا طاہر کے مباہلہ کی حقیقت بے نقاب کرتے ہیں اور جمعیت علمائے اسلام کے ڈپٹی سیکرٹری جنرل مولانا زاہد الراشدی مرزا طاہر کے نام مکتوب مباہلہ کے جواب میں (جولائی ۱۹۸۸) کھلا خط لکھ کر مرزائیت کے ناپاک عزائم، انکے دعوت مباہلہ کا تاریخی پس منظر، مکر و فریب کے نئے سیاسی چالوں اور اب کے مذموم مقاصد سے پردہ اٹھاتے ہیں (مولانا عبدالقیوم حقانی)

جناب مرزا طاہر احمد صاحب، سربراہ قادیانی جماعت

السلام علی من اتبع الهدی

جمعیت علمائے اسلام پاکستان کے مرکزی سیکرٹری جنرل اور ماہنامہ ''الحق'' کے مدیر (مولانا) سمیع الحق اور ہفت روزہ ''ترجمان اسلام'' لاہور کے ایڈیٹر مولانا زاہد الراشدی کے نام لندن سے رجسٹرڈ ڈاک کے ذریعہ آپ کی طرف سے مباہلہ کے اس مطبوعہ چیلنج کی ایک کاپی موصول ہوئی ہے جو پاکستان کے متعدد دیگر حضرات کو بھی بھجوائی گئی ہے، اس مطبوعہ دعوت مباہلہ کا عنوان یہ ہے: ''جماعت احمدیہ عالمگیر کی طرف سے دنیا بھر کے معاندین اور مفکرین کو مباہلہ کا کھلا کھلا چیلنج'' اس کے ساتھ قادیانی جماعت کی برطانیہ شاخ کے پریس سیکرٹری رشید احمد چودہری کے دستخط کے ساتھ ایک الگ چٹھی بھی ملفوف ہے جس میں مباہلہ کے اس چیلنج کے پس منظر کا ذکر کرتے ہوئے یہ لکھا گیا ہے کہ ''اگر آپ بدستور اپنے معاندانہ موقف پر قائم ہیں تو آپ کو جماعت احمدیہ کی طرف سے با قاعدہ دعوت دی جاتی ہے کہ آپ اس چیلنج کو بغور پڑھ کر پوری جرأت کے ساتھ اس کو قبول کرنے کا

اعلان عام کریں اور ہر ممکنہ ذریعہ سے اس کی تشہیر کریں''۔

یہ دعوت مباہلہ سرکردہ حضرات کو بھجوانے کے علاوہ آپ کی جماعت نے پاکستان کے مختلف شہروں میں اس کی عام تقسیم کا بھی اہتمام کیا ہے۔ اس لیے ضروری محسوس ہوتا ہے کہ اس کھلے خط کے ذریعے آپ کی دعوت مباہلہ کا جواب دیا جائے؛ تاکہ عام مسلمان بھی جن تک اس مباہلہ کی کاپیاں مختلف ذرائع سے پہنچائی گئی ہیں، اس کی حقیقت سے آگاہ ہوسکیں۔ ہمارے نزدیک اس مہم کا اصل پس منظر یہ ہے کہ سیالکوٹ کے مبلغ ختم نبوت مولانا محمد اسلم قریشی کے اغوا کے بعد ان کے اغوا کے کیس میں آپ کو شامل تفتیش کرنے کے عوامی مطالبہ کے باعث آپ نے پاکستان چھوڑ کر لندن چلے جانے میں عافیت سمجھی اور اسی وجہ سے ابھی تک وہیں قیام پذیر ہیں۔

اسلم قریشی کی اچانک رہائی اور دعوت مباہلہ

لیکن آئندہ سال قادیانی جماعت کے صد سالہ جشن کو اپنے عزائم اور خواہشات کے مطابق منانے کے لیے پاکستان واپسی کو آپ ناگزیر سمجھ رہے ہیں اور اسی واپسی کی راہ ہموار کرنے کی غرض سے مولانا محمد اسلم قریشی کی اچانک برآمدگی کا ڈرامہ رچانے کے علاوہ دعوت مباہلہ کی وسیع پیانے پر تقسیم و اشاعت کی جارہی ہے جس کا مقصد تحریک ختم نبوت کے قائدین کے خلاف نفرت پھیلا کر پاکستان کی رائے عامہ کو تذبذب اور بے یقینی کا شکار بنانا ہے تاکہ وطن واپسی کی صورت میں آپ کو اس ردعمل سے دوچار نہ ہونا پڑے جس کا خوف آپ کو ابھی تک لندن میں روکے ہوئے ہے ورنہ اس مرحلہ میں مباہلہ کے نئے چیلنج اور اس کی اس پیانے پر تشہیر و تقسیم کی کوئی اور وجہ نظر نہیں آتی۔

جہاں تک مباہلے کی دعوت کا تعلق ہے، اس بات کو آپ بھی بخوبی سمجھتے ہیں کہ اس عنوان کا مقصد عام لوگوں کو فکری تذبذب اور انتشار کا شکار بنانے کے علاوہ کچھ نہیں ہے، ورنہ مناظروں اور مباہلوں کے مراحل سے آپ کی جماعت کئی بار گذری ہے اور انہی کے نتائج کو سامنے رکھتے ہوئے اس سے پہلے بھی آپ کی جماعت نے مناظرہ اور مباہلہ کے میدان میں نہ آنے کی پالیسی ایک عرصہ سے اختیار کر رکھی تھی۔

مولانا ثناء اللہ امرتسری کا فیصلہ کن مباہلہ

مباہلہ کا چیلنج آپ کے آنجہانی دادا مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی زندگی میں کئی حضرات کو دیا تھا اور ہر بار ناکامی ان کے حصہ میں آئی۔ ان میں آخری اور فیصلہ کن مباہلہ کا حوالہ دینا ضروری

معلوم ہوتا ہے جس کا چیلنج مرزا غلام احمد قادیانی نے ۱۹۰۷ء میں تحریک ختم نبوت کے ممتاز رہنما اور معروف اہل حدیث عالم دین مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ کو دیا تھا۔ یہ چیلنج ۱۵؍اپریل ۱۹۰۷ کوایک مطبوعہ اشتہار کے ذریعے دیا گیا، جس کا عنوان تھا: ''مولوی ثناء اللہ صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ'' اور اس میں مرزا صاحب آنجہانی نے مولانا ثناء اللہ امرتسری سے مخاطب ہوکرلکھا تھا کہ: ''اگر میں ایسا ہی کذاب اورمفتری ہوں جیسا کہ آپ اکثر اوقات اپنے ہر پرچہ میں مجھے یاد کرتے ہیں تو میں آپ کی زندگی میں ہلاک ہوجاؤں گا مگراے میرے کامل اور صادق خدا! اگر مولوی ثناء اللہ ان تہمتوں میں جو مجھ پر لگا تا ہے، حق پر نہیں تو عاجزی میں تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ میری زندگی میں ہی ان کو نابود کرمگر نہ انسانی ہاتھوں سے بلکہ طاعون و ہیضہ کے امراض مہلکہ سے''۔

یہ مباہلہ کا آخری چیلنج تھا جو مرزا غلام احمد قادیانی نے دیا اور اسکا نتیجہ یہ نکلا کہ مرزا صاحب اس سے صرف ایک سال بعد ہیضہ کی بیماری سے انتقال کر گئے، جبکہ مولانا ثناء اللہ امرتسری اس کے بعد کم وبیش چالیس سال تک بقید حیات رہے اور قادیانیت کے خلاف مسلسل مصروف عمل رہے۔

ممکن ہے کہ آنجناب اس سلسلہ میں اپنی جماعت کی اس گھسی پٹی دلیل کا سہارا لیں کہ مرزا قادیانی آنجہانی کی ہیضہ کی بیماری سے وفات کی بات درست نہیں ہے، اس لیے مرزا صاحب آنجہانی کے خسر میر نواب ناصر کی خودنوشت سوانح حیات سے یہ اقتباس نقل کرنا ضروری خیال کرتا ہوں جس میں نواب ناصر نے مرزا صاحب کی وفات سے پہلے کا حال ان الفاظ میں ذکر کیا ہے:

حضرت صاحب جس رات کو بیمار ہوئے، اس رات کو میں اپنے مقام پر جا کر سو چکا تھا، جب آپ کو بہت تکلیف ہوئی تو مجھے جگایا گیا، جب میں حضرت صاحب کے پاس پہنچا اورآپ کا حال دیکھا تو آپ نے مجھے مخاطب کرکے فرمایا: ''میر صاحب! مجھے وبائی ہیضہ ہوگیا ہے''۔ اس کے بعد آپ نے کوئی ایسی صاف بات میرے خیال میں نہیں فرمائی، یہاں تک کہ دوسرے روز دس بجے آپ کا انتقال ہوگیا۔

اس فیصلہ کن مباہلہ کے بعد اب مزید کسی مباہلہ کی گنجائش باقی نہیں رہی۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کی جماعت نے اس کے بعد مباہلہ کے میدان سے ہی کنارہ کشی اختیار کرلی، حتیٰ کہ تحریک ختم نبوت کے ایک ممتاز رہنما مولانا منظور احمد چنیوٹی کی طرف سے مباہلہ کا چیلنج ابھی تک آپ کی جماعت کے ذمہ قرض چلا آرہا ہے جو انہوں نے آپ کے آنجہانی والد مرزا بشیرالدین محمود کو ان کی سربراہی کے دور میں دیا تھااور یہ چیلنج انفرادی حیثیت سے نہیں تھا، بلکہ ملک کی چار اہم دینی جماعتوں جمعیت

علمائے اسلام پاکستان، مجلس تحفظ ختم نبوت، جمعیت اشاعت التوحید والسنہ پاکستان اور تنظیم اہل سنت پاکستان کے قائدین حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی، حضرت مولانا محمد علی جالندھری، حضرت مولانا غلام اللہ خان اور حضرت مولانا دوست محمد قریشی نے مولانا چینوٹی کو اپنی جماعتوں کا نمائندہ قرار دے کر ان کی فتح وشکست کو اپنی فتح وشکست تسلیم کرنے کا تحریری اعلان کیا تھا۔

مرزا بشیر الدین کو چیلنج

یہ چیلنج مرزا بشیر الدین محمود کو رجسٹرڈ ڈاک کے ذریعہ متعدد بار بھجوانے کے علاوہ مذکورہ بالا رہنماؤں کی تائید وتوثیق کے ساتھ مطبوعہ صورت میں بھی مسلسل تقسیم اور شائع ہوتا رہا ہے مگر آپ کے آنجہانی والد نے آخر دم تک اس چیلنج کو قبول نہیں کیا۔ اس کے بعد یہ چیلنج ان کے جانشین اور آپ کے بڑے بھائی مرزا ناصر احمد کو بجھوایا گیا، انہوں نے بھی قبول نہیں کیا۔ اسکے بعد آپ کے سربراہ بننے کے بعد آپ کو تسلسل کے ساتھ بھجوایا جارہا ہے، مگر آپ نے بھی اسے قبول کرنے کی بجائے اپنی طرف سے مباہلہ کا نیا چیلنج دیا ہے، جو اس امر کی غمازی کرتا ہے کہ اصل مقصد مباہلہ نہیں، بلکہ اسکے پردے میں کچھ اور مقاصد کا حصول ہے۔

جناب مرزا طاہر احمد صاحب! اگر آپ کا مقصد صرف مباہلہ ہوتا تو اس کے لیے اس قدر تفصیلات میں جانے کی ضرورت نہیں تھی۔ محض یہ عنوان کافی تھا کہ قادیانی مذہب کے حق و باطل ہونے پر مباہلہ کیا جائے۔ باقی تمام تفصیلات اس اصولی بات کے ضمن میں خود بخود آجاتی ہیں مگر آپ نے دعوت مباہلہ کے حوالہ سے بہت سی ایسی باتوں کو الزامات قرار دے کر انہیں متنازعہ اور مشکوک ظاہر کرنے کی کوشش کی ہے، جن کا حقیقت اور واقعہ ہونا کئی بار ناقابل تردید دلائل کے ساتھ ثابت ہو چکا ہے۔

آپ کی دعوت مباہلہ میں جن امور کو الزامات قرار دے کر ان کی صداقت کو مشکوک ظاہر کرنے کی کوشش کی گئی ہے ان سب کی نوعیت یکساں ہے مگر ان میں سے بطور نمونہ چند امور کا ذکر ضروری سمجھتے ہیں تاکہ ان کے ''الزام'' یا حقیقت ہونے کی بات پوری طرح واضح ہو سکے۔

مرزا قادیانی کا دعوی خدائی

آپ نے مباہلہ کے چیلنج میں لکھا ہے کہ یہ بات قادیانی جماعت پر الزام ہے کہ مرزا قادیانی نے خدائی کا دعویٰ کیا ہے مگر یہ الزام نہیں۔ خود مرزا غلام احمد قادیانی کی اپنی عبارت کا خلاصہ ہے جو

انہوں نے یوں تحریر کی ہے کہ ''میں نے اپنے تئیں خدا کے طور پر دیکھا اور میں یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ میں وہی جس نے آسمان تخلیق کیا''۔ (آئینہ کمالات نمبر۵۶۴)

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل ہونے کا دعویٰ

آپ نے اس بات کو بھی الزامات میں شمار کیا ہے کہ قادیانیوں کے نزدیک مرزا غلام احمد قادیانی کا رتبہ (معاذ اللہ) جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ ہے، مگر جناب یہ بھی الزام نہیں حقیقت ہے اور آپ کے اخبار ''پیغام صلح'' ۱۴ مارچ ۱۹۱۶ء کی اشاعت میں شائع ہونے والے یہ اشعار اس کی گواہی دیتے ہیں کہ......

محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں ۔۔۔ اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شان میں

محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل ۔۔۔ غلام احمد کو دیکھے قادیان میں

ختم نبوت کا انکار

آپ نے اس حقیقت کو الزام قرار دینے کی کوشش کی ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے سے انکار کیا ہے اور خود نبوت کا دعویٰ کرتے ہوئے عقیدہء ختم نبوت کی نفی کی ہے، مگر آپ کے آنجہانی دادا مرزا غلام احمد قادیانی نے خود اس کے بارے میں کیا لکھا ہے۔صرف تین حوالے ملاحظہ کرلیں:

(۱) ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم رسول اور نبی ہیں۔ (اخبار بدر ۵ بدر ۱۹۰۸ء)

(۲) جو شخص مجھ پر ایمان نہیں رکھتا وہ کافر ہے۔ (حقیقۃ الوحی:ص:۱۶۳)

(۳) مجھے وحی میں محمد رسول اللہ قرار دیا گیا۔ (ایک غلطی کا ازالہ)

انگریزی کے کہنے پر جہاد کی مخالفت

جناب مرزا طاہر احمد صاحب! آپ نے اس حقیقت کو بھی الزام کا عنوان قرار دے کر دھندلا کرنی کی کوشش کی ہے کہ مرزا غلام احمد نے فرنگی حکمرانوں کے اشارے پر جہاد کی مخالفت کی تھی اور اور باشندگان وطن کو فرنگی سامراج کے خلاف جہاد اور تحریک آزادی سے روکنے کی مہم چلائی تھی مگر یہ بھی الزام نہیں بلکہ ایک ایسی حقیقت ہے کہ جس کا اعتراف مرزا صاحب آنجہانی نے اپنی تحریروں میں جابجا کیا ہے۔مثلاً ایک جگہ مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ:''میری عمر کا اکثر حصہ اس سلطنت انگریزی

کی تائید اور حمایت میں گذرا ہے اور میں نے ممانعت جہاد اور انگریزوں کی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں اور اشتہار شائع کیے ہیں کہ اگر وہ رسائل اور کتابیں اکٹھی کی جائیں تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں۔'' (تریاق القلوب ص:۵۲)

ایک اور جگہ مرزا صاحب یوں اس حقیقت کا اعتراف کرتے ہیں کہ: بعض احمق اور نادان سوال کرتے ہیں کہ اس گورنمنٹ سے جہاد کرنا درست ہے یا نہیں؟ سو یاد رہے کہ سوال ان کا نہایت حماقت کا ہے؛ کیوں کہ جس کے احسانات کا شکر کرنا عین فرض ار واجب ہے اس سے جہاد کیسا؟ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ محسن کی بدخواہی کرنا ایک حرامی اور بدکار آدمی کا کام ہے۔ (شہادۃ القرآن: ص۳)

جبکہ پنجاب کے انگریز گورنر کے نام ایک درخواست میں مرزا صاحب رقمطراز ہیں: ''صرف یہ التماس ہے کہ سرکار دولت مدار ایسے خاندان کی نسبت جس کو پچاس برس کے متواتر تجربہ سے ایک وفادار، جان نثار خاندان ثابت کر چکا ہے اور جس کی نسبت گورنمنٹ عالیہ کے معزز حکام نے ہمیشہ مستحکم رائے سے اپنی چٹھیات میں یہ گواہی دی ہے کہ وہ قدیم سے سرکار انگریزی کے پکے خیرخواہ اور خدمت گذار ہیں، اس خود کاشتہ پودا کی نسبت نہایت حزم اور احتیاط اور تحقیق اور توجہ سے کام لے۔'' (تبلیغ رسالت ج ۷ ص۱۹)

پاکستان کے خلاف

آپ نے اس امر واقعہ پر بھی ''الزام'' کے عنوان سے پردہ ڈالنے کی کوشش کی ہے کہ قادیانی جماعت نے پاکستان بننے کے بعد بھی اسے قبول نہیں کیا اور اس خداداد مملکت کو ختم کر کے دوبارہ متحدہ بھارت کا قیام اس جماعت کے مقاصد میں شامل ہے، مگر آپ کے آنجہانی والد مرزا بشیرالدین محمود کا یہ اعلان آپ ہی کے جماعتی اخبار ''الفضل'' کے ریکارڈ کا آج بھی حصہ ہے کہ:

> یہ اور بات ہے کہ ہم ہندوستان کی تقسیم پر رضامند ہوئے تو خوشی سے نہیں بلکہ مجبوری سے اور پھر کوشش کریں گے کہ کسی نہ کسی طرح متحد ہو جائیں۔ (الفضل ۱۷ مئی ۴۷ء)

اسرائیل کے ساتھ تعلقات

آپ نے اسرائیل کے ساتھ اپنی جماعت کے تعلقات اور اسرائیل میں قادیانی مشن کی موجودگی کو بھی ''الزام'' قرار دیا ہے مگر دیگر شواہد سے قطع نظر پاکستان کے مؤقر اخبار روزنامہ نوائے وقت لاہور نے ۱۶ جنوری ۶۸ء کے اخبار میں اسرائیل کے صدر کے ساتھ قادیانی جماعت کی اسرائیل

شاخ کے سابق صدر شیخ محمد شریف کی تصویر شائع کر کے اس حقیقت کو واشگاف کر دیا ہے جس میں شیخ محمد شریف اسرائیل میں قادیانی مرکز کے نئے سربراہ شیخ حمید کا تعارف کرا رہے ہیں۔

اسلم قریشی کا اغوا کیس

جناب مرزا طاہر احمد صاحب! آپ نے اس مطبوعہ دعوت مباہلہ کے ذریعہ مولانا محمد اسلم قریشی کے اغوا کے الزام سے بھی دامن چھڑانا چاہا ہے اور اسی مقصد کے لیے مباہلہ کے چیلنج کے ساتھ ساتھ مولانا اسلم قریشی کی اچانک برآمدگی کا ڈرامہ بھی رچایا گیا ہے مگر آپ کی اطلاع کے لیے عرض ہے کہ یہ تیر جو آپ کی کمان سے نکل چکا ہے اپنے ہدف کی صلاحیت، چمک اور حرارت کی تاب نہ لا کر آپ ہی کی طرف واپس آ گیا ہے کیونکہ مولانا محمد اسلم قریشی نے برآمدگی کے بعد ۳۰ر جولائی کو سیالکوٹ کے مجسٹریٹ کی عدالت میں یہ بیان دے کر سارے ڈرامے کا بھانڈا چوراہے میں پھوڑ دیا ہے کہ:

> ''مجھے مرزا طاہر احمد نے اغوا کرایا تھا اور میں مسلسل قادیانیوں کی حراست میں رہا ہوں، مجھ پر تشدد کیا جاتا رہا ہے، مجھے تہہ خانوں میں رکھا گیا ہے،ان میں اسلحہ کے ذخیرے موجود ہیں، مجھ سے آئی جی پولیس کی پریس کانفرنس میں جو بیان دلوایا گیا ہے، وہ میرا نہیں بلکہ پولیس کا بیان ہے اور میں اپنی رہائی اور مرزا طاہر احمد کی گرفتاری کے بعد سارے حقائق سے پردہ اٹھاؤں گا۔ (روزنامہ جنگ لاہور ۳۱ جولائی ۸۸ء)

آپ کے ذکر کردہ الزامات میں سے چند کا بطور نمونہ حوالہ دینے کے بعد اب دعوت مباہلہ کی طرف آتے ہیں، جسے پاکستان کے متعدد علماء اور رہنماؤں نے قبول کرنے کا اعلان کیا ہے۔ ان میں سے مندرجہ ذیل دو حضرات بطور خاص قابل ذکر ہیں۔

(۱) مولانا منظور احمد چینوٹی سیکرٹری اطلاعات جمعیت علمائے اسلام پاکستان

(۲) مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری سیکرٹری جنرل عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

اگرچہ آپ کی دعوت مباہلہ کے مخاطبین میں ہمارا شمار بھی ہوتا ہے، مگر اسے قبول کرنے میں علیحدہ حیثیت اختیار کرنے کی بجائے جمعیت علمائے اسلام کے مرکزی رہنما مولانا منظور احمد چینوٹی اور مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری پر مکمل اعتماد کے اظہار کے ساتھ آپ کو دعوت دیتے ہیں کہ ان دونوں ذمہ دار مذہبی رہنماؤں یا ان میں سے کسی ایک کو جوابی دعوت کو آپ قبول کرنے کا اعلان کریں۔ آپ ان میں سے جس بزرگ کے ساتھ مباہلہ کے لیے آمادگی کا اظہار کریں گے ہمیں ان کی رفاقت کے لیے موجود پائیں گے۔ (ماہنامہ ''الحق'' ذیقعدہ ۱۴۰۸ھ/اگست ۱۹۸۸ء، ج ۲۳، ش ۱۱)

مولانا محمد اسرار مدنی
سربراہ انٹرنیشنل ریسرچ کونسل برائے مذہبی امور

قادیانیت کے متعلق حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ کے مکاتیب ''بنام مولانا سمیع الحقؒ'' سے چند اقتباسات

قادیانی فیصلہ خلاف توقع جامع مانع قوانین کی منظوری،قلب وروح کی گہرائیوں سے جذبات مسرت

۷ستمبر۱۹۷۴ءکوقومی اسمبلی نے قادیانیوں کوغیرمسلم قرار دیااس سارے پارلیمانی ایکسرسائز میں ہم دونوں اکابر کے حکم پر شریک رہے،اکٹھے اسلام آباد میں بیٹھ کر قادیانیوں کے بارہ میں''قادیانیت ملت اسلامیہ کا موقف ''مرتب کیا جسے مولانا مفتی محمودؒ نے قومی اسمبلی میں پیش کیا اور بحمد اللہ اس بیان نے حکومت کے لبرل روشن خیال اراکین اور اس وقت کے وزیر قانون عبدالحفیظ پیرزادہ جیسے لوگوں کے ذہن کو بدل دیا۔مکتوب نگار اور مکتوب الیہ دونوں کا اس جہاد عظیم میں جو تھوڑا سا حصہ تھا اس کے بارآور ہوجانے پر دونوں کی حیرت انگیز خوشی طبعی امر تھی ،کیا عجب بارگاہ ایزدی سے اس کا صلہ محشر میں سرخروئی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کے شکل میں مل جائے۔(سمیع الحق) (حاشیہ ازمکتوبات مشاہیر:ج۳،ص۵۸۷)

(۱)

۲۳رشعبان المعظم۱۳۹۴ھ،۱۱ستمبر۱۹۷۴ء:محبّ مکرم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

سمجھ میں نہیں آتا کہ کن الفاظ میں آپ کومبارکباد پیش کروں؟ سالہا سال کے بعد دل ان جذبات مسرت سے لبریز ہے جوقلب وروح کی گہرائیوں سے پیدا ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے ہم سب پراتنا بڑاانعام فرمایا ہے کہ اس پرشکرادانہیں ہوسکتا۔ذاتی طور پراگرچہ مجھے توقع تھی کہ ان شاء اللہ یہ مسئلہ اس بارحل ہوجائے گا لیکن جس بہترین طریقے سے حل ہوا ہے اوراس سلسلے میں جو جامع ومانع قوانین منظور ہوئے ہیں اس کی پہلے سے توقع نہیں تھی۔ بہرکیف! اس پُرمسرت واقعے پر دل کی گہرائیوں سے مبارکباد قبول فرمائیے اورحضرت والدصاحب مدظلہم کی خدمت میں بھی سلام کے بعد ہدیہ تبریک پیش فرمادیجئے ،اللہ تعالیٰ اس واقعے کوآئندہ کے لئے ملک وملت کی فلاح کا مقدمہ بنائے اوراس کی برکت سے ملک میں اسلامی قوانین کے نفاذ کی راہ ہموار فرمادے۔آمین

محمد تقی

(۲)

قادیانیت پر اداریہ اور سنسر کی پابندی

جون ۱۹۶۸ء: برادرمکرم، قرّت بکم العیون دائماً ابداً، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جی ہاں! اداریے کا بھی بڑا عجیب قصہ ہوا امتحانات کی گہما گہمی ہی میں میں نے یہ اداریہ جوں توں کر کے لکھا تھا مگر اسے حسن اتفاق کہئے یا سوء اتفاق کہ موضوع گفتگو قومی اسمبلی کی وہ بحث تھی جو قادیانیوں کو زرمبادلہ جاری کرنے کے سلسلے میں ہوئی تھی اور جس میں ان کے مسلم یا غیرمسلم ہونے کا مسئلہ بھی زیربحث آیا تھا اداریہ کا اصل موضوع تو یہی تھا اور اتفاق سے اس میں کچھ دکھتی ہوئی رگوں کو چھیڑ دیا گیا تھا پھراس پر طرّہ یہ کہ اس کے ساتھ ایک مختصر سادم چھلاّ خاندانی منصوبہ بندی کے موضوع پر بھی تھا۔ نتیجہ آپ نے ملاحظہ فرمالیا۔ یاران طریقت کو یہ بات کھل گئی۔ ہمارے اوپر دوہری مہربانی یہ ہوئی ہے کہ ایک نوٹس تو براہ راست ہمیں بھیجا گیا ہے کہ ہر ''فرقہ وارانہ تحریر چھپنے سے پہلے دکھاؤ'' دوسری طرف پریس کو تو عام ہدایات ہیں ہی کہ کوئی تحریر بغیر سنسر کے نہ چھپے چنانچہ پریس والا اس وقت تک ایک سطر نہیں چھاپتا جب تک وہ اسے انفارمیشن لے جا کر دکھائے نہیں خواہ وہ سطر 'توحید'' ہی کے موضوع پر کیوں نہ ہو اور نہ وہ اس بات پر راضی ہے کہ ''اسٹاپ پریس'' کے بجائے سادہ صفحات پر کوئی اطلاع ''نذرسنسر'' وغیرہ کے عنوان ہی سے لکھ دی جائے اب تک تو یہ مصیبت صرف تین ماہ کیلئے تھی آئندہ سنا ہے کہ پریس میں مستقل احکام آگئے ہیں مگر ابھی ہمارے پاس کوئی نوٹس نہیں آیا اس معاملے میں مشورہ دیجئے کہ کیا کرنا چاہیے؟ ...... والسلام: آپ کا تقی

(۳)

قادیانیت کی قرارداد کا انگریزی متن اور مؤتمر المصنفین کی تیسری پیشکش

(۱۱؍رمضان ۱۳۹۶ھ) جبی ومحبی! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، عرصہ دراز سے میں آپ کی طرف سے خط لکھنے کے معاملے میں اتنی پھرتی اور چستی کی توقع نہیں رکھتا کیونکہ توقع رکھنے میں تکلیف زیادہ ہوتی ہے لیکن اس مرتبہ تو آپ نے کمال ہی کر دیا نہ صرف یہ کے پے درپے دو خطوط تحریر فرمائے بلکہ قادیانیت کی قرارداد بھی حاصل کر کے بھیج دی اور اشتہار کی فلم بھی بنوا کر بھیج دی۔ اللہ تعالیٰ اس قوت کارکردگی میں بیش از بیش ترقی عطا فرمائے، (آمین) رمضان کے مہینے میں بالخصوص جبکہ بارشوں کی وجہ سے شہر کے راستے آدھے کٹے ہوئے ہیں شہر جانا مشکل ہے مجھے تو قرارداد کے انگریزی متن کی ضرورت تھی، ارکان اسمبلی کے دستخطوں کو بطور تبرک رکھنا مقصود نہیں اسلئے قرارداد کی کاپیاں یہیں ٹائپ

کرا کر اصل فوٹو اسٹیٹ کاپی واپس کر رہا ہوں۔ امید ہے کہ مؤتمر المصنفین کی تیسری پیشکش کو منظر عام پر لانے میں بھی آپ اسی پھرتی سے کام لیں گے۔ والسلام محمد تقی

(۴)

اسلام آباد ہنگامہ خیز پر لطف رفاقت کی یاد خوشبوئے زلف یار کی طرح دل و دماغ پر محیط ہے، سوالات ربوہ اور یادداشت

(۸راگست ۱۹۷۴ء) محبّ مکرم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، آپ سے رخصت ہو کر بحمداللہ بعافیت تمام گھر پہنچ گیا۔ اس مرتبہ کا قیام[۱] اگرچہ بڑا ھنگامہ خیز رہا مگر پر لطف رفاقت کے لحات کی یاد خوشبوئے زلف یار کی طرح دل ودماغ پر محیط ہے۔ ہر مرتبہ کی طرح اس بار بھی آپ کو ستانے اور ستاتے رہنے کا احساس رہتا ہے لیکن کیا کروں کہ ع وقديوذی من المقة الحبيب

سوالات ربوہ کے سلسلہ میں ایک یادداشت جلدی میں مرتب کر کے بھیجی تھی امید ہے کہ مل گئی ہوگی۔

والسلام احقر محمد تقی

(۵)

قومی اسمبلی کی کاروائی دستور سازی کی رپورٹنگ کا محنت طلب کام سر بستہ راز منکشف ہوں گے آئین کی منظوری غنیمت ہے، نفاذ اسلام کیلئے آخری سانس تک جنگ

صدیق مکرم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! گرامی نامہ باعث تسکین قلب ونظر ہوا آپکو شعر لکھنے کی ضرورت ہی کیا ہے؟ آپکے خط کا بذات خود یہ حال ہے کہ ع حاجت مشّاطہ نیست روئے دلآرام را تازہ ''الحق'' نظر نواز ہوا جتنی محنت آپ نے اسمبلی میں کی اس شمارے کی ترتیب میں یقیناً اس سے کم محنت نہیں اٹھائی ہوگی اللہ تعالیٰ اس ہمت اور حوصلے کو سدا جوان رکھے بلا شبہ اس کارروائی کے منظر عام پر آنے سے بہت سے سر بستہ راز منکشف ہوں گے اور لوگوں کو صحیح حالات کا علم ہوگا (جزاک اللہ خیراً)

''آئین'' پر خوشی اس بات کی نہیں ہے کہ وہ مکمل طور پر اسلامی ہے البتہ خوشی اس کی ضرور ہے کہ یہ ''علی شرف السقوط'' ملک تباہی کے کم از کم ایک اہم سبب سے بچ گیا۔ یوں اسلام کے نفاذ کا جہاں تک تعلق ہے اس کے لئے تو زندگی کے آخری سانس تک لڑتے رہنا ہی پڑے گا۔

---

(۱) یعنی قادیانیوں کے خلاف تحریک کے سلسلہ میں ''قادیانیت اور ملت اسلامیہ کا موقف'' نامی تاریخی کتاب کی تیاری کے سلسلہ میں اسلام آباد میں ہمارا طویل قیام مراد ہے۔

مولانا عبدالقیوم حقانی
مہتمم جامعہ ابوہریرہ خالق آباد

اکابرین ختم نبوتؐ کا مولانا سمیع الحقؒ کو خراج تحسین

۳۸ سال تک پارلیمنٹ میں مولانا سمیع الحقؒ کا قادیانی طاغوت کے تعاقب کا دورانیہ تین ادوار پر مشتمل ہے۔

قومی اسمبلی

مولانا سمیع الحق ۱۹۷۰ء سے ۱۹۷۷ء تک اپنے والد محدث کبیر شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ کے ممبر قومی اسمبلی منتخب ہونے کے بعد پس پردہ رہ کر حضرت شیخ الحدیثؒ کے نام پر قادیانیت کی شرانگیزیوں پر ایوان کو توجہ دلاتے رہے۔ اس دور کی تفصیل اس دور کی رپورٹ ''قومی اسمبلی میں اسلام کا معرکہ'' چارسو صفحات میں موجود ہے۔

وفاقی مجلس شوریٰ

۱۹۸۰ء سے ۱۹۸۵ء تک مولانا سمیع الحقؒ نے وفاقی مجلس شوریٰ پارلیمنٹ میں مسلسل قادیانیت پر گہری نظر رکھی اور ملک و بیرون ملک ان کی سرگرمیوں پر اٹھائے گئے سوالات، تحریک التوا اور قراردادوں کے ذریعے ان کا تعاقب جاری رکھا۔ ۱۹۸۴ء میں بالآخر قومی اسمبلی کے آئینی ترامیم کے عملی تنفیذ کے لیے اس ترمیم کی روشنی میں قانون سازی کرانے میں کامیاب ہوگئے اور صدر ضیاء الحق کے ذریعہ ''امتناعِ قادیانیت آرڈیننس'' جاری کرایا۔ اس کی تفصیلات مولانا کے وفاقی مجلسِ شوریٰ کی روئیداد میں موجود ہیں جو مولانا ہی کے مرتب کردہ ''فوجی سنگینوں کے سایہ میں اسلام کی جنگ'' کے نام سے شائع ہو چکا ہے اور آپ کی تحریک اور جد وجہد پر اس وقت کے وزیر اطلاعات راجہ ظفر الحق نے یہ بل اسمبلی میں پیش کیا جس کی تفصیل ''قادیانیت اور ملت اسلامیہ کا موقف'' شائع کردہ مولانا محمد تقی عثمانی مدظلہ کے آخر میں ملاحظہ کی جا سکتی ہے۔ یہ کوشش اتنی دیرپا اور مسلسل رہی کہ مرکزی تحفظ مجلس ختم نبوت کے اکابر مولانا خان محمد کندیاں، مولانا عبدالرحیم اشعر، مولانا محمد شریف جالندھری اور مولانا اللہ وسایا مدظلہ وغیرہ نے وقتاً فوقتاً اظہار تشکر کے خط لکھے، قراردادیں پاس کیں اور دعائیں دیتے رہے۔ بعض خطوط ملاحظہ کیے جا سکتے ہیں۔

سینٹ

۱۹۸۵ء سے ۲۰۰۸ء تک بیس پچیس سال کے قریب عرصہ میں آپ ہر اہم موقع پر قادیانیت کا احتساب کرتے رہے۔ اڑتیس سال میں وقفوں یا مسلسل قادیانیت سمیت ہر دین دشمن، ملت فروش شخصیات اور تحریکوں سے پارلیمانی جنگ لڑی۔ یہ سعادت بہت ہی کم کسی کو نصیب ہوئی۔

حضرت خواجہ خان محمدؒ صدر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے تحسینات وتبریکات

خانقاہِ سراجیہ کندیاں شریف کے مسند نشین اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ قادیانیت کے خلاف جہاد کے امین بھی تھے اور تحریک کے امیر بھی اور قادیانیت کے خلاف اکابر علمائے دیوبند کے صدی سے زیادہ عرصہ کی جدوجہد اور محنتوں کے وارث بھی۔ انہوں نے مولانا سمیع الحقؒ کی ردقادیانیت کے سلسلے میں کی گئی محنت کو سراہا۔ حضرت خواجہ خان محمدؒ لکھتے ہیں:

آئینی ترمیم کی بحالی کی کوششوں، ''قادیانیت اور ملت اسلامیہ کے موقف'' کی تیاری ۷۴ء کی تحریک ختم نبوت کے خدمات کا اعتراف

۲۳ رجب ۱۴۰۲ھ، ۱۹۸۲ء

محترم المقام حضرت مولانا سمیع الحق صاحب زید مجدکم!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ! بعد از سلام مسنون کے مطالعہ فرمادیں کہ کل یہاں سے ایک رجسٹری بجھوانے کے بعد آپ کی رجسٹری موصول ہوئی۔ آپ کی اس کرم فرمائی کا بہت بہت شکریہ کہ اس حقیر کو اپنی شفقت وعنایت کے قابل سمجھا جزاك اللّٰہ تعالی عنا خیر الجزاء قادیانیت کے سلسلہ میں آئینی ترمیم کی بحالی کے متعلق آپ حضرات کی مساعی کا بھی بہت بہت شکریہ (جزاکم اللہ تعالیٰ) اللہ تعالیٰ آپ حضرات کی مساعی کو قبول فرمادے اور اس دور کے فتن سے دین حقہ، اسلام کی حفاظت وصیانت کی مزید برآں توفیق گردانے۔ (آمین)

تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء میں تو آپ براہ راست شریک رہے ہیں ''قادیانیت اور ملت اسلامیہ کا موقف'' کی تیاری میں بھی آپ کا بہت سا حصہ ہے، اس لیے آپ پر اس موقف کی حفاظت کی ذمہ داری بھی آپ کا اپنا فرض ہے۔ اللہ تعالی آپ کو اس فریضہ کی ادائیگی کی کماحقہ توفیق عطا فرمائے، (آمین) گذارش ہے کہ پنجاب ہائی کورٹ بار کے وکلا کی جو عرضداشت صدر صاحب کی خدمت میں پیش کی گئی تھی، اس میں دو ترمیموں کی منسوخی کو باقی رہنے دیا ہے، وہ عرضداشت ارسال

خدمت ہے۔ خط کشیدہ ترمیم کی منسوخی بدستور باقی ہے، اس طرح یہ آدھا کام باقی ہے اس کی تکمیل کے لیے مسلسل محنت اور جد و جہد کی ضرورت لازمی ہے۔

پاسپورٹ وغیرہ کے بیان حلفی میں گڑبڑ پر مولانا سمیع الحق کو اطلاع

اس پہلے کام کی تکمیل کے لیے سوچ و بچار اور غور و فکر جاری تھا کہ ہم ایک اور افتاد میں مبتلا کردیے گئے ہیں اور وہ ہے بیان حلفی میں گڑبڑ جو کہ حج فارموں، پاسپورٹ فارموں اور شناختی کارڈ فارموں میں درج ہے اور ہر درخواست گزار مسلمان کو اس پر دستخط کرنے لازمی ہیں۔ اس بیان حلفی کے تیسرے پیرے کو حذف کردیا گیا ہے۔ پہلے بھی ووٹوں کے اندراج کے وقت یہ بیان حلفی تبدیل کردیا گیا تھا، اللہ تعالیٰ کروڑ ہا رحمتیں نازل فرمائے حضرت مفتی محمود صاحبؒ کی قبر پر ان کی مداخلت سے یہ مسئلہ حل ہوا تھا اور حکومت کو کروڑ ہا روپے کا نقصان برداشت کرنا پڑا اور کروڑوں کے فارم طبع شدہ کو ضائع کرنا پڑا اور نئے فارم صحیح بیان حلفی پر چھپوانے پڑے تھے۔ اس کے متعلق صدر صاحب کی خدمت میں فقیر نے عریضہ ارسال کیا جس کی ایک کاپی آپ کی خدمت میں پیش کی ہے۔ (مکاتیب مشاہیر:۳/۱۷۷)

قادیانیوں کی کلمہ مہم، مولانا محمد اسلم قریشی کا اغوا اور مدیر ''الحق'' کو خراج تحسین

مخدوم ومحترم جناب چیف ایڈیٹر الحق حضرت مولانا سمیع الحق صاحب!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! مزاج گرامی؟

۱۷ فروری ۱۹۸۵ء کو فدائے ختم نبوت مولانا محمد اسلم قریشی کے سانحہ اغوا کو دو سال پورے ہوجائیں گے۔ قادیانی جماعت کے سربراہ مرزا طاہر کا ملک عزیز سے فرار اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ وہ اس کیس میں مجرم ہیں، مدعی پارٹی کے نامزد کردہ مشتبہ افراد کو شامل تفتیش نہیں کیا گیا ہے، تفتیشی ٹیم کے سربراہ میجر مشتاق ڈی آئی جی فیصل آباد اس سانحہ کے وقت گوجرانوالہ میں تعینات تھے، ان کی جانب داری اور مجرمانہ ذہنیت نے کیس کو لاینحل معمہ بنادیا ہے، آل پارٹیز مجلس عمل تحفظ ختم نبوت پاکستان اس صورتحال سے شدید کرب و اضطراب میں مبتلا ہے۔ مرزا طاہر کی لندن سے آمدہ کیسٹوں، تقاریر و ہدایات سے پورے ملک کے قادیانی اپنے سینوں پر کلمہ طیبہ کے بیج لگا کر اپنی عبادت گاہوں، مکانات بالخصوص ربوہ کے در و دیوار پر کلمہ لکھ کر صدارتی آرڈیننس کی دھجیاں بکھیرنے میں شب و روز مصروف ہیں۔ قادیانی اسلام کے امتیازی نشان (کلمہ طیبہ) کو لکھ کر یہ تاثر دینا چاہتے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں، ہم غیر مسلم قرار دینے کا آرڈیننس پرکاہ کی حیثیت نہیں رکھتا۔ الیکشن کے زمانہ میں قادیان جنون کی حد تک اس طرح تصادم پر اتر آتے ہیں جس سے پورے ملک کے محبِّ وطن مسلمان سخت تشویش میں مبتلا ہیں۔ قادیانی بیرونی ہدایات

پر کسی وقت بھی ملک کے امن کو تہہ و بالا کر سکتے ہیں۔ قانون نافذ کرنے والے حکومتی ادارے خاموش تماشائی کا مجرمانہ کردار ادا کر رہے ہیں۔ آپ نے ہمیشہ حق وصداقت کا ساتھ دیا۔ آپ کے رسالہ نے قومی مسائل میں ہمیشہ اسلامیان پاکستان کی رہنمائی کی۔ مولانا اسلم قریشی کیس میں آپ کے رسالہ نے مثالی کردار ادا کیا۔ اس پر میں آپ کا شکر گذار ہوں۔ آپ سے درخواست ہے کہ ۱۷فروری کو اپنے رسالہ کے ادارتی کالم میں اس مظلومانہ عالم دین، فدائے ختم نبوت کے سانحہ پر قلم اٹھا کر مشکور فرمائیں۔

والسلام: فقیر ابوالخلیل خان محمد عفی عنہ، امیر مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان

(مکاتیب مشاہیر:۷۷۲/۳)

حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ کی تحسین وتشجیع اور جرأت رندانہ کا اعتراف

حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی اکابر میں سے تھے۔ قادیانی لٹریچر پر ان کی گہری نگاہ تھی۔ وہ رد قادیانیت میں برہنہ تلوار تھے۔ علمی اور تحقیقی میدان میں قادیانیت کا بھرپور تعاقب کرتے رہے۔ قادیانیوں کو قومی اسمبلی سے اقلیت قرار دینے کی تحریک میں قومی اسمبلی میں پیش کرنے کیلئے ''قادیانیت اور ملت اسلامیہ کا موقف'' کے نام سے مولانا سمیع الحقؒ کی تصنیف کے حوالوں کی تخریج میں بھی بھرپور تعاون فرماتے رہے۔ وہ مولانا سمیع الحقؒ کے نام خط میں اعتراف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''آپ نے گذشتہ تحریک ختم نبوت میں بڑا کام کیا۔ مولائے کریم نے قبول فرمایا۔ قادیان سے اسرائیل تک پڑھنے کے بعد مصنف کتاب ابومدثر صاحب سے ملاقات کے لیے دل چاہتا ہے۔ میں نے اس کتاب کو پڑھ کر یہ تاثر لیا کہ غلام احمد سے لے کر یہ ساری ٹولی جاسوسوں اور یہودی مذہب کی گماشتہ اور ایجنٹ تھی۔ قادیانی ٹولہ ایمان فروش ٹولہ تھا''۔ (مکاتیب مشاہیر،۱۴۲۳/۴)

مولانا محمد شریف جالندھریؒ کا اظہار تشکر

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے عظیم رہنما مولانا محمد شریف جالندھری مولانا سمیع الحق کے نام خط میں تحریر فرماتے ہیں: ''مجلس تحفظ ختم نبوت کی مرکزی شوری کا اجلاس ۲۵فروری ۸۲ء کو حضرت الامیر مولانا خان محمد زید مجدہم کندیاں شریف کی صدارت میں منعقد ہوا۔ اجلاس نے آپ حضرات کی کوششوں پر اظہار تشکر کیا۔ قادیانیوں سے متعلق دوسری آئینی ترمیم کی تنسیخ کو ختم کرنے کا آرڈیننس جاری کر کے مسلمانوں کی تشویش کو رفع کرانے میں مولانا سمیع الحق نے مسلمانوں کے جذبات کی صحیح ترجمانی کی۔ ترمیم ۱۹۷۴ء کی منسوخی کے بعد اس کی بحالی میں آپ کا کام باقی حضرات سے فائق ہے۔ آپ کی جرأت رندانہ نے صدر صاحب کو بحال کرنے پر مجبور کیا۔ (مکاتیب مشاہیر۱۱۲۶/۴)

مولانا انعام الرحمٰن شانگلوی
ناظم و مدرس جامعہ تحسین القرآن

قومی اسمبلی کا تاریخی فیصلہ
سفارشات اور آئین میں ترمیم کا بل

☆ رسول اکرمؐ کو خاتم النبین صلی اللہ علیہ وسلم نہ ماننے والا یا نبوت کا دعوی کرنے والا یا مدعی نبوت کو نبی یا مصلح ماننے والا مسلمان نہیں۔

☆ قادیانیوں کے دونوں گروپوں کو آئندہ انتخابی فہرستوں یا رجسٹریشن میں غیر مسلم لکھا جائیگا۔

☆ کوئی شخص ختم نبوت کے عقیدے کے خلاف پرچار نہیں کرسکے گا، خلاف ورزی قابل تعزیر جرم ہوگی۔

---

۷ ستمبر ہماری تاریخ کا نہایت تاب ناک اور تاریخی دن تھا۔ اسلامی جمہوریہ پاکستان کی پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں نے اس دن اپنے الگ الگ اجلاسوں میں آئین میں ترمیم کا ایک تاریخی بل اتفاق رائے سے منظور کرلیا جس کے تحت پاکستان میں قادیانیوں کے دونوں گروپوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا گیا ہے۔ آئین کی دفعات نمبر۱۰۶ اور نمبر۲۶۰ میں ترمیم کی گئی ہے اور قرار دیا گیا ہے کہ ایسا کوئی شخص جو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے پر ایمان نہ رکھتا ہو یا خود کو کسی بھی صورت میں نبی یا مصلح ہونے کا دعوی کرتا ہو یا ایسے کاذب نبی کو مانتا ہو وہ مسلمان نہیں ہوگا۔ یہ بھی قرار دیا گیا کہ قادیانی اور لاہور کے احمدی فرقے کے تمام ارکان کو آئینی اور قانونی طور پر پاکستان میں بسنے والے دیگر غیر مسلموں کی مانند سمجھا جائے گا اور عیسائیوں، ہندوں، سکھوں، بودھوں، پارسیوں اور شیڈول کاسٹس کی طرح ان کے لیے بھی اسمبلیوں میں اضافی نشستیں ہوا کریں گی۔

آئین میں یہ ترمیم قومی اسمبلی کے پورے ایوان پر مشتمل کمیٹی کی سفارشات کو قبول کرتے ہوئے کی گئی۔ یہ سفارشات خصوصی اسمبلی کمیٹی نے ایک متفقہ قرارداد کی صورت میں منظور کیں۔ ان کے تحت امتِ

مسلمہ کے نظریہ ختم نبوت کو جو آئینی تحفظ دیا گیا ہے، اس کی خلاف ورزی کرنے والے کو سزا بھی دی جاسکے گی۔ قانون سازی کے ذریعے تعزیراتِ پاکستان کی دفعہ۱۰۶ الف کے بعد۲۹۵ ب کا اضافہ کیا جائے گا، جس کے تحت حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے کے عقیدے کے منافی کسی بھی قسم کا پرچار قابلِ تعزیر جرم ہوگا۔ سفارشات کے تحت آیندہ انتخابی فہرستوں میں قادیانیوں کا اندراج بھی غیرمسلموں کے زمرے میں ہوا کرے گا۔

آئین پاکستان کی متعلقہ دفعات

قومی اسمبلی نے قادیانیوں کو غیرمسلم اقلیت قرار دینے کا جو فیصلہ کیا ہے، اس کی روشنی میں آئینِ پاکستان کی متعلقہ دفعات کی ترمیم کے بعد یہ صورت ہوگی۔

آرٹیکل نمبر۲۶۰: جو شخص خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی بھی انداز میں نبی ہونے کا دعوی کرتا ہے یا کسی ایسے مدعی نبوت یا مذہبی مصلح پر ایمان لاتا ہے، وہ از روئے آئین و قانون مسلمان نہیں ہے۔

آرٹیکل نمبر۱۰۶ کلاز نمبر۳: آرٹیکل نمبر۱۰۶ کلاز نمبر۲ میں طبقوں کے لفظ کے بعد قادیانی یا لاہوری گروپ کے اشخاص جو''احمدی'' کہلاتے ہیں، کے جملے کا اضافہ کردیا گیا ہے۔

اضافے کے بعد کلاز نمبر۳ کی صورت یہ ہوگی: ''صوبائی اسمبلیوں میں بلوچستان، پنجاب، شمال مغربی سرحدی صوبہ اور سندھ کی کلاز نمبر میں دی گئی نشستوں کے علاوہ ان اسمبلیوں میں عیسائیوں، ہندوں، سکھوں، بدھوں، پارسیوں اور قادیانیوں یا شیڈول کاسٹس کے لیے اضافی نشستیں ہوں گی۔

آئین میں دوسری ترمیم کے بل کا متن

یہ قرین مصلحت ہے کہ بعد ازیں درج اغراض کے لیے اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین میں مزید ترمیم کی جائے لہٰذا بذریعہ ہذا حسب ذیل قانون وضع کیا جاتا ہے۔

مختصر عنوان اور آغاز نفاذ

(۱) یہ ایکٹ آئین (ترمیم دوم) ایکٹ ۱۹۷۴ء کہلائے گا۔

(۲) یہ فی الفور نافذ العمل ہوگا۔

آئین کی دفعہ نمبر میں ترمیم

اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین میں جسے بعد ازیں آئین کہا جائے گا دفعہ ۱۰۶ کی شق ۳ میں لفظ ''اشخاص'' کے بعد الفاظ اور قوسین اور قادیانی جماعت یا لاہوری جماعت کے اشخاص (جو اپنے آپ کو ''احمدی'' کہتے ہیں) درج کیے جائیں گے۔

آئین کی دفعہ نمبر ۲۶۰ میں ترمیم: آئین کی دفعہ نمبر ۲۶۰ میں شق نمبر ۲ کے بعد حسب ذیل نئی شقیں درج کی جائیں گی۔

(۳) جو شخص حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم (جو آخری نبی ہیں) کے خاتم النبیین ہونے پر قطعی اور غیر مشروط طور پر ایمان نہیں رکھتا یا جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی بھی مفہوم میں یا کسی بھی قسم کا نبی ہونے کا دعوی کرتا ہے یا جو کسی ایسے مدعی کو نبی یا دینی مصلح تسلیم کرتا ہے، وہ آئین یا قانون کی اغراض کے لیے مسلمان نہیں ہے۔

بیان و اغراض

جیسا کہ تمام ایوان کی خصوصی کمیٹی کی سفارش کے مطابق قومی اسمبلی میں طے پایا ہے کہ اس بل کا مقصد اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین میں اس طرح ترمیم کرنا ہے تاکہ ہر وہ شخص جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے پر قطعی اور غیر مشروط پر ایمان نہیں رکھتا یا جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی ہونے کا دعوی کرتا ہے یا جو کسی ایسے مدعی کو نبی یا دینی مصلح تسلیم کرتا ہے، اسے غیر مسلم قرار دیا جائے۔ عبدالحفیظ پیرزادہ وزیر

انچارج

تاریخی قرارداد کا متن

قومی اسمبلی کے پورے ایوان پر مشتمل خصوصی کمیٹی نے متفقہ طور پر جو قرارداد طے کی ہے اور جس کی سفارشات کو اسمبلی نے منظور کیا ہے، وہ یہ ہے:

قومی اسمبلی کے کل ایوان پر مشتمل خصوصی کمیٹی متفقہ طور پر طے کرتی ہے کہ حسب ذیل سفارشات قومی اسمبلی کو غور اور منظوری کے لیے بھیجی جائیں۔

کل ایوان پر مشتمل خصوصی کمیٹی اپنی رہنما کمیٹی اور ذیلی کمیٹی کی مدد سے اس کے سامنے پیش

یا قومی اسمبلی کی طرف سے اس کو بھیجی گئی قراردادوں پر غور کرنے اور دستاویزات کا مطالعہ کرنے اور گواہوں بشمول سربراہان انجمن احمدیہ ربوہ و انجمن احمدیہ اشاعت اسلام لاہور کی شہادتوں اور جرح پر غور کرنے بعد متفقہ طور پر قومی اسمبلی کو حسب ذیل سفارشات پیش کرتی ہے۔

(الف) کہ پاکستان کے آئین میں حسب ذیل ترمیم کی جائے۔

(اول) دفعہ(۱۰۶) میں قادیانی جماعت اور لاہوری جماعت کے اشخاص (جو اپنے آپ کو احمدی کہتے ہیں) کا ذکر کیا جائے۔

(دوم) دفعہ۱۰۶ میں ایک نئی شق کے ذریعے غیر مسلم کی تعریف درج کی جائے۔

مذکورہ بالا سفارشات کے نفاذ کے لیے خصوصی کمیٹی کی طرف سے متفقہ طور پر منظور شدہ مسودہ قانون منسلک ہے۔

(ب) کہ مجموعہ تعزیراتِ پاکستان کی دفعہ۲۹۰الف میں حسب ذیل تشریح درج کی جائے۔

تشریح: کوئی مسلمان جو آئین کی دفعہ ۲۶۰ کی شق نمبر۳ کی تشریحات کے مطابق حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کے تصور کے خلاف عقیدہ رکھے یا عمل یا تبلیغ کرے وہ دفعہ ہذا کے تحت مستوجبِ سزا ہوگا۔

(ج) کہ متعلقہ قوانین مثلاً قومی رجسٹریشن ایکٹ ۱۹۷۳ء اور انتخابی فہرستوں کے قواعد ۱۹۷۴ء میں منتجہ قانونی اور ضابطہ کی ترمیمات کی جائیں۔

(د) کہ پاکستان کے تمام شہریوں خواہ وہ کسی بھی فرقے سے تعلق رکھتے ہوں گے، جان و مال، آزادی، عزت اور بنیادی حقوق کا پوری طرح تحفظ اور دفاع کیا جائے۔

(۱) عبدالحفیظ پیرزادہ (۲) مولانا مفتی محمود

(۳) مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی (۴) پروفیسر غفور احمد

(۵) غلام فاروق (۶) چوہدری ظہور الٰہی

(۷) سردار مولانا بخش سومرو

(ماہنامہ ''الحق'' شعبان، رمضان ۱۳۹۴ھ/ستمبر ۱۹۷۴ء، ج۹، ش۱۲)

مولانا سید حبیب اللہ شاہ حقانی
نائب مدیر ماہنامہ ''الحق''

ممبر قومی اسمبلی حضرت مولانا عبدالحقؒ کا قادیانی جماعت کے سربراہ مرزا ناصر احمد پر جرح کے لیے اٹھائے گئے سوالات

قادیانی مسئلہ کے موقع پر قومی اسمبلی پر مشتمل خصوصی کمیٹی 1974 میں مرزا ناصر احمد پر جرح کے لیے آپ نے حسب ذیل سوالات داخل کیے۔

(۱) آپ نے اپنے بیان کے صفحہ نمبر۴ پر لکھا ہے کہ پاکستان کے دستور اساسی میں دفعہ نمبر ۲۰ کے تحت ہر پاکستانی کا یہ حق تسلیم کیا گیا ہے کہ جس مذہب کی طرف چاہے ہو۔ کیا آپ دستور میں یہ الفاظ دکھا سکتے ہیں؟

(۲) کیا جماعت احمدیہ کی طرف سے کبھی کسی شخص کے جماعت سے خارج ہونے کا فیصلہ نہیں کیا گیا؟ مرزا بشیرالدین صاحب نے انوار خلافت میں صفحہ نمبر۹۴ پر کہا ہے:

''خلیفہ اول حکیم نورالدین صاحب نے ایک شخص کو اس بنا پر جماعت سے خارج کر دیا تھا کہ اس نے غیراحمدی سے اپنی لڑکی کی شادی کر دی ہے''۔

اور مرزا بشیرالدین صاحب نے بھی یہ اعلان کیا تھا کہ اگر کوئی اس حکم کے خلاف کرے گا تو میں اس کو جماعت سے نکال دوں گا۔ کیا آپ کے نزدیک یہ فیصلہ درست ہے؟

(۳) کیا آپ ہر کلمہ گو لا الہ لا اللہ محمد رسول اللہ پڑھنے والے کو مسلمان سمجھتے ہیں؟

(۴) آپ نے اپنے بیان کے صفحہ نمبر۹ پر لکھا ہے کہ بہتر فرقوں میں سے نجات یافتہ فرقہ نہ کثرت میں ہوگا، نہ اپنی کثرت کو اپنے برحق ہونے کی دلیل ٹھہرائے گا۔ کیا آپ کی نگاہ میں وہ فرقہ اس کا مصداق ہوگا جس کی تعداد سب سے کم ہو؟

(۵) آپ ان غیراحمدیوں کو کافر کہتے ہیں یا نہیں جو مرزا غلام احمد صاحب کے دعوؤں کو جھٹلاتے ہیں؟

(۶) منیر کمیشن کے سوالات کے جواب میں جماعت احمدیہ ربوہ کی طرف سے کہا گیا تھا کہ

مرزا غلام احمد کے ایک فتوی کی وجہ سے جو حال ہی میں دستیاب ہوا ہے، ہم ان غیراحمدیوں کی نماز جنازہ پڑھنے لگے ہیں جو مرزا صاحب کو جھوٹا یا کافر نہ کہتے ہوں۔

اس بارے میں چند سوالات:

(الف) یہ فتوی دستیاب کب ہوا تھا اور اس پر عمل شروع ہوا؟

(ب) کیا مرزا غلام احمد کو یہ مقام دیتے ہیں کہ جس کو وہ کافر کہہ دیں وہ کافر اور جس کو وہ مسلمان کہہ دیں وہ مسلمان ہے؟

(ج) کیا اس فتوی کی وجہ سے مرزا غلام احمد، حکیم نور الدین اور مرزا بشیرالدین کے سابقہ فتوے منسوخ قرار دیئے گئے ہیں؟

(د) کیا اب اس مسئلے میں آپ کا جماعت لاہور کا مسلک ایک ہوگیا ہے؟

(۷) اگر آج کوئی شخص جھوٹا دعویٰ نبوت کرے اور قطعی دلائل سے اس کا جھوٹا ہونا ثابت ہو جائے تو وہ اور اس کے پیروکار آپ کے نزدیک مسلمان ہوں گے یا کافر؟

(۸) مسیلمہ کذاب آپ کے نزدیک کافر تھا یا مسلمان؟

(۹) آپ نے اپنے بیان میں صفحہ نمبر۸۲ پر مرزا غلام احمد کی کتاب ''حقیقت الوحی'' سے یہ عبارت نقل کی ہے: ''آپ (یعنی آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم) کی پیروی کمالات نبوت بخشتی ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی توجہ روحانی نبی تراش ہے''۔

(۱۰) اگر اب تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی توجہ روحانی نے سوائے مرزا غلام احمد کے کسی اور کو نبی نہیں بنایا تو کیا خاتم النبیین کا مطلب مرزا صاحب کے مذکورہ قول کے مطابق یہی تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر نبوت سے صرف ایک مرزا صاحب کو نبی بنایا جائے۔

(۱۱) آپ کی نظر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کس درجہ پیروی سے انسان نبی بن سکتا ہے؟

(۱۲) کیا آپ کی نظر میں انسان کو اس بات کی کوشش کرنی چاہیے کہ وہ اتباع محمدی کے اس درجے کو پالے جو اسے نبی بنا سکے۔

(۱۳) حقیقت الوحی کے صفحہ نمبر۸۲ وصفحہ نمبر۸۳ پر مرزا صاحب کا یہ قول مذکور ہے: علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل بھی حدیث میں آیا ہے۔ اگرچہ محدثین کو اس پر جرح ہے مگر ہمارا نور قلب اس حدیث کو صحیح قرار دیتا ہے اور ہم بلا چوں و چرا اس کو تسلیم کرتے ہیں''۔

تو کیا آپ کے نزدیک مرزا صاحب کو یہ مقام حاصل ہے کہ وہ جس حدیث کو چاہیں اپنے نورِ قلب سے صحیح اور جسے چاہیں غلط قرار دیں۔

(۱۴) آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کچھ لوگ تشریعی نبوت کے مدعی ہوگئے، جیسے صالح بن ظریف اور بہاء الحق بابی اور بعض نے غیر تشریعی نبوت کے دعوے کیے جیسے ابوعیسی وغیرہ، ان سب کے جھوٹا ہونے کی کیا دلیل ہے جب کہ وہ بھی ظلی، بروزی اور مجازی نبی وغیرہ کی تاویلات کر چکے ہوں یا کر سکتے تھے؟

(۱۵) نبوت غیر مستقلہ کے ملنے کا معیار اور ضابطہ کیا ہے؟

(۱۶) کیا صحابہ کرامؓ میں سے کوئی بھی اس معیار پر پورا نہ اتر سکا، جس کی وجہ سے باوجود افضل الامۃ ہونے کے تمام صحابہؓ نبوت غیر مستقلہ کے شرف سے محروم رہے۔

(۱۷) کیا اس چودہ سو برس کے طویل عرصہ میں صحابہ کرامؓ، تابعین اور مجددین میں سے کوئی ایک شخص بھی ایسا نہیں گزرا جو مرزا غلام احمد کے ہم پلہ ہوتا اور نبوت غیر مستقلہ پاتا۔

(قومی اسمبلی میں اسلام کا معرکہ: ص۳۹۳)

قادیانی مسئلہ میں لاہوری پارٹی پر جرح

قومی اسمبلی پر مشتمل خصوصی کمیٹی نے قادیانی مسئلہ پر غور کے دوران قادیانیوں کے دونوں دھڑوں (لاہوری اور ربوائی) کے سربراہوں کو اسمبلی میں طلب کیا اور اٹارنی جنرل کے توسط سے ان پر جرح کی گئی۔ شیخ الحدیث قدس سرہ نے بھی دونوں سربراہوں پر جرح کے نوٹس دیے تھے، جن میں اکثر قبول کیے گئے اور ان سے استفادہ کیا گیا۔ لاہوری جماعت کے سربراہ مرزا صدرالدین کے لیے آپ نے حسب ذیل سوالات کا نوٹس دیا تھا۔

(۱) کیا آپ اور آپ کی جماعت مرزا غلام احمد قادیانی کے تمام دعوں پر ایمان رکھتی ہے؟

(۲) کیا آپ مرزا غلام احمد قادیانی کو وہی مسیح موعود مانتے ہیں جن کے آنے کی خبر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دی تھی؟

(۳) کیا آپ یہ مانتے ہیں کہ مرزا غلام احمد نے اپنی تصانیف میں جو کچھ لکھا ہے، وہ اسلام کے مطابق اور صحیح ہے؟

(۴) کیا آپ کے نزدیک مرزا صاحب بحیثیت مسیح موعود حضرت مسیحؑ یا کسی اور نبی سے

افضل تھے؟

(۵) آپ نے اپنے بیان میں کہا ہے:''مرزا صاحب دوسرے مسلمانوں کی طرح شروع میں حیات مسیحؑ ہی کے قائل تھے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کی وحی نے آپ کو توجہ دلائی کہ قرآن وحدیث سے وفات مسیحؑ ثابت ہے''۔

نیز آگے لکھا ہے: ''اب بھی اللہ تعالیٰ نے حضرت مرزا صاحب کو وحی سے علم دیا کہ مسیح جو دوبارہ آنا تھا، وہ اصل مسیح نہیں، بلکہ اس کے مثل ایک روحانی ہستی نے آنا تھا''

اس میں دریافت طلب امر یہ ہے کہ کیا آپ کے نزدیک مرزا صاحب پر نازل ہونے والی وحی ان کے اوران کے متبعین کے لیے واجب الاتباع ہے؟

(۶) آپ نے مرزا صاحب کی ایک عبارت مجموعہ اشتہارات جلد نمبر۱ صفحہ نمبر۹۷ سے نقل کی ہے جس میں مرزا صاحب نے تمام مسلمانوں کو خطاب کرتے ہوئے لکھا ہے:

''اگر وہ ان الفاظ سے ناراض ہیں اوران کے دلوں میں یہ الفاظ شاق ہیں تو وہ ان الفاظ کو ترمیم شدہ تصور فرما کر بجائے نبی کے محدث کا لفظ میری طرف سے سمجھ لیں؛ کیوں کہ کسی طرح مجھے مسلمانوں میں تفرقہ اور نفاق ڈالنا منظور نہیں ہے''۔

(الف) کیا مرزا صاحب نے اپنی اس تحریر کے بعد اپنے لیے لفظ''نبی'' لکھنا چھوڑ دیا؟

(ب) کیا اس تحریر کے بعد مرزا صاحب نے اپنی سابقہ کتابوں میں لفظ''نبی''کو بدل کر'محدث'' لکھ دیا تھا؟

(۷) کیا آپ کی جماعت کے امیر اول محمد علی لاہوری صاحب اور ان کے رفقاء نے مرزا صاحب کے لیے کبھی لفظ''نبی''استعمال کیا ہے؟

(۸) کیا آپ آج بھی مرزا صاحب کے لیے کسی بھی معنی کے لحاظ سے لفظ''نبی'' کا استعمال درست سمجھتے ہیں؟

(۹) جس معنی میں مرزا صاحب نے اپنے لیے لفظ''نبی'' بکثرت استعمال فرمایا ہے، اگر آج کوئی شخص اسی معنی کے لحاظ سے اسی کثرت سے لفظ''نبی''استعمال کرے تو کیا آپ اسے جائز سمجھیں گے؟

(۱۰) آپ نے صفحہ نمبر۷ پر لکھا ہے: ''جس طرح عیسائیوں نے غلو کرکے حضرت عیسیٰؑ کو خدا کا

حقیقی بیٹا بنالیا۔اسی طرح مثل مسیح یعنی حضرت مرزا صاحب کوبھی آپ کے ماننے والوں کی اکثریت نے غلو کر کے مجدد کے عہدہ سے بڑھا کر نبی بنالیا'' (نعوذ باللہ) تو کیا جماعت ربوہ جس نے آپ کے خیال میں یہ غلو کیا ہے ایک غیر نبی کو نبی ماننے کی بنا پر کافر ہے؟

(۱۱) اگر جماعت ربوہ کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے تو کیا آپ کے نزدیک یہ مناسب ہوگا؟

(۱۲) آپ نے (اپنے پیش کردہ بیان کے صفحہ ۹ پر) لکھا ہے کہ حیات مسیحؑ کے عقیدے سے نہ صرف حضرت مسیحؑ کی برتری بلکہ خدائی ثابت ہوتی ہے تو کیا جو لوگ حیات مسیحؑ کے قائل ہیں، وہ آپؑ کی خدائی ثابت کرنے کی وجہ سے کافر ہیں؟

(۱۳) آپ نے بیان کے صفحہ ۱۱ پر مرزا صاحب کی ترجمانی کرتے ہوئے لکھا ہے کہ کسی کلمہ گو کو کافر کہنا خود کہنے والے پر کفر کو لوٹا دیتا ہے۔تو کیا وہ تمام لوگ جو مرزا صاحب کو کافر کہتے ہیں، آپ کے نزدیک کافر ہیں؟

(۱۴) جو شخص مرزا صاحب کو ان کے دعوں میں جھوٹا قرار دے وہ آپ کے نزدیک مسلمان ہے یا کافر؟

(۱۵) آپ نے صفحہ ا پر لکھا ہے کہ ''شروع سے ہمارا عقیدہ یہ رہا ہے کہ ہر کلمہ گو مسلمان ہے''۔اس عقیدے کی روشنی میں اگر کوئی شخص کلمہ لا الہ لا اللہ محمد رسول اللہ پڑھے اور اس پر ایمان کے اقرار کے ساتھ ساتھ نبوت کا دعوی کرے تو وہ آپ کے نزدیک مسلمان ہوگا یا نہیں؟ جب کہ خود آپ نے صفحہ ۲ پر مرزا صاحب کا یہ قول نقل کیا ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو نبوت کا دعوی کرے وہ کافر، کاذب اور خارج از دائرہ اسلام ہے؟

(۱۶) (الف) آپ نے صفحہ ۱۱ سے صفحہ ۱۳ تک مرزا صاحب اور ان کے متبعین کے بارے میں بہت سے لوگوں کی آرا نقل کی ہیں۔کیا آپ یقین اور ذمہ داری کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ یہ ساری نقول اور حوالے درست ہیں؟

(ب) کیا آپ کو یقین ہے کہ یہ سب لوگ ہمیشہ اسی رائے پر قائم رہے ہیں جو آپ نے انکی طرف منسوب کی ہے اور کبھی انہوں نے اپنی رائے تبدیل نہیں کی؟

(ماہنامہ ''الحق'' شیخ الحدیث مولانا عبدالحق نمبر)

مولانا محمد اسلام حقانی
نائب مدیر ماہنامہ ''الحق''

مولانا سمیع الحق شہیدؒ اور مولانا محمد تقی عثمانی مدظلہ کی مرتب کردہ کتاب ''قادیانیت اور ملت اسلامیہ کا موقف'' پر مولانا سمیع الحقؒ کا پیش لفظ

۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت اور نتیجتاً مرزائیوں کو قانوناً غیرمسلم اقلیت قرار دیا جانا پاکستان کی تاریخ کا ایک روشن باب ہے۔اس میں تحریک کے قائد مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ، قائد جمعیت علمائے اسلام مولانا مفتی محمودؒ اور قائد شریعت شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ کا کردار سب سے ممتاز اور نمایاں رہا۔تحریک کی مرکزی قیادت کی نگاہ میں حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ کی شخصیت پر کتنا اعتماد تھا، اس کا اندازاہ صرف ایک واقعہ سے لگایا جاسکتا ہے کہ: ''مجلس عمل کی تشکیل کے موقع پر جب شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ نے محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ کا نام مجلس عمل کی صدارت اور تحریک کی قیادت کے لیے پیش کیا تو سب نے آپ کی تائید کی اور حضرت سید بنوریؒ متفقہ طور پر ''مجلس عمل'' کے صدر منتخب کر لیے گئے''۔اس کے بعد تحریک میں حضرت شیخ الحدیثؒ کے مرحلہ وار کردار، اس کے لیے مستقل کتاب کی ضرورت ہے۔تحریک کا ایک اہم ،آخری اور انقلابی موڑ وہ تھا جب تحریک کی جانب سے قومی اسمبلی میں حزب اختلاف کے ارکان اسمبلی پر قادیانیت کے خلافِ اسلام عقائداور مذموم عزائم آشکارا کرنے کے لیے حکومت کی ہدایت کے مطابق مفصل تحریری بیان داخل کرنے کا فیصلہ کرلیا جسے ایک ہفتہ میں اخذ و انتخاب، ترتیب و تدوین، کتابت وطباعت کے تمام مراحل کے بعد داخل کرنا تھا۔ ایسی قطعی دستاویز کی تیاری کے لیے اکابر علما نے حضرت شیخ الحدیثؒ کے فرزند ارجمند حضرت مولانا سمیع الحقؒ اور حضرت مولانا مفتی شفیع عثمانی صاحبؒ کے فرزند ارجمند مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہ کا انتخاب کیا۔حضرت مولانا سمیع الحقؒ نے اکابر علماء کی سرپرستی میں

حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب کے ساتھ مل کر وہ عظیم کتاب ''قادیانیت اور ملت اسلامیہ کا موقف'' تیار کی جو بالآخر قادیانیت کے تابوت میں آخری کیل ثابت ہوئی اور قطعی الثبوت دستاویز کی بنیاد پر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا۔قومی اسمبلی کے قواعد وضوابط کے مطابق اس کتاب کی طباعت واشاعت پر پابندی کے باوجود حضرت مولانا سمیع الحقؒ نے اسے دارالعلوم حقانیہ کے شعبہ نشر واشاعت ''مؤتمر المصنفین'' کی جانب سے شائع کر کے پوری دنیا میں قادیانی دجل وتلبیس کو آشکارا کیا۔ کتاب کا مقدمہ انہی کا لکھا ہوا ہے، ہم ذیل میں آپ ہی کی وہ تحریر نذر قارئین کر رہے ہیں جس سے تحریک کا تمام پس منظر، اکابر علمائے دیوبند کے کردار، حضرت شیخ الحدیثؒ سمیت ان کے قابل فخر فرزند حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی بارآور مساعی بھی نمایاں ہوجاتی ہیں۔ (ادارہ)

الحمدللّٰہ وحدہ و الصلوٰۃ والسلام علی من لانبی بعدہ اما بعد

عالمی استعمار اور اسلام دشمن قوتوں نے ملت مسلمہ کی وحدت وسالمیت، نظریاتی یک جہتی اور سیاسی قوت کو ختم کرنے کے لئے جو حربے استعمال کیے، اس میں قادیانیت ایک ایسا ضرب کاری تھا جس کے مہلک اثرات وقت کے ساتھ ساتھ بڑھتے اور پھیلتے چلے گئے۔ جن علماء اور مفکرین امت کو اس فتنہ کی ہلاکت آفرینیوں کا احساس تھا وہ پہلے ہی دن سے اس شجرہ خبیثہ کے قلع قمع کے لیے کمربستہ ہوگئے اور تحریر وتقریر کی پوری صلاحیتوں سے امت کو اس فرقہ ضالہ کے دجل وتلبیس سے آگاہ کرتے رہے مگر اسلام کے اساسی عقائد توحید و رسالتؐ اور ختم نبوتؐ کی نزاکت و اہمیت سے ناآشنا روشن خیال طبع اسے مولویوں کی ''تنگ نظری'' پر محمول کرتے رہے اور جب مرزائیوں کا آقائے ولی نعمت انگریز برصغیر سے چلا گیا تب بھی پاکستان کے دینی حمیت سے عاری حکمران قادیانیت کے بارہ میں جمہور مسلمانوں کی جدوجہد کو نظرانداز کرتے رہے تاہم آنکہ ۱۹۷۴ء میں مرزائیوں کے مرکز ربوہ کے اسٹیشن پر مسلمان نوجوانوں پر جارحانہ حملہ کی شکل میں ایک غیبی واقعہ رونما ہوا۔ اس ظالمانہ جسارت نے پاکستان کے عام مسلمانوں کو جھنجوڑ کر رکھ دیا۔ دینی حمیت کا جو لاوا اندر ہی اندر پک رہا تھا وہ یک لخت پھٹ پڑا اور ایمان کی چنگاری شعلہ جوالہ بن گئی۔ مجلس تحفظ ختم نبوت کے اکابر اور ملک کے دیگر جید علماء ومشائخ کی جدوجہد اور رہنمائی نے احتجاج کو ایک ہمہ گیر اور منظم تحریک کی شکل میں بدل دیا اور ''مجلس عمل تحفظ ختم نبوت'' کی صورت میں ملک کے ہر مکتب فکر کے اکابر علماء، ممتاز قومی رہنماؤں اور اہم دینی جماعتوں کا ایک متحدہ پلیٹ فارم وجود میں آیا۔ پوری ملت کے اتحاد ویگانگت کا ایسا روح

پرور اور باطل شکن مظاہرہ برصغیر میں کم ہی دیکھنے میں آیا ہوگا اور یہ کرشمہ تھا اس والہانہ عشق و محبت، ایمان آفرین قلبی تعلق اور روحانی رابطوں کا جو ہر ادنی امتی اور غلام کو آقائے دو جہان خاتم النبیینؐ کی ذات سے ہے، یہ تحریک ایمان و یقین اور عشق و محبت کی بنیادوں پر اٹھی اور سورج کی روشنی اور حرارت کی طرح ملک کے گوشے گوشے کو روشن اور گرما گئی۔ ادھر اس وقت کی سوشلزم اور لادینیت کی علم بردار حکومت اس تحریک کو اولاً سختی سے دباتی رہی۔ اس میں کامیابی نظر نہ آئی تو لطائف الحیل سے ٹالنا چاہا، زعمائے تحریک کی کردار کشی، ذرائع ابلاغ سے پروپیگنڈا الغرض! یہ سارے ہتھکنڈے استعمال ہوتے رہے مگر جب پانی سر سے گزرنے لگا تو بالآخر حکومت وقت نے امت کے اس اجماعی اور طے شدہ مسئلہ کو غور و خوض کے لیے قومی اسمبلی کے سپرد کر دینے کا فیصلہ کیا۔

اس غرض سے پوری قومی اسمبلی کو خصوصی کمیٹی کی حیثیت دی گئی اور طے پایا کہ مرزائیوں کی ہر دو جماعتوں (قادیانی اور لاہوری) کے سربراہوں کو اپنا موقف پیش کرنے دیا جائے اور قومی اتحاد کے علماء و ارکان دلائل و براہین سے اپنا موقف پیش کریں، پھر اس کی روشنی میں قومی اسمبلی کوئی آئینی قدم اٹھائے۔ میرے نزدیک اس فیصلہ کے مضمرات میں بھی یہی ارادہ کارفرما تھا کہ اس طویل بحث و مباحثہ اور نقد و جرح کے لیے پچیس تیس دن کا جو موقع درکار ہوگا، اس دوران تحریک کی شدت ختم ہوجائے گی اور کسی نہ کسی طرح مسلمانوں کا یہ سو سالہ مطالبہ ایک بار پھر التوا میں ڈال دیا جائے گا مگر اللہ تعالیٰ کی کرم گستری مسلمانوں کے شامل حال تھی۔ ''مجلس عمل'' کے اکابر نے فیصلہ کیا کہ ایک طرف تو قومی اسمبلی کے محاذ پر اس دجالی فرقہ کے ائمہ دجل و تلبیس سے رو در رو دلائل و براہین سے مقابلہ کیا جائے اور ارکان اسمبلی پر قادیانیت کے خلاف اسلامی عقائد اور مذموم عزائم آشکارا کیے جائیں اور دوسری طرف ملک بھر میں تحریک کو اسی زور و شور سے جاری رکھا جائے جب تک کہ قومی اسمبلی قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار نہ دے۔

اس وقت مختلف مکاتب فکر کے اکابر علماء اور جماعتوں کے زعما قومی اسمبلی کے اجلاس کی وجہ سے راولپنڈی میں تھے۔ مجلس عمل کے صدر محدث کبیر علامہ العصر مولانا سید محمد یوسف بنوری قدس سرہ مجلس تحفظ ختم نبوت کے سرکردہ مبلغین کی معیت میں راولپنڈی کو ہیڈکوارٹر بنا چکے تھے۔ ادھر حکومت کی ہدایات تھیں کہ ہر فریق یا جو رکن قومی اسمبلی میں کوئی تحریری بیان داخل کرانا چاہے، اسے ایک ہفتہ کے اندر اندر پیش کرنا پڑے گا۔ اس لحاظ سے وقت نہایت کم اور موضوع نہایت گھمبیر، نازک اور ہمہ

پہلو سیر حاصل روشنی ڈالنے کا مستحق، ایسے حالات میں اللہ تعالیٰ کا نام لے کر کتاب کی تیاری کا فیصلہ کیا گیا۔ مجلس تحفظ ختم نبوت کے کہنہ مشق مبلغین جن کی زندگی قادیانیت کے تعاقب میں گزری تھی۔ قادیانیوں کی اصل کتابوں، اخبارات و رسائل کے انبار کیساتھ راولپنڈی بلا لیے گئے۔ تالیف کتاب کیلئے قرعہ فال ناچیز راقم الحروف اور برادر محترم فاضل اجل مولانا محمد تقی عثمانی کراچی کے نام نکلا۔

کتابت کے لیے لاہور سے سلطان الکاتبین جناب سید نفیس الحسینی (نفیس رقم) اپنے چیدہ اور ماہر خوشنویس تلامذہ کی ٹیم کے ساتھ پہنچ گئے۔ حضرت مولانا بنوری قدس سرہ امیر مجلس کی قیادت میں راولپنڈی صدر کے ایک قدیم ہوٹل ''میٹرو پول'' کو اپنا مستقر بنایا تھا، جو کسی زمانہ میں شان بان کا ہوٹل رہا ہوگا مگر اب اپنی قدامت اور بوسیدگی کی وجہ سے ازکار رفتہ بن چکا تھا اور اس کے صاحب خیر مالک نے اسے تحریک کے دوران استعمال کرنے کے لیے پیش کیا تھا۔

ہم سب لوگ ایک جنگی مہم کی طرح اس کتاب کی تیاری میں لگ گئے۔ ایک حصہ راقم الحروف اور ایک حصہ برادرم مولانا محمد تقی عثمانی لکھتے جاتے۔ جو ورق تیار ہوتا، ختم نبوت کے مبلغین حضرت مولانا محمد حیات صاحب مرحوم فاتح قادیان، حضرت مولانا عبدالرحیم اشعر صاحب اور دیگر حضرات اپنے بڑے بڑے پیٹیوں میں بند مرزا غلام احمد اور اس کے جانشینوں کی اصل کتابوں اور قدیم دور کے الفضل وغیرہ رسائل کو ٹٹول ٹٹول کر کتاب میں دیے گئے حوالوں کا اصل متن سے تطبیق کراتے۔ یہ تحقیق اور مراجعت اس لیے بھی ضروری تھی کہ قادیانی دجل وتلبیس کا ایک حربہ یہ بھی رہا ہے کہ وہ ایڈیشنوں کو بدل بدل کر چھاپتے ہیں اور بحث ومناظرہ کے دوران حوالہ سے انکار کر بیٹھتے ہیں۔ اس صورت حال سے بچنے کے لیے یہ طے پایا تھا کہ جو بھی فریق اپنے تحریری وتقریری بیانات میں کوئی حوالہ دے گا تو اصل کتاب یا ماخذ بھی اسمبلی میں پیش کرے گا۔ اس طرح اس کتاب میں دیے گئے حوالوں کی وجہ سے دو ڈھائی سو قادیانی کتابیں، رسائل اور مجلّات بھی اسمبلی میں پیش کرنی تھیں۔ کتاب کا جتنا بھی مسودہ مرتب ہوجاتا، ہم لوگ اسے حضرت مولانا بنوری قدس سرہ کی معیت میں قومی اسمبلی میں شامل اس وقت کے اکابر علما وزعما مجلس عمل کو سناتے۔

الغرض! ''قادیانیت اور ملت اسلامیہ کا موقف'' یا قادیانیوں کے سو سالہ جارحیت، بغاوت اور ظلم وستم، دجل وتلبیس پر مبنی داستان یا بیان استغاثہ مرتب ہوگیا۔ الحمدللہ کہ مختصر اور

ہنگامہ خیز حالات میں بھی موضوع کے دینی، علمی اور سیاسی ہر ہر پہلو پر سیر حاصل بحث و مواد اس میں آ گیا۔ کتاب مکمل ہوئی، جو بڑی مشکل نظر آ رہی تھی تو سب حضرات نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور بقول حضرت علامہ بنوری مرحوم یہ بھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی توجہات عالیہ کا کرشمہ اور ان ہی کا ایک معجزہ تھا کہ یہ سارا معرکہ ایسے افراتفری میں صرف ہفتہ بھر میں سر ہو گیا۔ اس کے بعد قومی اسمبلی کے بند اجلاس شروع ہوئے۔ کتاب بھی قانونا صرف قومی اسمبلی کے ارکان میں تقسیم کر دی گئی۔ پریس کو یا کسی غیر رکن میں اس کی تشہیر خلاف قانون تھی۔

اس وقت قادیانیوں کے ہر دو سربراہ مرزا ناصر احمد اور صدر الدین لاہوری بھی اپنے اپنے بیانات کے ساتھ قومی اسمبلی میں پیش ہوئے۔ اس وقت کے اٹارنی جنرل جناب یحییٰ بختیار کے توسط سے جرح بھی ہوتی رہی۔ مسلمانوں کی طرف سے پیش نظر کتاب اسمبلی میں پڑھ کر سنانے کی سعادت بھی ہمارے مخدوم مولانا مفتی محمود قدس سرہ کے حصہ میں آئی، اس لیے کہ وہ اسمبلی میں موجود اس وقت کے مختلف مکاتب فکر اور سیاسی جماعتوں کے حزب اختلاف کے رہنما تھے اور انہی پر اتفاق ہونا تھا۔ حضرت مفتی صاحب مرحوم نے اجلاس کی کئی نشستوں میں کتاب پڑھ کر سنائی اور پورے ارکان نے ہمہ تن گوش ہو کر توجہ سے سنی۔ اکثریت جو پیپلز پارٹی کے ارکان اور وزراء کی تھی، انہیں نہ تو کبھی قادیانی جماعت کے مذہبی اعتقادات اور پیچ در پیچ اصطلاحات و تاویلات پر غور کا اتفاق ہوا تھا، نہ مذہب کے نام پر اس گورکھ دھندے سے وہ آگاہ تھے پھر اس فرقے کا سیاسی پہلو، استعماری سرگرمیوں اور عالم اسلام بالخصوص پاکستان کے خلاف ریشہ دوانیوں، برطانوی سامراج کا اس کی تشکیل و ترقی اور اشاعت میں سرگرم حصہ، تقسیم ملک کے وقت قادیانیوں کا شرمناک کردار، عالم عرب کے خلاف اسرائیل اور مغربی سامراج کی آلہ کار ہونے کی تفصیلات اور اس کے قرائن و شواہد یہ سب باتیں جب ان لوگوں کے علم میں آئیں تو وہ محو حیرت ہو گئے اور ان کے دلوں میں جو نرم گوشہ تھا، وہ نفرت سے بدل گیا۔ اس دوران مرزائیوں کے سربراہ مرزا ناصر احمد اور ان کے ہمراہ صدر الدین لاہوری کی جولن ترانیاں، دلائل سے گریز، بیانات میں تضاد اور بے سرو پا تاویلات کے جو مناظر ایوان کے سامنے آئے اس نے اور بھی سونے پر سہاگہ کا کام دیا۔ بہرحال ایک طویل بحث و مناقشہ اور رد و قدح کے بعد اسمبلی نے متفقہ طور پر وہ ایمان آفریں فیصلہ کیا، جس کے نتیجہ میں قادیانی غیر مسلم اقلیت قرار پائے اور آئین میں ترمیم کے ذریعہ

ملت مسلمہ کے اس موقف پر مہر حقانیت ثبت کر لی گئی۔

مسلمانوں کی اس عظیم فتح میں پیش نظر کتاب کا ایک بنیادی کردار ہے۔ یہ ایک تاریخی دستاویز ہے جو اس تحریک کا زریں باب ہے مگر بعض ناگزیر حالات بالخصوص قومی اسمبلی کے اس بحث ومباحثہ کی اشاعت پر پابندی کی وجہ سے یہ کتاب اپنی اصلی شکل میں مسلمانوں کے سامنے تاحال نہیں آسکی تھی۔ اصل شکل میں اس لیے کہ حضرت بنوری قدس سرہ نے اپنے ہاں سے اس کا عربی ترجمہ موقف العالم الاسلامی من القادیانی کے نام سے بڑے اہتمام سے شائع کرا کرا سے عالم عرب میں تقسیم کرایا اور دارالعلوم کراچی کے زیر اہتمام اس کا انگریزی ترجمہ (The view of the Ummah on Qadyanism) چھپ کر شائع ہوا مگر کتاب اپنے اصل متن اور اصل شکل میں پہلی بار شائع کی جارہی ہے کیونکہ اس وقت چند ہی محدود نسخے صرف ارکان اسمبلی اور زعمائے حکومت میں تقسیم کیے گئے تھے۔

یہ میری دیرینہ آرزو تھی کہ یہ سعادت ''مؤتمر المصنفین'' دارالعلوم حقانیہ کو نصیب ہو اور الحمدللہ کہ یہ تمنا آج پوری ہورہی ہے، جبکہ اصل کتاب کا پابندی کا پیریڈ بھی غالباً ختم ہو چکا ہے اور وقت کا تقاضا ہے کہ نہ صرف یہ کتاب بلکہ اس وقت اسمبلی میں کی گئی ساری نقد و جرح اور بحث و مباحثہ کو مرتب کر کے قوم کے سامنے لایا جائے۔ صدر پاکستان جناب جنرل محمد ضیاء الحق صاحب نے ۱۹۷۴ء کے اس دستوری ترمیم کے منطقی تقاضوں کی تکمیل کے لیے حال ہی میں قادیانیوں کے بارہ میں ایک آرڈی ننس کی شکل میں قانون سازی کر کے ایک عظیم الشان قدم بھی اٹھا دیا ہے اور ملک و بیرون ملک کے پڑھے لکھے حلقوں میں قادیانیت کے پس منظر اور پیش منظر جاننے کی دلچسپی ہے۔ ایسے وقت میں اس کی اشاعت ایک اہم ضرورت کی تکمیل ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے قبولیت سے نوازے اور یہ قادیانیوں کی دسیسہ کاریوں، سازشوں، اسلام دشمن منصوبوں اور دجالی فلسفہ بحث و تاویل کے سمجھنے کا ذریعہ ثابت ہو۔ و ما ذلك على الله بعزيز

سمیع الحق

خادم دارالعلوم حقانیہ وصدر مؤتمر المصنفین اکوڑہ خٹک

۱۵ رمضان المبارک ۱۴۰۴ھ (حال نزیل لاہور)

مولانا راشد الحق سمیع
مدیر اعلیٰ ماہنامہ ''الحق''

ماہنامہ ''الحق'' اور ردِ قادیانیت

ماہنامہ ''الحق'' کے مہم ترین مقاصد اور فرائض میں سے ایک اہم ذمہ داری یہ بھی شامل ہے کہ اعدائے اسلام کی ریشہ دوانیوں اور سازشوں کا ہر محاذ پر مقابلہ کیا جائے اور مسلمانوں کو ان کے مکروہ عزائم سے آگاہ کیا جائے اور الحمد للہ مقام شکر ہے کہ ''الحق'' نے بطریقہ احسن یہ ذمہ داری بھی انجام دی۔ دراصل اسلام کے ابتدائی دنوں میں ہی مختلف فرق باطلہ نے اپنی مکروہ سازشوں اور فریب کاریوں کا جال بننا شروع کر دیا تھا اور شروع ہی سے ان کی یہ کوششیں رہیں کہ کسی طرح سے بھی قصر اسلام میں نقب لگاسکیں اور کسی بھی صورت حال اس کی شان عظمت اور وقار کو دھندلایا جاسکے اور اس مقصد کے حصول کیلئے ان دجالی فتنوں، شیطانی تحریکات اور ائمہ تلبیس نے لبادہ اسلام میں مقدس دین اور امت مسلمہ کو شر و فساد، تفرقہ بازی اور ملمع سازی اور دجل و تلبیس، فریب و ریا کے ہتھکنڈوں سے اسلام کے مضبوط حصار میں دراڑیں اور شگاف پیدا کرنے کی ناپاک کوششیں کیں، چنانچہ ہر دور میں انہی فتنوں کی سرکوبی کیلئے قدرت حق نے رجال کار اور مردان باصفا پیدا کیے، جن کی انتھک کوششوں اور شبانہ روز مساعی سے ان فتنوں کے عزائم اور افکار خبیثہ امت مسلمہ کے سامنے طشت از بام ہوگئے اور انکے اسلام کے خلاف سارے منصوبے اور سازشیں تار عنکبوت ثابت ہوئے اور ان فتنوں کا ٹڈی دل جو کہ ایک سیلاب بلا سے کم نہیں تھا، گلشن اسلام کی تر و تازگی و شادابی کو پژمردہ نہ کرسکا۔

چنانچہ اسی سلسلے میں جھوٹے مدعیان نبوت کے بارے میں کچھ عرض ہے۔ حضورؐ کا ارشاد گرامی ہے: سیکون فی متی ثلاثون دجالون کذابون کہ عنقریب میری امت میں تیس دجال اور کذاب پیدا ہوں گے اور آنحضرتؐ کی اسی پیشنگوئی کے مطابق جب حضرت ابوبکر صدیقؓ کے دور خلافت میں مسیلمہ کذاب نے باقاعدہ اپنی نبوت کا دعوی کیا اور کثیر تعداد میں لوگ اس کے زیر اثر آگئے تو ظاہر ہے کہ اس عظیم فتنہ کو دبانا ضروری تھا۔ اسی مقصد کی خاطر حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اس دجالی فتنہ کے خلاف بھرپور جہاد کیا۔ چنانچہ آپؓ کے اس بروقت اقدام کی وجہ سے یہ فتنہ سرد کر دیا گیا اور مسیلمہ کذاب کو حضرت وحشی ابن حربؓ نے واصل جہنم کیا۔ اس وقت سے لے کر آج تک یہ فتنہ نت نئے روپ میں اور بھیس بدل کر مختلف انداز میں سر ابھارتا رہا ہے، انہی ائمہ تلبیس، مسیلمہ کذاب، ابن سبا اور دیگر دجالین

کے ٹولے کے ایک اور ذریت فاسدہ مرزا غلام احمد قادیانی اپنے اسلاف کے ڈگر پر چلتے ہوئے پھر عقیدہ ختم نبوت کے بدر کامل کی بڑھتی ہوئی روشنی کو دیکھ کر فطرتاً بھونکنا شروع کر دیا تھا لیکن عوا الکلب لا یظلم البدر کے مصداق قصر ختم نبوت میں اس کی نقب زنی کی یہ واردات کامیاب نہ ہوسکی اور بقول غالب آپ اپنی آگ کے خس وخاشاک ہوگئے موتوا بغیظکم

چنانچہ جریدہ ''الحق'' میں وقتاً فوقتاً امت مسلمہ کی روح کی اسی ناسور اور نبوت محمدی کے خلاف اس عالمی صیہونی سازش قادیانیت اور اس فتنہ کی دسیسہ کاریوں اور فتنہ سازیوں کی قلعی کھول دی گئی ہے۔ چاہے اس پر علمی انداز میں رد ہو یا ان کے فرسودہ اور خود ساختہ دلائل کی بیخ کنی ہو، یا سیاسی لہجہ میں اس فتنہ کے عالم اسلام کے خلاف سازشیں ہوں تو اس موضوع پر الحق میں انتہائی ٹھوس، اہم اور مفید کام ہوا ہے اور انہی مقالات ومضامین کے سلسلہ میں جناب ابومدثرہ صاحب کے مضامین جب ''الحق'' کے صفحات پر آئے تو ان کے ٹھوس دلائل اور مضبوط ومحکم شواہد کا ان قادیانی ملمع سازوں کے پاس کوئی جواب نہ تھا اور پھر وہی مضامین ''قادیان سے اسرائیل تک'' نامی کتابی شکل میں آئے تو جھوٹی نبوت کے دعویداروں کے صفوں میں کھلبلی مچ گئی اور آج تک وہ لوگ اسکا جواب نہ دے سکے۔

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے یہ بازو مرے آزمائے ہوئے ہیں

اور پھر جب تمام مسلمانوں کو اسی فتنہ کی زہر افشانی کا علم ہوا تو ہر طرف سے اس قادیانی شجرہ خبیثہ کو بیخ و بن سے اکھیڑنے اور اس کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا مطالبہ شروع ہوا۔ چنانچہ والد محترم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب نے اسی ضمن اور تناظر میں یہ روح پرور اور ایمان افروز زوردار اداریہ بعنوان ''مطالبہ اقلیت ایک سرسری جائزہ'' لکھا۔ اس طویل اور پر مغز اداریہ کا ایک اقتباس ملاحظہ ہو۔

''پاکستان کے نئے دستور میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیثیت خاتم النبیین بطور آخری نبی کے ایک حقیقت تسلیم کر لی گئی ہے۔ اس دستور کی تکمیل کے تین ہفتے بعد کشمیر کی وادیوں سے ایک روح پرور آواز اٹھی اور سارے فضائے بسیط میں پھیل گئی۔ پاکستان کی سرزمین اس آوازہ حق سے گونج اٹھی، باطل کے در و دیوار لرز اٹھے، کفر تھرا گیا اور جعلی نبوت کے ظلمت کدوں کی تاریکی اور بڑھ گئی۔ یہ آزاد کشمیر اسمبلی کی ایمان میں ڈوبی ہوئی آواز تھی۔ یہ آزاد کشمیر اسمبلی کی ایمان میں ڈوبی ہوئی آواز تھی۔ یہ حرارت ایمانی اور حمیت ناموس رسالت کی ترجمانی کرنے والا فیصلہ تھا جس میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا اعلان حق کیا گیا تھا۔ اس خبر کے پھیلتے ہی اسلامیان پاکستان میں خوشی ومسرت کی لہر دوڑ گئی۔ اس جراءت مندانہ اور مومنانہ فیصلہ پر آزاد کشمیر اسمبلی اور صدر آزاد

کشمیر سردار عبدالقیوم خان کو بے پناہ خراج تحسین پیش کیا گیا کہ ایسا کرنا ایمان کا تقاضا تھا مگر جن کے دل اس روشنی سے محروم تھے اور جن کا باطن ناموس رسالتؐ پر مرمٹنے کے جذبات سے عاری تھا اور جو آنکھوں کے نہیں مگر دلوں کے اندھے تھے ان کے خرمن دجل وتلبیس پر یہ قرارداد ایک صاعقہ بن کر گری۔ ان کی سازشوں کا سلسلہ تیز سے تیز تر اور گہرا ہوتا چلا گیا۔ آزاد کشمیر کی حکومت اس ''جرم'' کی پاداش میں معزول کی جاچکی ہوتی اگر ملت مسلمہ کا جذبہ فدائیت اور ناموس رسالتؐ پر مرمٹنے والے عزائم اس منصوبے کے آڑے نہ آتے، جن لوگوں کو یہ فیصلہ ناگوار گزرا ہے ان کی حقیقت سردار عبدالقیوم خان ہی کے ان الفاظ سے معلوم کی جاسکتی ہے جو انہوں نے مرکزی وزیر داخلہ خان عبدالقیوم خان کے نام ایک تفصیلی مکتوب میں لکھے اور کہا کہ ''دراصل بات میرے خلاف الزامات کی نہیں بلکہ آپ حضرات کو تکلیف اس امر کی ہے کہ میں یہاں آزاد کشمیر میں اسلامی قوانین کا نفاذ تیزی سے کیوں کررہا ہوں اور قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کی توفیق کا مجھ سے مطالبہ ہورہا ہے۔ غالبا قادیانیوں کی بھی آپ کو اتنی پریشانی نہیں جتنی اسلامی نظام کے نفاذ کی ہے''۔ بہرحال یہ مسئلہ صرف آزاد کشمیر کا نہیں، صرف برصغیر کا نہیں نہ صرف عالم اسلام کا ہے بلکہ روے زمین پر بسنے والے محمد عربیؐ کے ہر نام لیوا امتی اور دربار رسالتؐ کی چوکھٹ سے نسبت رکھنے والے ہر ادنٰی سے ادنٰی غلام کا ہے۔ ''قادیانی مسلم نزاع''، جتنا بھی وقتی طور پر دبادیا جائے گا اتنا ہی شدت سے یہ امت کے اساسی تصور ایمان اور تصور رسالت کی وجہ سے مسلمانوں کو دعوت فکر وعمل دیتا رہے گا۔ اسلام کے قطعی معتقدات قرآن وسنت کی متواتر تعلیمات، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق ومحبت، رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم سے نسبت غلامی، اسلاف کے اجماعی فیصلے اور ملی اتحاد و یک جہتی کی حفاظت اور اس طرح کے ہزاروں ملی، دینی، سیاسی اور معاشرتی تقاضے ہمیں مجبور کریں گے کہ ہم ایک بار اٹھ کر اس ''نبوت کاذبہ'' کے سارے نشانات ایک ایک کرکے مٹادیں۔ اسلامی لبادہ اوڑھ کر دنیا میں پھیلنے والے اس دجالی کفر کو جب تک پوری طرح ٹھکانے نہ لگایا جائے قادیانیت پوری امت کے لیے ایک چیلنج بنی رہے گی اور محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری امت اپنے محبوب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سرخرو نہیں ہوسکے گی۔ قرآن ہمیں ایسے معاملات میں وَقٰتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّ يَكُوْنَ الدِّيْنُ لِلّٰهِ کا حکم دیتا ہے۔ جو لوگ اس بارہ میں رواداری اور وسیع النظری کا مطالبہ کرتے ہیں اور جو ایسی باتوں کو تنگ نظری اور فرقہ واریت سمجھتے ہیں وہ ایمان کی حقیقت سے کوسوں دور ہیں اور ہزار بار دعوی اسلام و ایمان کے باوجود خدا کی نگاہ میں ان کی وقعت سید الشہدا حضرت حمزہؓ کے قاتل وحشیؓ کے پیشاب کے قطرے کے برابر بھی نہیں جس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دل آزاری کا کفارہ اپنے وقت کے جھوٹے مدعی نبوت مسیلمہ کذاب کو تہ تیغ کرنے کی

شکل میں دیا اور جب تک اس ملعون کو جہنم رسید نہ کیا اس وقت تک خدا کی رحمت و مغفرت کے امیدوار نہ بن سکے۔ تعجب ہے کہ بعض لوگ قادیانیوں کے بارہ میں مسلمانوں کے مطالبہ اقلیت پر بھی چین بہ جبین ہوجاتے ہیں حالاں کہ یہاں معاملہ کفر و اسلام کا نہیں اسلام اور ارتداد کا تھا اور پوری اسلامی تاریخ میں ایسے لوگوں کی سزا قتل سے کم ہرگز نہ تھی۔ اسے مسلمانوں کی رواداری کہیے یا مجبوریاں کہ وہ قادیانیوں کے بارہ میں انہیں ''اقلیت قرار دینے'' کا کم تر درجہ مطالبہ کرتے ہیں۔تو آیئے! ہم اس اقلیت کے مطالبہ کا ایک سرسری جائزہ لیں، جہاں تک اقلیت کا مسئلہ ہے۔دین و دنیا کے ہر شعبے میں علیحدہ امت ہونے کا اعلان: قادیانیوں کا بہ حیثیت ایک الگ اور متوازی امت ہونے کے یہ نہ صرف ایک بدیہی حقیقت ہے بلکہ خود مرزائیت اپنی تمام تر تعلیمات و اعمال میں نہ صرف ایک متوازی امت ہونے کا اعتراف کرتی ہے بلکہ اپنے پیروں کو عبادات، معاملات، معاشرت، دین و دنیا کے ہر شعبہ زندگی میں اس علیحدہ جداگانہ تشخص کی تلقین و تاکید کرتی چلی آرہی ہے اور اس دائرہ سے باہر تمام غیر مرزائی مسلمانوں کو ایک علیحدہ امت اور الگ گروہ کہنے اور سمجھنے کے ہزاروں شواہد ہمارے پاس موجود ہیں۔ مرزا غلام احمد نے کہا ہے کہ "ہر وہ شخص جس کو میری دعوت پہنچی اور اس نے مجھے قبول نہ کیا، وہ مسلمان نہیں ہے(تشحیذ الاذھان جلدنمبر۶ص ۱۳۵) اور کہا کہ ''میری بیعت میں توقف کرنے والا بھی کافر ہے'' (قادیانی قول وفعل الیاس برنی ص ۱۷) ان کے خلیفہ نے ایک قدم آگے بڑھ کر یہاں تک اعلان کیا کہ ''مرزا کی دعوت قبول نہ کرنے والے خواہ انہوں نے مرزا کا نام تک بھی نہ سنا ہو کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں'' (ص ۱۷) ان کا انکار موجب غضب الٰہی اور کفر ہے (ص۱۵) ایسے لوگ خدا و رسول کے نافرمان اور جہنمی ہیں''۔(ص ۱۶) اپنے نہ ماننے والوں کو مرزا کیسے ''پاکیزہ'' القاب سے نواز کر کہتا ہے: کل مومن یتقبلنی إلاذریة البغایا ''میرے مخالف جنگلوں کے سر ہوگئے ان کی عورتیں کتیوں سے بڑھ گئیں'' (نجم الہدیٰ ص۵۳) ''ہماری فتح کا قائل نہ ہونے والا ولدالزنا ہے، حلال زادہ نہیں'' مرزا کے خلیفہ اور فرزند محمود احمد نے قادیانیت کے نمائندہ کی حیثیت سے گورداسپور کی عدالت میں کہا: ''کسی ایک نبی کا انکار بھی کفر ہے (اس لیے) غیر احمدی کافر ہیں'' (الفضل ۲۶ جون ۱۹۲۲) قادیانیت کے عالمی ترجمان ظفراللہ خان کا محمد علی جناح صاحب کے نماز جنازہ کا انکار کس کو معلوم نہیں۔ اور جب پوچھا گیا تو ظفراللہ نے کہا کہ مجھے کافر حکومت کا مسلمان ملازم سمجھئے یا مسلمان حکومت کا کافر ملازم۔ مسٹر جناح سے بہت پہلے اسی ظفراللہ نے اپنے ایک اور محسن سر فضل حسین کے جنازہ سے بھی یہی سلوک کیا اور وہ دور ہندوسکھوں کے ساتھ الگ کھڑے رہے (قادیانی قول وفعل ص۲۳) یہی نہیں بلکہ جب بھی مرزائیوں کے موقف کی ترجمانی کی ضرورت ہوئی، ظفراللہ نے عدالت میں بھی اسی

موقف کی تائید کی کہ وہ غیر احمدیوں کو کافر کہتے ہیں، (ص ۱۹) ابھی پچھلے سال ایم ایم احمد نے اپنے اوپر قاتلانہ حملہ کے مقدمہ میں مرزائیوں کے اسی موقف کو بڑی ڈھٹائی سے دہرایا اور جنازہ کے مسئلہ میں ظفراللہ کے موقف کی بھی تصویب کی۔ مسلمانوں کے بارہ میں مرازائیوں کا یہ موقف اتنا کھلا اور واضح ہے کہ ۱۹۵۳ کی منیر انکوائری نے بھی ہزار بددیانتی اور جانب دارانہ رویہ کے باوجود اپنی رپورٹ میں لکھا ہے کہ ہم نے اس بارہ میں احمدیوں کے بے شمار اعلانات دیکھے ہیں اور ہمارے لیے اس کی کوئی تعبیر سوائے اس کے ممکن نہیں کہ مرزا کے نہ ماننے والے ان کے نزدیک دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ (رپورٹ ص ۲۱۲) یہ تو مسلمانوں کے بارہ میں ان کا اصولی طرز عمل ہوا کہ وہ اپنے آپ کو مسلمانوں سے ایک الگ اور جداگانہ امت سمجھنے لگے۔ آگے اس اصولی موقف کو قائم رکھنے کے لیے دین و دنیا کا کوئی گوشہ ایسا نہ تھا جس میں مرزائیوں نے مسلمانوں سے الگ تشخص قائم رکھنے کی تلقین نہ کی ہو۔'' (اسلام اور عصر حاضر، ص ۳۳۶)

یہی وجہ ہے کہ ان اداریوں اور اسی فرقہ کے متعلق تحقیقی مضامین نے مسلمانوں میں ایک جوش، نیا ولولہ اور اس شیطانی و طاغوتی قوت کے خلاف ایک تحریک بپا کی اور ۷۴ میں قادیانیت کے خلاف ملک گیر تحریک اٹھی، جس میں بالآخر مسلمانانِ ملت کی قربانیاں رنگ لائیں اور اسی شجرہ خبیثہ کو امت مسلمہ سے باہر پھینک دیا گیا اور یہ فرقہ غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا۔

ع بہت بے آبرو ہو کر ترے کوچے سے ہم نکلے

اور پھر جب قادیانیت اور امت مسلمہ کا موقف نامی کتاب کی ترتیب و تدوین کا موقع آیا تو والد صاحب نے اس میں بھرپور حصہ لیا اور یہی مسودہ قومی اسمبلی کے فورم پر سنایا گیا، جس میں حضرت مولانا مفتی محمودؒ، دادا جان حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب قدس سرہ اور مولانا غلام غوث ہزارویؒ وغیرہم کا کردار نمایاں تھا۔ اس تاریخی فتح مبین پر ''الحق'' رمضان المبارک ۱۳۹۴ھ میں والد صاحب مدظلہ ایڈیٹر ''الحق'' نے یہ پرجوش ادارتی نقش آغاز تحریر فرمایا جو ''اسلام اور عصر حاضر'' ص ۲۳۶ پر ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔ بلاشبہ ''الحق'' کے دقیع متین اور پروقار مشن اور صحافتی و سیاسی و عملی انداز نے بہت سے قادیانیوں کو اپنے موقف پر نظر ثانی پر مجبور کیا اور بہت سے لوگ جو کہ اس دام ہمرنگ زمین میں پھنس گئے تھے ع دام ہمرنگ زمین بود گرفتار شدم

بتوفیق ایزدی اس جال اور شیطانی دلدل سے نکل گئے؛ کیوں کہ الحق نے جذبات کے بجائے ایک ٹھوس علمی انداز اپنایا اور سینکڑوں صفحات پر مشتمل مضامین و مقالات اس شجرہ خبیثہ اور انگریز کے اس تخم فساد کی بیخ کنی اور اس فرنگی پودے کی تار و پود اکھیڑنے میں صرف کیے۔

(ماہنامہ ''الحق'' جمادی الثانی ۱۳۹۴ھ/نومبر ۱۹۹۵، ج ۳۱، ش ۲)

امیر شریعت حضرت مولانا عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

اسلام کی پوری عمارت عقیدۂ ختم نبوت پر قائم ہے

آج سے تقریباً ۷۴سال قبل ۱۶/۱۷مئی ۱۹۵۱ء کو امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری صاحبؒ نے جامعہ دارالعلوم حقانیہ میں ایک اہم خطاب فرمایا تھا، وہ خطاب ''الحق'' کے خصوصی شمارے ''ختم نبوت نمبر'' کے لئے اہمیت کی بناء پر قارئین کی خدمت میں پیش کیا جارہا ہے۔(ادارہ)

دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کے سالانہ اجتماع کی دوسری نشست میں رات کے ساڑھے گیارہ بجے حضرت مولانا سید عطا اللہ شاہ بخاریؒ کی تقریر شروع ہوئی، حاضرین اس قدر زیادہ تھے کہ پنڈال کی قناتیں کھول دی گئی تھیں اور دور تک انسان ہی انسان نظر آتے تھے،ایک اندازے کے مطابق حاضرین کی تعداد پندرہ ہزار کے لگ بھگ تھی، حضرت شاہ صاحبؒ نے اپنی تقریر اس وقت شروع کی جب اتفاقی طور پر لاؤڈ سپیکر فیل ہو گیا تھا۔حضرت شاہ صاحبؒ نے حمد وثنا کے بعد تقریر شروع کرتے ہوئے فرمایا: شاید بزرگوں نے میرا امتحان لینا چاہا ہے کہ میں بے لاؤڈ سپیکر بھی بول سکتا ہوں اگر چہ بخاری وہ بخاری نہیں رہا جو اس مجمع سے زیادہ مجمعوں کو بھی بغیر لاؤڈ سپیکر کے خطاب کرتا رہا ہے تا ہم میں کوشش کرونگا اللہ تعالیٰ مجھے ہمت دے اور آپ بھی دل میں اس کی دعا کرتے رہیں اس کے بعد آپ نے باقاعدہ تقریر کا آغاز کرتے ہوئے فرمایا۔

مذہب کی بنیاد تین چیزوں پر ہے

اپنی سمجھ میں اتنی بات آچکی ہے کہ مجھے دوسرے مذہب سے تعلق نہیں، نہ اس کی کتابیں پڑھتا ہوں ، نہ ہی اس کا مطالعہ کرتا ہوں بلکہ اتنا ہی جانتا ہوں کہ مذہب اپنا ہے اسے ہی سمجھو سمجھاؤ ہاں! تو اپنی سمجھ میں اتنی بات آچکی ہے کہ اپنے مذہب میں تین ہی چیزیں ہیں ایک عقیدہ پھر عبادت اور معاملات، بس یہ تین چیزیں ہیں میں اس وقت نہ عبادات کے متعلق کچھ کہوں گا، نہ معاملات کے متعلق کیونکہ یہ بات اپنی سمجھ میں آ گئی ہے کہ بغیر عقیدے کے کوئی عمل ہوتا نہیں اور عقیدہ؟ اس کے معنی ہیں اردو میں دل کی بات اور دل کی بات جب دل میں پکی ہو جائے ،تب ہی حقیقتاً کوئی عمل عمل بن سکتا ہے۔

جوں جوں دوا کی مرض بڑھتا گیا

حضرت علامہ انور شاہ صاحبؒ کی بات یاد آ گئی کہ کوڑھی کو جتنی اچھی غذا آپ کھلائیں گے اس کا مرض بڑھے گا اور اطباء اس پر متفق ہیں کہ اس کا بدن گلتا ہی جائے گا، سڑتا ہی جائے گا حضرت شاہ صاحبؒ نے فرمایا ہے کہ جس کا عقیدہ بگڑ گیا، اس کی روح کو کوڑھ ہو گیا جتنی عبادت کرے گا اتنا ہی عذاب پائے گا، یہ شاہ صاحبؒ نے فرمایا میں اس کی مثال دیتا ہوں، اس شامیانے کی جو اس وقت آپ کے سروں پر سایہ کئے ہوئے ہے آندھی چلے تو یہ اسی طرح سایہ فگن رہے گا؟ کہ زمین پر آ رہے گا (سامنے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے شاہ صاحبؒ نے کہا) وہ سامنے بلند و بالا عمارت ہے، اس کی بنیاد کھوکھلی ہو تو ہر وقت گرنے کا کھٹکا لیکن اگر عمارت معمولی ہے مگر بنیاد مضبوط ہے تو زندگی چین سے بسر ہو جائے گی بس عقیدہ درست ہو، کثرت عبادات نہ ہو صرف نمازیں ہی پڑھ لے ان شاء اللہ انجام بخیر ہو گا اور نوافل بھی ہوں، تہجد بھی ہو اشراق بھی، اوابین بھی ہو ریاضت سب ہو! عقیدہ نہ ہو تو کچھ بھی نہیں، آریہ بھی عبادت کرتے ہیں، ہندو بھی ریاضت کرتا ہے لیکن انہیں جہنمی اور کافر ہی کہا جاتا ہے ہاں! ہاں یہودی بھی تسبیح بہت کرتے ہیں لیکن عقیدہ ہے عزیر ابن اللہ کا جو لے ڈوبا، بالکل لے ڈوبا۔

عقیدہ ختم نبوت توحید کی جڑ ہے

لعنت ہو فرنگی پر! اس نے دوسو سال کی منحوس حکومت میں چوٹ لگائی ہمارے بنیادی عقیدے پر جو جان ہے سب اسلام کی! توحید کی جڑ ہے اور وہ عقیدہ ہے ختم نبوت کا، اسلام کا صحیح تصور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کوئی پیش نہیں کرسکتا خدا کو تو سب ہی مانتے ہیں اور مانتے تھے خدا کو تو سب ہی پکارتے ہیں خدا کا انکار تو کوئی پرلے درجے کا بیوقوف ہی کرے گا جو اپنے وجود کا تو قائل ہو اور خدا کے وجود کا انکار کرے خدا کو ہر ایک مانتا ہے، چاہے وہ اپنا ہی بنا ہوا تھا جسے صبح کو گھڑا اور شام کو اس کا خدا ہو گیا منکر خدا تو یہ بھی نہ تھے سب خدا کے وجود کے قائل تھے میں کہہ رہا تھا کہ منکر خدا تو ہوئے نہیں البتہ خدا کا صحیح تصور ملتا نہیں اگر ملتا ہے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے جسے خود خدا نے بنایا وہ خدا تو مر گیا، ٹوٹ گیا، پھوٹ گیا ایک ضرب زیادہ پڑنے سے نکٹا ہو گیا، لنجا ہو گیا لیکن نبی جو خدا دیتا ہے جس خدا کا تصور نبی سے ملتا ہے، وہ مرتا نہیں، ٹوٹتا نہیں بے عیب ہوتا ہے۔

مسیلمہ کذاب سے پنجابی کذاب تک

حضرت شاہ عبدالقادر صاحب قدس سرہ العزیز نے چالیس سال میں قرآن کریم کا ترجمہ کیا

ہے اس میں اللّٰہ الصمد کا ترجمہ شاہ صاحبؒ نے ''اللہ نرادھار'' ہے کیا ہے ''نرادھار''، نرادھار! (یعنی) جس بن کسی کا کام نہ چلے اور جس کا کام کسی بن نہ اڑے خدا کا یہ تصور نبوت ہی پیش کرسکتی ہے اور کوئی نہیں اور اس کی جڑ فرنگی نے کاٹی! کیسے پنجاب سے ایک نبی اٹھا؟ اٹھا نہیں! اٹھایا گیا، میں نے تو یہ اندازہ لگایا ہے کہ جس نے نبوت کا دعوی کیا ہے، وہ پاگل ہے یا پاجی ہے اور ایسے پاجیوں کا سلسلہ مسیلمہ کذاب سے پنجابی نبی تک آیا ہے نبوت ایک مرکز ہے، جسے قومیں فنا کرنے اٹھیں! لیکن اس کا علاج بھی ساتھ ساتھ ہوتا رہا۔

جھوٹے مدعیان نبوت کے نقائص

تصویر کا ایک رخ تو یہ ہے کہ مدعی نبوت کے نقائص کی بنا پر اس کے دعوے کی تردید کی جائے کہ وہ شراب پیتا تھا لہٰذا نبی نہیں اس کی مخبوط الحواسی کی بہت سے دلیلیں ہیں لہٰذا نبی نہیں وغیرہ وغیرہ لیکن ایک رخ اور بھی ہے، وہ یہ کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے اعلان کرایا گیا قُلْ يَآ اَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا ''فرما دیجئے اے پیغمبر! کہ اے لوگو! بے شک میں اللہ کا رسول ہوں، نبی ہوں، پیغمبر ہوں، ظلی بروزی کا جھگڑا ہی نہیں تم سب کی طرف، ساری خدائی کی طرف، خدا کی ساری بادشاہی کے لئے ایک رسول! آخری رسول! خطاب کیا گیا ہے۔'' ''اے لوگو! يَآ اَيُّهَا النَّاسُ تو جس نے اس نبوت سے کٹّی کاٹی وہ لوگوں میں کہاں رہا؟ اس کا شمار انسانوں میں کب ہوگا یہ ہے تصویر کا دوسرا رخ، جس سے جھوٹی نبوت کا جھوٹ کھلتا ہے اور جھوٹے نبیوں کے چہرے کے بدرونقی اس آئینہ میں نظر آتی ہے۔ آج ضرورت ہے اس عقیدہ کو محکم رکھنے کی جو ایمان کی بنیاد ہے اور جہاں سے اسلام کا صحیح تصور ہمیں مل سکتا ہے یعنی نبوت اور ختم نبوت کیونکہ عقیدہ کے بغیر کوئی عمل درست نہیں ہوسکتا اوصیکم بتقویٰ اللّٰہ میں تمہیں خدا سے ڈرتے رہنے کو کہتا ہوں یاد رکھو سرحد میں انتخابات ہونے والے ہیں میں کہوں گا کہ لیگ کی پوری طرح حمایت کرو اس کے ہر امیدوار کو کامیاب بناؤ مگر جھوٹے نبیوں کے پیروکاروں کو پوری طرح شکست دو لیگ کے ہر امیدوار کو خواہ وہ کوئی ہو اور کیسا ہی ہو تم ووٹ دے دو مگر پنجابی نبی کے چیلوں کو سر اٹھانے کا موقع نہ دو، ان کی ضمانتیں ضبط کراؤ اور انہیں شکستِ فاش دو۔ وآخر دعوانا أن الحمد للّٰہ رب العلمین

(الحق، ج۵، ش۶، محرم الحرام ۱۳۹۰ھ، مارچ ۱۹۷۰ء)

حضرت علامہ مولانا شمس الحق افغانیؒ

مسئلہ ختم نبوتؐ

شیخ التفسیر حضرت علامہ مولانا شمس الحق افغانیؒ نے ماہنامہ ''الحق'' میں تین اقساط (مارچ، اپریل، جولائی ۱۹۷۱ء) پر مشتمل مسئلہ ختم نبوت کے تحفظ اور قادیانیت کے دجل وتلبیس کے حوالے سے ایک تفصیلی مضمون لکھا تھا، موضوع کی مناسبت سے ''خصوصی اشاعت'' میں اس مضمون کا خلاصہ بطورِ تبرک شامل کیا جارہا ہے۔ (ادارہ)

ختم نبوت کا مسئلہ اسلامی تاریخ کے کسی دور میں مشکوک ومشتبہ نہیں رہا اور نہ اس پر بحث کی ضرورت سمجھی گئی لیکن برصغیر پاک وہند میں انگریزی حکومت نے اپنے مفاد اور تاریخی اسلام دشمنی کی تکمیل کے لیے اسلام کے اس مرکزی عقیدہ پر ضرب لگانا ضروری سمجھا؛ تاکہ مسلمانوں کی وحدت کو ختم کیا جائے۔ اس سازش کی تکمیل کے لیے انگریزوں کو پنجاب کے ضلع گورداسپور سے ایک ایسا شخص ہاتھ آیا جو اس مقصد کی تکمیل کے لیے موزوں تھا، اس نے انگریزوں کی حمایت کے تحت اپنی امت بنائی اور نئی نبوت کی بنیاد ڈالی اور بہت سی کتابیں لکھیں، ان کتابوں کے بنیادی مقصد تین ہیں:

(۱) اپنی شخصیت اور دعاوی پر زور دینا۔

(۲) تحریفاتِ قرآن کو معارف بتلانا۔

(۳) مسلمانوں کی دشمنی اور انگریزوں کی دوستی پر زور صرف کرنا۔

یہی اس کی ساری کاروائی کا خلاصہ ہے۔ بقول اقبال مرحوم:

سلطنت اغیار را رحمت شمرد رقصہائے گرد کلیسا کرد و مرد

اس لیے ناواقف مسلمانوں کے ایمان بچانے کے لیے ضروری ہوا کہ ختم نبوت پر کچھ عرض کریں۔ اسلام کو ایک عمارت سمجھو اور اہم عمارت کے تین نقشے ہوتے ہیں جن کو انجینئر مرتب کرتا ہے۔

ذہنی وفکری نقشہ تحریری وکتابی نقشہ خارجی نقشہ

اسلام عقائد، اخلاق وعبادات کی ایک عمارت تھی جس کا پورا نقشہ علمِ الٰہی میں منضبط تھا۔ پھر

اس نقش کو کتاب وسنت میں منضبط کیا گیا جو عمارت اسلام کی گویا تحریری شکل تھی۔ پھر مسلمانوں کا تقریباً چودہ سو سال کا مسلسل عمل اس نقشہ اور عمارتِ اسلام کا خارجی وجود تھا۔ یہ تینوں وجود باہمی متفق ہوتے آئے ہیں۔ اللہ کے علم میں اسلام کی جو حقیقت تھی وہ ہی قرآن وحدیث میں نمودار ہوئی اور قرآن وحدیث میں اسلام کی جو حقیقت تھی وہی مسلمانوں کے ذہن وفکر میں متواتر نسلاً بعد نسلٍ منتقل ہوتی گئی۔ اسلام کے بنیادی امور میں مسلمانوں نے اختلاف نہیں کیا، اگرچہ دیگر امور میں اختلاف رہا۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام میں بہت فرقے پیدا ہوئے لیکن آج تک انہوں نے ختم نبوت کی بنیادی حقیقت میں کسی قسم کا اختلاف نہیں کیا البتہ اسلام اور اسلام کے سرچشموں یعنی کتاب وسنت سے الگ ہوکر انکار کیا جاسکتا تھا اور کیا گیا......قرآن کریم کی جس قدر تفاسیر عہدِ صحابہ سے لے کر عہدِ مرزا تک لکھی گئی ہیں یا بعد از عہدِ مرزا، یا قرآن کے جس قدر تراجم کیے گئے ہیں سب نے خَاتَمَ النَّبِيِّنَ کی تفسیر وتشریح یہ کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کو نبوت نہیں مل سکتی لیکن جس گورداسپوری کو نبی بننے کی سوجھی صرف اس نے وہ بھی اول میں نہیں بلکہ آخر میں اپنا عقیدہ دربارہ ختم نبوت اور اپنی تشریح ختم نبوت کو بدل ڈالا تاکہ نبی بننے کی گنجائش نکل آئے جس سے اس کو خلاف امید کامیابی ہوئی۔ اس کا اپنا بیان ہے کہ مجھے یہ گمان نہ تھا کہ مسلمان اس چیز کو قبول کریں گے کہ نبوت جاری ہے لیکن انگریزی تعلیم اور انگریزی حکومت کی حمایت اور زوال فہم وعظمت دین نے ناشدنی کو شدنی بنادیا إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّآ إِلَيهِ رَاجِعُونَ یہاں تک کہ اس مصنوعی نبوت نے ایک کامیاب اور نفع بخش فیکٹری کی شکل اختیار کی اور مرتد سازی کا نام تبلیغ اسلام رکھ کر اس فیکٹری کی آمدنی میں خوب اضافہ کیا گیا۔ دوسری طرف اس نبوت کے ماننے والوں پر عہدوں اور تنخواہوں کی بارش ہونے لگی جس نے انہیں یہ احساس دلایا کہ یہ سب کچھ اس خود ساختہ نبوت پر ایمان لانے کی برکت ہے یا بالفاظ دیگر مرزا کا معجزہ ہے جس سے مسلمانوں کی اکثریت محروم ہے۔ اگر حالات اور ہماری غفلت کی رفتار یہی رہی تو عجب نہیں کہ مسلمانوں کو ایک اور اسرائیل سے دوچار ہونا پڑے گا لیکن اس وقت کوئی تدبیر کارگر نہ ہوگی......قرآن کی ایک سو زائد آیات میں مسئلہ ختم نبوت بیان کیا گیا ہے......اسی طرح دو سو سے زائد احادیث ختمِ نبوت کے متعلق موجود ہیں اور اسی پر عقیدہ قائم ہوا ہے۔ قرآن کی کسی آیت اور احادیث میں سے کسی حدیث میں سلسلہ نبوت کے جاری کرنے کی خبر نہیں دی گئی اور نہ صحابہ، تابعین، تبع تابعین اور نہ مابعد زمانہ میں مرزا کے علاوہ کسی کا یہ عقیدہ رہا ہے۔ ایسی صورت میں محض قیاس آرائی اور نوتراشیدہ تاویلات سے اجرائے نبوت کا عقیدہ پیدا کرنا کسی قدر عقل اور دین سے محرومی کی دلیل ہے۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا انوار الحق مدظلہ
مہتمم جامعہ دارالعلوم حقانیہ

عظمت عقیدہ ختم نبوتؐ اور رد قادیانیت

کئی ہفتوں سے ختم نبوتؐ کی اہمیت، عظمت اوراس ایمانی عقیدہ پر دشمنوں کے حملوں، سازشوں اور کفر کے علم برداروں کی ان لادین عناصر کی سرپرستی کے واقعات صراحۃً واشارۃً بیان کرنے کی کوشش کررہا ہوں، اسی طرح ہر دور میں جب اس مسئلہ کے سلسلہ میں امت محمدی کو للکارا گیا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود مسعود کے دور سے لے کر آج تک الحمدللہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق وپروانوں نے دیوانہ وار میدانوں میں نکل کران کی قوت، طاقت اور جھوٹے دعوؤں کو اپنے غیرت ایمانی اور عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اسلحہ سے پاش پاش کردیا۔مختلف ادوار میں اس بے دین مدعیان نبوت کے خلاف تحریکیں چلیں، حتیٰ کہ ۱۹۵۳ء کی تحریک نے تو فتنہ قادیانیت کی رہی سہی کسر بھی پوری کرکے مرزائیت کی کمر توڑ ڈالی۔

اللہ بھلا کرے ان عقیدہ ختم نبوت کی بقاء وسلامتی کے لئے مضبوط کردار ادا کرنے والے علمائے کرام بالخصوص علمائے حق کی علمی وروحانی مرکز دیوبند کے فرزندان کی کہ انہوں نے ختم نبوت کے موضوع پر سینکڑوں، مدلل، تحقیق پر مبنی کتب بمع حوالہ جات لکھ کر پوری ملت کو اس شجرہ خبیثہ کی سازشوں، بے بنیاد دلائل کی مکمل پوسٹ مارٹم کرکے سب کچھ روز روشن کی طرح واضح کردیا۔ ہم اور آپ کی ذمہ داری کہ فضول رسائل وجرائد اور لغویات پر مبنی کتابوں کی بجائے اپنے دین کے اساسی مسئلہ ختم نبوت پر حملہ آور ہونے والے اس بدترین طبقہ کے عقائد اوران کے ردّ میں لکھے گئے ذخیروں کا مطالعہ کرکے اپنے دین کی حفاظت کریں جو کہ ایمان کو بچانے کیلئے قدم قدم میرے اور آپ کیلئے معاون ثابت ہوں گے۔

وزیراعظم ذوالفقار علی بھٹو کے دورحکومت میں قومی اسمبلی میں صرف چند اکابر علماء محدث کبیر حضرت مولانا عبدالحقؒ ،مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمودؒ حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ ' مولانا شاہ احمد نورانیؒ، حضرت مولانا عبدالحکیمؒ حضرت مولانا صدرالشہید اور دو تین بزرگ اور موجود تھے جن کے دلوں میں عقیدہ ختم نبوت کی حفاظت، ملک میں نفاذ اسلام اورملک سے منکرات کے خاتمہ کے علاوہ

اورکوئی خواہش نہ تھی، اسی جذبہ کی خاطران بزرگوں نے اسمبلی کی رکنیت قبول کی تھی ورنہ ان کا مقام اور اللہ نے جو دینی عظمت عطا فرمائی ان کے سامنے اسمبلیوں کی رکنیت کی کوئی وقعت نہ تھی۔ان چند علماء کے دانشمندانہ اورحکیمانہ جدوجہد کے نتیجہ میں حکومت وقت قادیانیوں کو اقلیتی فرقہ قرار دینے پر تیار ہوئی، پوری اسمبلی کوایک کمیٹی کی حیثیت دے کراسے مرزائیوں کی حیثیت متعین کرنے کا اختیار دیا گیا، قادیانی فرقہ کے امیر مرزا ناصراور لاہوری احمدی جماعت کے سربراہ کوقومی اسمبلی میں طلب کیا گیا۔ان پر جرح اوران کودفاع کے لئے مواقع دیئے گئے۔

مرزائیوں نے اسمبلی میں ایک ''محضرنامہ'' پیش کیا جس کاتفصیلی اور مدلل جواب حضرت شیخ الحدیث مولانا سمیع الحق شہیدؒ، حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد تقی عثمانی مدظلہ نے مجلس عمل کے سربراہ محدث کبیر حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ اور مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمودؒ کی نگرانی میں تحریر فرمایا۔طویل بحث کے بعد قادیانی امراء کوشکست ہوئی اورقومی اسمبلی نے متفقہ طور پر آئین کے دفعہ (۲) ۳۰۶ اور (۳) ۲۶۰ کے ذریعہ قادیانیوں کے ہر دوفرقوں کو غیرمسلم اقلیت قرار دے دیا۔اللہ نے امت مسلمہ کےتمام مسلمانوں کوسرخروفرمایا۔

اس تحریک کی کامیابی کے لئے کروڑوں مسلمانوں جن کوقربانیوں اور اذیت کو برداشت کرنے کےصبرآزمادور سے گزرنا پڑا۔۷ستمبر۱۹۷۴ء کےاس بابرکت ترامیم سے ان کی خوشی کی انتہا نہ رہی۔ان پر جبرواستبداد کے جوادوارگزرے اس عظیم مقصد کےحصول کے بعد وہ تمام تکالیف بھول کر اللہ کے حضور بطورشکرسجدہ ریز ہوئے۔ترمیم کے الفاظ بالکل واضح ہیں جس میں کسی قسم کا شک وشبہ کی گنجائش نہیں، وہ الفاظ یہ ہیں:

> ''جوشخص حضرت محمدصلی اللہ علیہ وسلم (جوآخری نبی ہیں) کے خاتم النبیین ہونے پرقطعی اورغیر مشروط طور پر ایمان نہیں رکھتا یا جوحضرت محمدصلی اللہ علیہ وسلم کے بعدکسی بھی مفہوم میں یاکسی بھی قسم کا نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے یاکسی ایسے مدعی کو نبی یادینی مصلح تسلیم کرتا ہے آئین وقانون کے اغراض کیلئے وہ مسلمان نہیں ہے''

رب العزت اسلام جو دین حقہ اورعالمگیرمذہب ہے کو ہراس نقب زن کے سازشوں سے محفوظ رکھے جوکفریا اسلام کے جامہ میں اسے نقصان پہنچانے کی کوشش کرے۔(آمین)

مولانا حامد الحق حقانی
نائب مہتمم جامعہ دارالعلوم حقانیہ

تحفظ ختم نبوت کا عظیم تاریخی یادگار دن

جمعیت علما اسلام کے مرکزی امیر، دفاع پاکستان کونسل کے چیئرمین اور جامعہ دارالعلوم حقانیہ کے نائب مہتمم حضرت مولانا حامد الحق حقانی نے ۷ر ستمبر ۲۰۲۴ء کو جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کے دارالحدیث ہال میں ایک بڑے اجتماع سے اپنے تاثرات پیش کئے جس میں انہوں نے ختم نبوت کے حوالے سے اکابرین ومشائخ کی قربانیوں کا تذکرہ فرمایا جس کا خلاصہ درج ذیل ہے۔

۷ر ستمبر ۱۹۷۴ء پاکستان اور اسلام اور تحفظ ختم نبوت کا عظیم تاریخی یادگار دن ہے۔ ہماری مذہبی اور قومی قیادت نے اپنے خون کی قربانیاں دے کر تحفظ ختم نبوت کا انعام آج کی نئی نسلوں کو دیا ہے۔ آج ہماری حکومتیں اور عدالتیں بھی اپنے تاریخی ورثہ اور جدوجہد کرنے والے لیڈرشپ کے فیصلوں کو مانیں اور جو بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام، عزت وناموس کے خلاف قرآن وسنت وحدیث کے واضح پیغامات کے خلاف پاکستان میں کام کرے ان ہاتھوں کو توڑ دینا چاہیے۔ یہی آئین اور قانون پاکستان کا تقاضا ہے۔ سپریم کورٹ نے پچھلے دنوں جو فیصلہ دیا اُس کو من وعن نافذ العمل ہونا چاہیے۔ سود کا فیصلہ بھی پاکستان میں ضروری ہے کیونکہ پاکستان اسلام کے نام ونعرہ پر بنا ہے تو پاکستان کو اس گند سے پاک کرنا چاہیے۔ دینی، قومی قیادت علماء اس میں اپنا بھرپور وزن ڈالیں۔ ۷ر ستمبر ۱۹۷۴ء کا فیصلہ کوئی آسان کام نہیں تھا اس کیلئے میرے والد شہید ناموس رسالت ﷺ مولانا سمیع الحق شہیدؒ اور حضرت مولانا تقی عثمانی صاحب مدظلہ نے اڑتالیس گھنٹے راولپنڈی کے ایک چھوٹے سے کمرے میں دن رات جاگ کر دو ایسی مدلل کتابیں قادیانیت پر رد کے لئے تیار کیں اور انتہائی محنت وقابلیت سے لکھیں، ان کتب کی بنیاد پر میرے دادا جان حضرت مولانا عبدالحقؒ، مولانا مفتی محمودؒ، مولانا شاہ احمد نورانیؒ، مولانا غلام غوث ہزارویؒ، پروفیسر غفورؒ اور دیگر ارکان قومی اسمبلی جن میں وزیراعظم پاکستان ذوالفقار علی بھٹوؒ نے قادیانیوں کو ایک قانون پاس کرکے اقلیت قرار دیا۔ آج قانون ختم نبوت گولڈن جوبلی پورے پاکستان میں اس عظیم پاکستانی قیادت کو خراج تحسین پیش کرتی ہے اور ان کی مغفرت اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام دینے کی دعائیں دیتی ہے جنہوں نے اپنے مدبرانہ فیصلے سے نبوت کے جھوٹے دعویداروں کو بے نقاب کیا۔

مولانا عرفان الحق حقانی

مدرس جامعہ دارالعلوم حقانیہ

قادیانی دجل اور ہمارے اکابرین کی جدوجہد کی تاریخ

قادیانی مذہب کی بنیاد اسلام دشمنی پر مبنی ہے، اس لئے کہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دوسرے نبی کا آنا اسلامی عقائد کی بیخ کنی کرنا ہی ہے اور اسی غلط عقیدے پر اس باطل اقلیت کی اساس ہے۔ مذہب اسلام سے ہٹ کر دیکھا جائے تو ان کی پاکستان دشمنی، قیام پاکستان سے قبل ہی عیاں ہوگئی تھی۔ پاکستان بننے سے قبل جب اس کے خدوخال بھرے جارہے تھے تو گورداس پور پاکستان کا حصہ تھا لیکن اعلان تقسیم ہند سے قبل مرزا غلام محمد کے بیٹے نامراد مرزا بشیر احمد نے اپنی علیحدہ ریاست بنانے کے چکر میں نقشہ تیار کیا اور اپنے آقاؤں (انگریزوں) سے گٹھ جوڑ کی سعی لاحاصل کی، نتیجے میں انہیں ہتھے کچھ نہ پڑا تاہم اس علاقہ کو مسلمانوں کے ہاتھوں سے بھی نکلوادیا اس مکروہ کردار سے ان کی پاکستان دشمنی بھی طشت از بام ہوئی لیکن یہ گرگٹ کی طرح رنگ بدلنے والے پھر پاکستان پہنچ گئے اور اس اسلامی ریاست کو اپنی گندگی سے ناپاک کرنے کی کوشش شروع کی لیکن الحمدللہ علمائے اسلام نے ان کا راستہ روکنے کیلئے سرتن من دھن سب کچھ قربان کرنے کا عزم کیا۔ علماء کی تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء اور پھر ۱۹۷۴ء میں ہزاروں جانثاران اسلام نے قربانیاں دیں۔ تب ہی جاکر ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو اس ناسور کو مسلمانوں کے نام پر زندقہ پھیلانے سے روک دیا گیا۔ اقلیت قرار دینے کی عظیم کامیابی کے بعد بھی علمائے کرام آرام سے نہیں بیٹھے اس لئے کہ یہ مکروہ طبقہ آئین پاکستان کو ماننے کیلئے تیار نہ تھا اسی تناظر میں انہیں نکیل ڈالنے کیلئے ۱۹۸۴ء کو امتناع قادیانیت آرڈیننس پاس ہوا، اب ان پر مسلمانوں کے شعائر کے استعمال اور تبلیغ وغیرہ پر پابندی لگی۔

ان پیش بندیوں، آئینی اور قانونی فیصلوں کے باوجود یہ طبقہ خود کو مسلمان ظاہر کرتا ہے اور مسلمانی کی آڑ میں زندقہ پھیلانے میں مصروف ہے جس پر پاکستان کے مسلمانوں میں ہمیشہ بے چینی اور اضطراب رہتا ہے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، انٹرنیشنل ختم نبوت اور شبان ختم نبوت کی جماعتوں میں مصروف اراکین وزعماء لوگوں کو ان کی دورنگی اور منافقانہ کردار سے آئین کے دائرے میں رہتے ہوئے آگاہ کرنے کی ذمہ داری نبھاتے ہیں۔

موجودہ تشویش اور قادیانی ہرزہ سرائی کا خلاصہ یوں ہے کہ......

۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کا دن وہ یادگار زمانہ دن تھا جس کیلئے پاکستان بننے کے بعد ہزاروں ختم نبوت کے پروانوں نے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا۔ پارلیمنٹ میں ایک طویل جدوجہد کے بعد ہمارے اکابرین کی محنت رنگ لائی ۔قومی اسمبلی میں متفقہ قرار داد پیش ہونے سے قبل دادا جان شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ نے اپنی طرف سے اکیلے بھی اس بدطینت گروہ کو کافر قرار دلوانے کی قرار داد جمع کر رکھی تھی، یہ سب کچھ قومی اسمبلی اور پاکستان کی تاریخ کا حصہ ہے۔حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ کی زندگی کا بیشتر حصہ فتنوں کی سرکوبی میں صرف ہوا۔ قادیانیت کے تعاقب میں انہوں نے بطور خاص اپنے بیٹے کی بیماری اور جنازہ تک بھلا دیا۔حضرت علامہ سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کو تو گویا اللہ تعالیٰ نے اسی کام کیلئے وقف کر رکھا تھا ۔حضرت العلامۃ سید انور شاہ کشمیریؒ ختم نبوت کے کام کو اپنی مغفرت کا سبب قرار دیتے تھے ۔ اسی بناء پر اپنے تلامذہ اور عقیدتمندوں کو اسی کام پر لگاتے گئے ۔ حضرت مولانا بدر عالم میرٹھیؒ ،حضرت مولانا مرتضیٰ حسن چاند پوریؒ،حضرت مولانا مناظر احسن گیلانیؒ ، حضرت مولانا ادریس کاندھلویؒ ،حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ، حضرت مولانا سید یوسف بنوریؒ، حضرت مولانا ظفر علی خانؒ ،حضرت علامہ محمد اقبالؒ اسی سلسلے کا حصہ تھے۔حضرت پیر مہر علی شاہؒ اور حضرت مولانا عبدالستار خان نیازیؒ کی خدمات بھی کسی سے ڈھکی چھپی نہیں۔

۲۹ رمئی ۱۹۷۴ء کو نشتر میڈیکل کالج ملتان کے ۳۰ نہتے طلباء کا خون اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں زخمی ہونا اس معرکہ کو سر کرنے میں مقدمۃ الجیش ثابت ہوا ۔ اسی سے یہ تحریک تیز ہوئی ، واقعہ کی تحقیقاتی کمیٹی بننا پھر آگے احتجاج، جلسے ، جلوس ، تقاریر اور جذبات امڈ آئے۔مجلس عمل متحرک ہوئی ، مولانا بنوریؒ کو امیر مقرر کیا گیا۔اسی تناظر میں مسئلہ کی سنگینی کا ادراک کرتے ہوئے ارباب اقتدار نے اسے اسمبلی میں زیر بحث لانے کا مجبوراً فیصلہ کیا۔

تھوڑا ماضی بعید میں جایئے تو تقسیم ہند کے تین سال بعد ۱۹۵۱ء میں داداجان مولانا عبدالحقؒ کی فرمائش پر حضرت بخاریؒ نے اکوڑہ خٹک تشریف لاکر یہاں ہزاروں لوگوں کے اجتماع میں قادیانیوں کا پردہ چاک کیا۔۱۹۵۳ء کی تحریک کا گویا یہ ایک پیش خیمہ تھا۔ لاہور میں ایک ایمان سے سرشار دخترِ اسلام نے اپنے چار بیٹوں کو یکے بعد دیگرے قربان کرکے ختم نبوت کے لئے ایک تاریخ رقم کی ۔ یہ سلسلہ چلتا رہا یوں ہی قومی اسمبلی میں جمعیت علماء اسلام کے ناظم عمومی حضرت مولانا مفتی محمودؒ نے مسلمانوں کی طرف سے وہ تاریخی محضر نامہ پیش کیا جس کی اساس پر انگریز کی اس خود کاشت

شجر خبیثہ قادیانیت کا کفر طشت از بام ہوا۔ اس محضر نامے کو امام الشہداء، شہید ناموس رسالت حضرت مولانا سمیع الحقؒ اور شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہٗ نے اپنے اکابرین کی خواہش اور بھرپور اعتماد کی بناء پر ہفتہ بھر کے مختصر وقت میں تیار کیا۔

قرارداد اقلیت اسمبلی میں پیش کرنے کی خدمات حضرت مولانا شاہ احمد نورانیؒ نے ادا کیے۔ قادیانی کفر تو عیاں تھا اور فارسی میں کہتے ہیں کہ عیاں را چہ بیاں لیکن پھر بھی عدالتی اور جمہوری اصولوں کو مدنظر رکھ کر اسمبلی نے مرزا ناصر قادیانی کو صفائی اور جوابدہی کے مواقع دیے گئے لیکن وہ اپنی اور اپنے باطل پرست بڑوں کی کفر درکفر کی صفائی میں ناکام رہا۔ آخر کار متفقہ قرارداد پر اسمبلی میں ووٹنگ ہوئی۔ بعد میں سینٹ میں بھی اس عمل کو دہرایا گیا۔ دونوں ایوانوں میں سے ایک ووٹ بھی قادیانیوں اور مرزائیوں کے حق میں نہیں آیا، یہ سب کچھ ہماری پیدائش سے ڈیڑھ سال قبل کی باتیں ہیں، تاہم ساری روئیداد اور تفصیلات۔ ہم نے مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی مجلسوں میں بارہا سنے وہ فرماتے تھے کہ ابتداء میں جب ہم نے قادیانی فریب اور مذہبی ڈھونگ کو ظاہر کرنے کی کوشش اسمبلی میں شروع کی تو بہت سارے جدید تعلیم یافتہ لوگوں نے ان قادیانیوں کی ظاہری شکل وصورت اور لبادے کو دیکھ کر کہا کہ یہ پگڑی اور داڑھی، جبہ، ہاتھ میں تسبیح، ظاہری خوبصورت وضع وقطع اور خوشبو کی مہک کے حامل مرزا ناصر وغیرہ قادیانی جنہیں دیکھ کر بزرگی ظاہر ہوتی ہے۔ ظالموں تم لوگ اس کو کافر کہتے ہو۔ وہ بیچارے ان کی خبث باطن، عقائد کے بطلان سے بے خبر تھے لیکن جب دلائل اور جرح کی تفصیلات سامنے آ گئے تو ان ہی اَپ ٹو ڈیٹ لوگوں نے کہا کہ انہیں جلدی کافر قرار دو۔ یہ تو مسلمانی کے نام پر کالک اور داغ ہے۔ یعنی ان کا ظاہر تو اتنا مرصع، خوشنما اور پیچ در پیچ ہوتا ہے کہ ہر کسی کو اس کی سمجھ آسانی سے نہیں آتی۔ ع پہنچی وہی پہ خاک جہاں کی خمیر تھی

بعد میں جنرل ضیاء الحق کے دور حکومت میں اس قانون کو مؤثر بنانے کیلئے علمائے کرام نے انہی مساعی کو برابر جاری رکھا۔ امتناع قادیانیت آرڈیننس اسی سلسلہ کی مضبوط کڑی ہے جس میں عم محترم حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کا بھی مؤثر کردار رہا۔

۷ مارچ ۲۰۱۹ء کو قادیانی مبارک ثانی و دیگر ملزمان نے اپنے ممنوعہ ''تفسیر صغیر'' اور دیگر کتب نصرت کالج فار ویمن میں ایک (قادیانی) ادارے کی تقریب میں تقسیم کیے جس کے خلاف حسن معاویہ نے پولیس کو درخواست دی جس کی ایف آئی آر طویل دوڑ دھوپ کے بعد ۶ دسمبر ۲۰۲۲ء کو چناب نگر میں درج کی گئی۔ تین شقوں، پنجاب قرآن بورڈ لاء ۲۹۵ بی اور ۲۹۸ سی کے تحت مقدمہ درج ہوا۔

۷ جنوری ۲۰۲۳ء کو مبارک ثانی کو گرفتار کیا گیا۔ اس کی ضمانت اور گرفتاری کے خلاف مقدمہ دائر ہوا۔ ۱۶ نومبر کو ایڈیشنل سیشن جج اور پھر ۲۷ نومبر لاہور کے ہائی کورٹ نے اسے مسترد کردیا۔ ملزم نے اس کے خلاف قادیانیوں کی طرف سے سپریم کورٹ میں درخواست دی۔ جس پر ۶ فروری ۲۰۲۴ء کو اس کی ضمانت منظور کرلی گئی۔ اس فیصلہ پر مسلمانان پاکستان اور علمائے کرام نے سیخ پا ہوکر احتجاج شروع کی، تو عدالت نے ۲۶ فروری کو دینی اداروں اور شخصیات سے معاونت طلب کی، علماء کے اعتراضات کے بعد اس فیصلے کی نظر ثانی پر درخواست جمع ہوئی۔ ۲۹ مئی کو فیصلے پر تفصیلی اعتراضات تحریری وتقریری طور پر جمع ہوئے۔ ۲۴ جولائی کو نظر ثانی کا فیصلہ ہوا جوں کا توں صادر کیا گیا جس کی بدولت دینی حلقوں میں اضطراب شدت اختیار کرگیا۔

ملک بھر میں دینی جماعتوں نے احتجاجی مہم شروع کی۔ قومی اسمبلی میں مختلف پارٹیوں کے ارکان نے مسئلہ پر مباحثہ کا فریضہ نبھایا اور بالآخر سپیکر نے اسے قائمہ کمیٹی برائے انصاف کے سپرد کیا، ۱۵ر اگست کو قائمہ کمیٹی کے اجلاس ہوا۔ ۱۸، اگست کو سپریم کورٹ میں مبارک ثانی کیس پر وفاقی حکومت اور پنجاب حکومت کی طرف سے درخواست دائر ہوئی کہ فیصلے سے متنازعہ حصوں کو خارج کیا جائے۔ سپریم کورٹ نے ۲۲ اگست کی تاریخ مقرر کی، تو جسٹس فائز عیسیٰ کی نگرانی میں جسٹس امین الدین خان اور جسٹس نعیم اختر افغان پر مشتمل تین رکنی بینچ نے سماعت کی۔ مولانا مفتی تقی عثمانی دامت برکاتہم نے سفر پر ہونے کی وجہ سے ویڈیو لنک کے ذریعہ ترکی سے دلائل دیے۔ مولانا فضل الرحمن صاحب، مفتی شیر محمد، مولانا طیب قریشی اور ڈاکٹر عطاء الرحمن نے بھی ذاتی طور پر پیش ہوکر دلائل دیے۔ سپریم کورٹ نے اسی روز سماعت کے بعد ۶ فروری اور ۲۴ جولائی کے فیصلوں سے متنازعہ پیراگراف حذف کردیئے۔

واضح رہے کہ عدالت کے سابقہ فیصلے کے مذکورہ پیراگرافس میں قادیانیوں کو تبلیغ کی غیر مشروط اجازت دی گئی تھی جس پر ۲۹۸ سی پڑے گی کہ خود کو قادیانی مسلمان ظاہر کرکے تبلیغ نہیں کرسکتے، قادیانی خود کو اقلیت تسلیم ہی نہیں کرتے تو پھر اس صورت میں وہ آئین کے مجرم ٹھہریں گے، اس فیصلے میں ہم جسٹس فائز عیسیٰ کی کردار کو تحسین پیش کرتے ہیں کہ انہوں نے اعتراف کیا کہ ہم سے غلطی ہوتی ہے۔ اس کی نشاندہی کیا کیجئے تاکہ اصلاح ہوسکے۔ بہرصورت! عدالت کا یہ غلطی میں اصلاح کا فیصلہ قادیانی دجل وفریب کا راستہ مسدود کرنے میں آئندہ بھی ان شاء اللہ مددگار ہوگا۔

مولانا شوکت علی حقانی
ناظم کتب خانہ جامعہ حقانیہ

۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت سے متعلق شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ (۱) کا ایک تقریری اقتباس

مرزا قادیانی انگریزوں کا بیڑا اٹھانے والا

انگریزوں نے جب دامن ختم نبوت کو تار تار کرنے اور جذبہ جہاد کو مسلمانوں کے دلوں سے نکالنے میں ہزار کوششوں کے باوجود کامیابی نہ پائی تو ان کے ابلیسانہ عزائم کو تکمیل تک پہنچانے کے لیے مرزا غلام احمد قادیانی نے دعویٰ نبوت کرتے ہوئے بیڑا اٹھایا۔علمائے حق نے اس کے دجل نبوت کا بھرم کھول کر بے نقاب کیا، جس کے نتیجہ میں یہ موجودہ تحریک سامنے آئی۔

تحریک ختم نبوت کے مقاصد

یہ موجودہ تحریک ارباب بست وکشاد کو اسلامی فریضہ پورا کرنے اور عوام کے جائز اسلامی مطالبات کو ان تک پہنچانے کے لیے چلائی گئی ہے۔اس کا مقصد صوبوں کی حکومتیں یا مرکزی حکومت کو بدلنا نہیں اور نہ ہی یہ پاکستان کی سلیت کو نقصان پہنچانے کی غرض سے چلائی گئی ہے۔بعض لوگ اس کو غلط رنگ دے کر اس زمرے میں ڈالنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ میں اس سلسلے میں مرکزی حکومت سے اپیل کرتا ہوں کہ مسلمانوں کے مطالبات پر ٹھنڈے دل سے غور فرما کر منظور کریں۔

اسلام اور عوام دشمن وزیر خارجہ

ایسے شخص (سر ظفر اللہ خان) کو وزارت خارجہ کی مسند پر متمکن رہنے دینا جس کی ۹۵ فیصد پاکستانی عوام مخالف ہو، اصول دانائی سے بعید ہے اور ایسا شخص جس کی رعایا دشمن ہو وہ کب اس قوم کا خیر خواہ ہو سکے گا؟

---

(۱) تحریک ختم نبوت۱۹۵۳ء میں اس وقت شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ اور دارالعلوم حقانیہ کے دیگر اکابر اور مشائخ و متعلقین کا بھرپور حصہ رہا مگر بدقسمتی سے اس کی مکمل تاریخ مرتب نہ ہوسکی، البتہ مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی ذاتی ڈائریوں میں اس کے کچھ نہ کچھ مختصر اشارات موجود ہیں۔ زیر نظر مضمون انہی ڈائریوں سے ماخوذ ہے۔(ادارہ)

مسلمان اور قادیانی اختلاف

مسئلہ ختم نبوت میں مسلمانوں اور قادیانیوں کا اختلاف شیعہ، سنی کے مانند نہیں بلکہ یہ ایک ایسا اختلاف ہے جیسا کہ مسلمان اور مشرک میں ہوتا ہے۔ (ڈائری ۱۵ تا ۲۰ مارچ ۵۳ء)

تحریک ختم نبوت کے علمبرداروں پر مظالم

تحریک ختم نبوت کے علم برداروں اور فدائین پر جو بے تحاشہ مظالم ڈھائے جارہے ہیں اس سے آج حجاج بن یوسف، بخت نصر، فرعون اور نمرود کی یاد تازہ کی جارہی ہے۔ (از: شیخ الحدیثؒ)

اشعار در مدح شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ[1] از: مولانا شیر علی شاہ مدنی حقانی

حق پہ حقہ د باطل دا پارہ چڑق دے
هر فرعون لره موسیٰ لیگلے حق دے
نن ماحی د جهالت شیخ عبدالحق دے
حق سیلئی او د باطل مثال د بق دے
ماشی تختی چه سیلئی پرے شی برسیره
دا خبره د حیران چه نه کڑے هیره

(از حیران اکوڑوی[2] ڈائری: ۳ فروری)

---

(۱) تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء میں شیخ الحدیث مرحوم کی خدمات پر مولانا شیر علی شاہ مرحوم نے ایک جلسہ میں خراج تحسین پیش کیا۔

(۲) پشتو زبان میں یہ اشعار حضرت مولانا شیر علی شاہ صاحب کے زمانہ طالب علمی کے ہیں۔ اس وقت مولانا حیران کا تخلص رکھتے تھے۔ بعد میں میرے ایک آیت کریمہ كَالَّذِي اسْتَهْوَتْهُ الشَّيٰطِيْنُ فِي الْاَرْضِ حَيْرَانَ کی طرف توجہ مبذول کرانے پر اسے ترک کردیا۔ اشعار کا خلاصہ یہ ہے کہ حق بجا طور پر باطل کے لیے آسمانی بجلی ہے، ہر فرعون کے لیے اللہ تعالیٰ نے ایک موسیٰ بھیجا ہے۔ آج جہالت کے مٹانے والے شیخ عبدالحق ہیں، حق کی مثال آندھی اور باطل کی مثال مچھر کی سی ہے، جو آندھی کے سامنے نہیں ٹھہر سکتا۔ حیران کی یہ بات بھول نہ پا۔ (مولانا سمیع الحق)

شیخ الحدیث مولانا غورغشتویؒ کے جیل جانے پر مولانا عبدالحق کا تبصرہ

حضرت شیخ الحدیث مولانا غورغشتویؒ کے جیل جانے سے متعلق مجلس میں کسی نے افسوس کا اظہار کیا تو والد ماجد نے فرمایا کہ ہمارے اسلاف و اکابر بزرگوں نے اس سے سخت سخت تکالیف دین کی خاطر برداشت کیں۔ ہمارے آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کی تو یہ حالت تھی کہ مکہ کے تیرہ برس ان پر ایسے گزرے کہ گاؤں سے نکلتے تو ان پر پتھروں کی بارش ہوتی اور وہ دین کی خاطر برداشت کرتے۔ اب تو لوگ کمزور اور ضعیف ہوگئے، اس لیے مصائب اور ابتلاء میں بھی کمی ہوئی أشد الناس بلاءً الأنبياء ثم الأمثل فالأمثل (۱۶۔۱۷اکتوبر)

اکابر علمائے کرام کی گرفتاری اور مجاہدین تحریک ختم نبوت پر ظلم وستم

۲۸رفروری ۵۳ء: امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری کی گرفتاری عمل میں آئی۔

یکم مارچ: لاہور میں قادیانیوں کے خلاف عوامی سطح پر بڑے مظاہرے شروع ہوئے۔

یکم مارچ: شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری گرفتار کیے گئے، جبکہ لاہور میں قادیانیوں کے خلاف عظیم مظاہروں کا آغاز ہوا۔

۲رمارچ: الحاج محمد امین عمرزئی گجرات اسٹیشن پر گرفتار ہوئے۔

۴رمارچ: لاہور میں مظاہرین نے ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس کو گولی سے مار کر ہلاک کردیا، جبکہ دوسری طرف سیالکوٹ میں مظاہرین پر گولیاں چلائی گئیں جس میں چار افراد شہید اور تیس زخمی ہوئے۔ تحریک ختم نبوت کے پیش نظر فیصل آباد، پنڈی اور ملتان میں مکمل شٹرڈاؤن اور ہڑتال رہی۔

۵رمارچ: حضرت شیخ الحدیث مولانا نصیرالدین غورغشتوی کی گرفتاری عمل میں آئی۔

مولانا غورغشتوی کی رہائی

۸ردسمبر: شیخ الحدیث حضرت مولانا نصیرالدین غورغشتوی کو آج رہا کردیا گیا۔

اسیران تحریک ختم نبوت کی رہائی

۱۰فروری: اینٹی قادیان تحریک کے چار گرفتار افراد کی رہائی عمل میں آئی۔ مولانا ابوالحسنات صاحب، صاحبزادہ فیض الحسن، مولانا لال حسین اختر، مسٹر مظفرالدین صاحب۔

۱۷فروری: سید عطاء اللہ شاہ بخاری اور تاج الدین انصاری رہا کیے گئے۔

مولانا قاضی فضل اللہ
عالمی مبلغ شمالی امریکہ

ختم نبوت اور قادیانیت: یہ مسئلہ آخر ہے کیا؟

انسان کواللہ نے عقل وشہوت کا مرقع بنا کراس کے اندرہی اندرایک مقابلے اورکھینچا تانی کا ماحول پیدا کر کے اسے احکام اورشریعت کا مکلّف بنایااور یوں اس کوامتحان میں ڈال دیااورامتحان ہی سے کامیابیاں اوردرجات ملتی ہیں کہ وہ اپنے اختیارات سے یاتو شہوات کا راستہ لے لیتا ہے یا پھرعقل کا۔اول الذکرغالب ہوتونا کامی اورمؤخرالذکرغالب ہو تو کامیابی اورکامرانی۔اسے سُدھانے اور سمجھانے کیلئے اللہ تعالیٰ نے انبیاء ورسل بھجوائے اورانہیں کامیابی کے راستے دکھلائے اورناکامی کے راستوں سے بھی ان کوروشناس کرایا۔چونکہ اس انسان سے مطلوب ہے خدا سے ملنا۔یہ کیسے اس سے ملے گااوراس ملنے کے حوالے سے کتنے اور کیسے کیسے درجات حاصل کرے گا؟ چونکہ انسانی تعلیم وتربیت ایک جاری وساری عمل ہےاورفطرت ارتقائی ہےلہٰذا یہ تعلیم وتربیت بھی ارتقائی ہے۔یہ تعلیم وتربیت ان کے ہاں وحی اوردین کی شکل میں آئی اوراسے انبیائے کرام علیہم السلام لے آئے۔ان انبیائے کرامؑ نے اپنے اپنے وقت میں جس میں اسے بھجوایا گیا تھاوہاں کے انسانوں کی تعلیم وتربیت کی اورمتعلقہ اوقات اورمتعلقہ اوطان وقبائل میں جن جن نے ان کی تعلیم وتربیت کواپنایاوہ کامیاب رہے اوران کواللہ کے ہاں درجات بھی ملے۔اب اس دنیامیں جوحادث اورفانی ہے اوراس میں ہر چیز جوشروع ہوئی تو کمال کی طرف سفرشروع کی اورکمال پرپہنچ کرختم بھی ہوئی۔نبوت کاعمل شروع ہوا،حضرت آدم علیہ السلام سے اورکمال کی طرف سفرکرکر کے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم پرختم ہوئی سوآپ صلی اللہ علیہ وسلم کوخاتم النبیین بنایا گیا تاقیامت ساری دنیاکے لئے یہ ایک عقلی اورمنطقی امر ہے۔

ختم نبوت کے بعد دعویٰ نبوت ایک جرم

اب جب نبوت اورانبیاء کا آناختم ہوابایں معنی کہ اپنے کمال کوجاپہنچا۔اس کے بعدکوئی نبوت کا دعویٰ کرے تویہ غیرمنطقی اورغیرعقلی ہے کہ ایک کام اپنے کمال تک جاپہنچاہے اس کی تکمیل ہوئی ہے تواب یہ کیاہے؟رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کوجوخاتم النبیین (انبیاء کی مہر) کہا گیا۔اوریہ

بات پوری دنیا میں ایک مسلّم اصول کے طور پر مانی گئی ہے کہ کسی سر بمہر لفافہ کو توڑنا جرم ہے اور مجرم کیلئے سزا ہے، کسی مکتوب پر مہر لگ گئی اور اس مہر کے بعد نیچے کسی نے کچھ لکھ لیا تو یہ فرجری (Forgery) اور فراڈ ہے اور وہ بھی جرم ہے خصوصاً اگر وہ مکتوب ریاست کے اُساس اور اُساسی تصور کے متعلق ہو تو وہ تو پھر غدر ہے اور اس کی سزا ہر جگہ اور ہر وقت میں موت ہی ہے۔ اب قرآن اور اسلام کے اس واضح تصور اور عقیدہ کے خلاف کسی کا دعویٰ ہو تو وہ جیسے ایک ریاست کے وجود کو چیلنج کرتا ہوا اور وہ بھی غدر ہے اور یہ اس تصور اور عقیدے کی توہین ہے اور چونکہ وہ تصور و عقیدہ اُساس اور اُساسی ہے تو یہ تو ریاست کی بنیاد کو کھودنا اور اسے ڈھانا ہے۔ اب ایک ریاست جس کے جغرافیائی حدود ہوتے ہیں اس کے حوالے سے ایسا کرنا جرم اور غدر ہے تو اسلام جس کو آپ سمجھنے سمجھانے کے لئے ایک ریاست سے تشبیہ دے سکتے ہیں جو اپنے نظریاتی بنیاد اور نظریاتی حدود رکھتا ہے اس نظریاتی بنیاد کو کوئی ڈھانے کی سازش کرے یا ان نظریاتی حدود پر حملہ آور ہو تو یہ تو اس جغرافیائی ریاست کے خلاف سازش سے بھی بڑھ کر جرم ہے۔

دعویٰ نبوت ایک غدر اور غدر کی سزا موت

اب جو لوگ ایک ریاست میں پیدا ہوتے ہیں وہ تو پیدائشی طور پر اس ریاست کے شہری اور وفادار سمجھے جاتے ہیں ان سے وفاداری کے اظہار یا حلف کا تقاضا نہیں کیا جاتا الا آنکہ وہ کوئی ایسی حرکت کرے جس سے کہ اس کی وفاداری پر زد پڑے تو اسے پھر عدالت میں لایا جاتا ہے اگر وہ ثابت کرے کہ میرا تو ایسا کوئی ارادہ نہیں تھا تو عدالت پر موقوف ہوتا ہے کہ اس سے کس قسم کی یقین دہانی یا توضیح و وضاحت طلب کرتی ہے جو اس کی وفاداری ثابت کرے وگرنہ پھر تو اسے سزا ملتی ہے۔ ہاں! ایک پیدائشی شہری جب کسی ذمہ دار منصب پر آتا ہے تو پھر اس سے حلف لیا جاتا ہے تاکہ وہ اس منصب کے اسرار کو بھی راز میں رکھے اور اس منصب کے حوالے سے ملک و ریاست کے لئے مضر ثابت نہ ہو کہ حلف کے بعد اگر اس پر ایسی کوئی خیانت ثابت ہوتی ہے تو اس کی گرفت کی جاتی ہے کہ حلف اٹھانے کے باوجود یہ غدر اور یہ خیانت اور یہ پرجری (Pergury) ہے اور ریاست کے معاملات میں غدر ہے اور غدر کی سزا تو معلوم ہے۔

نظریہ کے غدار ریاست میں کسی منصب کے اہل نہیں

اگر نظریہ سے وفاداری نہ ہو تو متعلقہ بندے کو نظریہ کا نگران و نگہبان نہیں بنایا جاسکتا کہ

اس کا تو اس چیز پر عقیدہ ہی نہیں اور اگر ریاست سے وفاداری نہ ہوتو اسے ریاست کے حساس معاملات کا نہ تو نگران مقرر کیا جاسکتا ہے اور نہ اسے رازداری میں شریک کیا جاسکتا ہے کہ وہ نگرانی کیسے کرے گا؟ یا راز کو راز کیسے رکھے گا؟ کہ اس کی تو اس ریاست اور اس کے مفادات کے ساتھ وفاداری اور کمیٹ منٹ نہیں بلکہ اس سے تو عین متوقع ہے کہ وہ ریاست کے لئے مضر ہی ہوگا تو کیا کوئی ذی عقل ایسے بندے کو اس قسم کی ذمہ داریاں دے گا؟ پھر خاص کر جب اس ریاست سے ان کی نفرت بھی عیاں ہو گیا ہو اور وہ اس کے خلاف دنیا جہاں میں ڈھنڈورا پیٹتے ہوں کہ ہمارے ساتھ ظلم ہورہا ہے اور ہمارے بنیادی حقوق اور مذہبی حقوق سلب کیے گئے ہیں وغیرہ وغیرہ اور باہر کی دنیا کو ایک ہتھیار مل جاتا ہے اور وہ پھر اس پروپیگنڈے کو اور اس قسم کے لوگوں کو اس ریاست کے خلاف استعمال کرتی ہے جبکہ اب تو مغرب میں پناہ ملنے کے لئے یہ حربے روزمرہ کے معمول بن چکے ہیں کہ مسلمانوں سے لڑپڑو تا کہ وہ تم پر حملہ آور ہوں اور پھر اسے مذہبی رنگ دے کر مغرب سے پناہ طلب کرو یا مقدس ہستیوں کے متعلق ہفوات بکو تا کہ تم پر کیس بنے اور یوں ایک بار پھر تمہیں پناہ لینے کا میدان نصیب ہو۔ خاکم بدہن کینیڈا میں تو ایسے مسلمان بھی آئے ہیں جو اپنے آپ کو قادیانی ظاہر کر کے پناہ لے چکے ہیں کہ ہمارے ساتھ زیادتی ہوئی ہے اور اب ہمارے جان کو خطرہ ہے۔

مسلم ریاست پر غیر مسلم کی حقوق اور حیثیت

اب یہ بات کہ ایک مسلمان ریاست میں ایک غیر مسلم کی حیثیت اور حقوق کیا ہیں؟ وہ تو معلوم اور ثابت ہیں اور پاکستان میں ہندو، سکھ، عیسائی اور پارسی وغیرہ کو کبھی اس حوالے سے کوئی اعتراض نہیں رہا بلکہ آج کے پاکستان میں تو وہ اسمبلی اور پارلیمنٹ کے لئے عام سیٹوں پر بھی کھڑے ہوتے ہیں اور ان کیلئے ریزروسیٹ بھی ہیں گویا ان کو ایک گونہ زیادہ حق حاصل ہے کیونکہ مسلمانوں کے لئے بحیثیت مسلمان کوئی ریزروسیٹ نہیں۔

قادیانی اور آئین پاکستان

اب بات ہے قادیانیوں کی تو ان کا مسئلہ ذرا دوسری نوعیت کا ہے اور وہ یوں کہ ساری دنیا کے مسلمان انہیں مسلمان نہیں سمجھتے اور نہ مانتے ہیں کہ دین سے انکار اور اس طرح دین کے قطعیات میں سے کسی ایک سے بھی انکار دونوں کفر ہیں اور وہ ختم نبوت جو ایک قطعی عقیدہ اور عقل و نقل

دونوں سے ثابت ہے، قرآن وحدیث اوراجماع سے ثابت ہے۔ان کے غیرمسلم ہونے پرتو دنیا کے مسلمانوں کے دونوں گروہ شیعہ سنی کا بھی کوئی اختلاف نہیں نہ اس میں مقلد وغیر مقلد کا کوئی اختلاف ہے اورآئین پاکستان نے بھی ان کوغیرمسلم قراردیاہے اوران کے حقوق کے تحفظ کی ضمانت بھی دی ہے حتی کہ ان کے لئے ان ریزروسیٹ پرالیکشن لڑنے کا حق بھی ہے لیکن وہ اس آئین کو ماننے کے لئے تیارنہیں اور یوں آئین نہ مان کر غدر کا ارتکاب کررہے ہیں اس کا حلف اٹھانے کے لئے تیارنہیں کہ یوں تو وہ تسلیم کرجائیں گے کہ وہ غیرمسلم ہیں جبکہ وہ توصرف مرزا قادیانی کے پیروکاروں کومسلمان سمجھتے ہیں اورجواس کونبی نہ مانے ان کوکافرسمجھتے ہیں۔یوں ان کے نزدیک پاکستان میں ان کے علاوہ سب غیرمسلم ہیں تویوں تو یہ غیرمسلموں کی ریاست ہوئی اورغیرمسلموں کی ریاست تو اسلامک ری پبلک نہیں ہوتی بلکہ صرف ری پبلک ہوتی ہے۔یعنی وہ تواس کے اُساس، نام اورشناخت سب پرضرب لگاتے ہیں اوراس سے انکاری ہیں۔اب آئین سے انکارکرنے والوں کوحساس مناصب تونہیں دیے جاسکتے یہ نہ امتیازہے اورنہ ناانصافی ہے۔امریکہ جیسے جمہوری ملک میں بھی جوبندہ پیدائشی طورپرامریکی نہ ہواگرچہ وہ شہری بن چکاہواوراس کے شہری ہونے پرساٹھ ستر سال بھی گزرے ہوں وہ صدارتی الیکشن نہیں لڑسکتا وہ اس کیلئے اہل نہیں لیکن کوئی بھی اس پراعتراض نہیں کرتاہے۔

قادیانیوں کا دعویٰ اسلام

اب ساری دنیامیں کہتے ہیں کہ ڈیڑھ ارب مسلمان ہیں وہ اکثریت ہیں،قادیانی کتنے ہوں گے؟ یہ تولاکھوں میں بھی نہیں توجمہوری اصولوں کے تحت بھی وہی اکثریت کا پلڑابھاری ہے،اب جیساکہ ہم نے ذکرکیاکہ قادیانی مسلمان تونہیں لیکن دعویٰ اپنے مسلمان ہونے کا کرتے ہیں۔امریکہ میں مختلف امورکے لئے کاغذات جوپُرکیے جاتے ہیں اس میں ایک کالم ہوتاہے کہ ''کیاتم امریکی سٹیزن یعنی شہری ہو''؟ توآپ لکھیں کہ نہیں۔پھراگلاکالم ہے کہ ''کیاآپ نے کبھی امریکی شہری ہونے کا دعویٰ کیاہے''؟ اب اگرآپ نے کہیں دعویٰ کیاہوجبکہ آپ ہیں نہیں اوراس کالم میں آپ نے لکھا ''نہیں'' یا لکھا ''ہاں'' تو ہردوصورت میں آپ نے جھوٹ بولاکہ آپ نے اس چیزکا دعویٰ کیاہے جوآپ ہیں نہیں توآپ خودبخودنااہل ہوجاتے ہیں۔

دنیوی امورمیں جھوٹ کی سزا

اب قادیانی جومسلمان ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں جبکہ وہ ہیں نہیں توان اصولوں کے تحت تووہ خودبخودنااہل ہوچکا کہ ایسی چیزکا دعویٰ کیاہے جوکہ وہ ہے نہیں،جھوٹ اوردھوکہ دہی سے کوئی

غیر پاکستانی قومی شناختی کارڈ بنوائے اور پکڑا جائے تو صرف اس کو نہیں بلکہ نادرا کے متعلقہ اہل کاروں کو بھی سزا ہوتی ہے، یہ شناخت کی چوری ہے، اب دھوکہ دہی سے اور جھوٹ سے خود کو مسلمان کہنا عقیدے کی چوری ہے ۔عقیدہ اہم ہے یا قومی شناخت؟اس دھوکہ دہی پر تو سزا ہونی چاہیے اور قانون میں ہے بھی۔اب بزعم خویش بعض قانون دان اور آئینی ماہرین کیسے اس مسئلے میں انکے نمائندے بن جاتے ہیں یعنی یا تو وہ آئین وقانون اور اسکے تقاضے جانتے نہیں یا پھر دیدہ دلیری کرتے ہیں اور دشمنی خدا اور رسول سے مول لیتے ہیں اللھم احفظنا پھر اہم مناصب کیلئے جن کے پاس دوہری شہریت ہے وہ مسلمان بھی ہیں کتنوں کو کورٹ نے نااہل قرار دیا اور ان کو ڈی سیٹ کر دیا۔کسی نے کاغذات نامزدگی میں جھوٹی ڈگری کا دعویٰ کیا ان کو نااہل کر دیا گیا۔اب جو جھوٹے اسلام کا دعویٰ کرے تو صرف یہی اصل ان کو متوجہ کرے تو کیا پھر ان کی اہلیت رہتی ہے؟ لیکن مسئلہ یہ ہے کہ کچھ لوگ اپنے آپ کو زیادہ وسیع النظر ثابت کرنے کے لئے ان کے مفت کے وکیل بن جاتے ہیں حالانکہ صرف سیاسی اختلاف پر ہم مخالف لیڈر کو نااہل کرنے پر اور جیل بھجوانے پر کتنا خوش ہوتے ہیں حالانکہ اس نے ڈگری کا جھوٹ بولا ہوگا، اثاثوں میں جھوٹ بولا ہوگا یا کرپشن کی ہوگی یہ سارے دنیوی امور ومعاملات ہیں۔

دینی امور میں جھوٹ کی سزا

اب جو عقیدے میں جھوٹ بولے بلکہ ان جیسا عقیدہ نہ رکھنے والوں کو کافر سمجھیں ہم مفت میں ان کے نمائندے کیسے بنتے ہیں؟ شاید اثاثوں، ڈگریوں اور اموال کا مسئلہ دین اور عقیدے سے زیادہ اہم ہے؟ یا یہ کہ ہمارا اپنا لیڈر معاذ اللہ اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ اہم ہوگیا کہ اس کے ساتھ تعلق ہونے کی وجہ سے اس کے مخالف لیڈر کو حکومت سے چلتا اور نااہل کروا کے تو ہم خوشی سے پھولے نہیں سماتے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عزت وناموس کے مخالف کی نااہلیت پر ہم فوراً انسان بن کر انسانی حقوق کے وکیل بن جاتے ہیں۔سوچ کا مقام ہے......

کعبے کس منہ سے جاؤ گے غالب   شرم تم کو مگر نہیں آتی

آج ہی وہ آئین کے حلف کا دم بھرے تو ان کو ان کی اہلیت کے اُساس پر ذمہ داری دینے سے کیا فرق پڑتا ہے جبکہ دوسرے غیر مسلم بھی تو اہم عہدوں پر فائز ہیں۔ (الحق: اگست، ستمبر ۲۰۱۸ء)

مولانا عبدالرؤف فاروقی

مرکزی رہنما جمعیت علمائے اسلام

عقیدہ ختم نبوتؐ کی حفاظت میں مولانا سمیع الحق شہیدؒ کا کردار

عقیدہ ختم نبوت ایمان ہے، دین کی اساس ہے، اس کی حفاظت کی بنیاد نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کی روشنی میں خلیفہ الرسول سیدنا صدیق اکبرؓ نے رکھی، جب مدعی نبوت مسیلمہ کذاب کی سرکوبی اور فتنہ انکار ختم نبوت کے استیصال کی خاطر یمامہ کی طرف لشکر روانہ فرمایا، پھر چودہ صدیوں میں یہ سنت جاری رہی۔ برصغیر متحدہ ہندوستان میں ضلع گورداس پور کے قصبہ قادیان سے مرزا غلام احمد نے باقاعدہ مستقل صاحب شریعت نبی ہونے کے دعویٰ سے پہلے مجدد، پھر مہدی، پھر مسیح موعود، پھر ظلی، بروزی، غیر شرعی امتی نبی ہونے کے دعوے کئے تو بانی دارالعلوم دیوبند مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کے علم الکلام بالخصوص ''آب حیات'' اور تحذیر الناس عن انکار اثر بن عباس جیسی تصنیفات سے علمی اور اعتقادی استفادہ کرنے والے علماء کو محسوس ہونے لگا کہ یہ شخص انگریزی اقتدار کے سائے میں نبوت کا دعوی کرتے ہوئے جہاد کو معطل کرنے کا اعلان کرے گا، چنانچہ علماء لدھیانہ نے مرزا غلام احمد کے کفر کا فتوی دیا، اس پر ابھی سوچ و بچار ہو ہی رہی تھی کہ اس بدقسمت شخص نے ۱۹۰۶ء میں علی الاعلان باقاعدہ مستقل صاحب شریعت نبی کا دعویٰ کرتے ہوئے کہا کہ مجھ پر مسلسل وحی نازل ہوتی ہے۔

غلام احمد کو قتل ہو جانا چاہیے تھا، وہ قتل ہو جاتا لیکن انگریزی اقتدار نے اس کے گرد حفاظت کا حصار قائم رکھا اور کوئی مسلمان اس تک نہ پہنچ سکا۔

پس منظر

مرزا غلام احمد ۱۸۴۹ء میں پیدا ہوا، آٹھ برس کا تھا کہ برطانوی سامراج کے خلاف، آزادی کی جدوجہد پورے ہندوستان میں بغاوت کی صورت اختیار کر گئی۔ فوجی مراکز سے گلی، کوچہ و بازار تک میں جنگ چھڑ گئی۔ یہ ۱۸۵۷ء تھا، اسے مسلمان جنگ آزادی کا نام دے رہے تھے، انگریز

نے اسے عام غدر کہا، سر سید احمد خان نے اس پر باقاعدہ ''اسباب بغاوت ہند'' کتاب لکھی۔ یہ ہی وہ زمانہ ہے کہ علماء ہند بڑی تعداد میں شہید ہوئے، اَن گنت گرفتار ہوئے، مقدمات بغاوت قائم کئے گئے، تھانہ بھون کی خانقاہ، شاملی کا میدان جنگ کا گواہ بنے، ۱۸۵۷ء کی اس جنگ آزادی کے بعد علماء ہند نے جہاں سوچ و بچار کے بعد جنگ آزادی کے لئے حکمت عملی تبدیل کی اور تعلیمی ادارے قائم کرکے جہاد کے لئے تیاری اوراس کے لئے آبیاری کو نئی جہت دی۔ دارالعلوم دیوبند قائم ہوا، اس کی شاخیں پورے ہندوستان میں پھیلا دی گئیں اوروہاں سے علوم نبوت کی تعلیم مسلمانوں کے ایمان کا دفاع کرنے کے ساتھ برطانوی سامراج کے خلاف نفرت اور جہاد کوعقیدہ قرار دے کر انتہائی محفوظ محاذ اور مورچہ قائم کیا تو ابلیسی چالبازی کا ماہراورتاریخ انسانیت کا سب سے بڑا شاطر انگریز بھی اس سے غافل نہ تھا، اُس نے بھی جہاد آزادی کونقصان پہنچانے کے لئے مسلمانوں کے درمیان فرقہ واریت کی تدبیر اختیار کی اور جہاد کومنسوخ قرار دینے کے لئے اپنی چال چلی، دونوں تدبیروں پر افراد تیار کئے، ایک طرف جھوٹی نبوت کا دعویٰ کرنے اوراس نبوت میں جہاد کی تنسیخ کے لئے اور دوسری طرف مسلمانوں میں فرقہ واریت کی بنیاد قائم کرنے کے لئے اور تیسری طرف سیاسی میدان میں اپنے ٹوڈی جاگیرداروں اور وفاداروں کو آگے بڑھایا۔ چنانچہ ۱۹۰۶ء میں ایک سیاسی جماعت کی تشکیل دی جس کے عہدیدار اور ذمہ دار وہ تھے جنہیں پہلے سے انگریز حکومت کی طرف سے بڑے بڑے القابات سے نوازا گیا تھا۔ دوسری طرف جہاد آزادی میں مصروف علمائے کرام کے خلاف اُن کی پانچ چھ تحریروں میں تحریف کرکے کفر کا فتوی جاری کرایا گیا اور تیسری طرف یہی وہ سال ہے جب مرزا غلام احمد نے اپنے مستقل صاحب شریعت نبی اور رسول ہونے کا دعویٰ کیا اور اپنی اس سے پہلے کی تقریباً ۳۵ سال میں جہاد اور مجاہدین کی مخالفت اور انگریز کی حمایت و وفاداری میں جاری سرگرمیوں کو جھوٹی نبوت کی غلیظ چادر پہنائی۔

تعاقب قادیانیت

یہ ہے مرزائیت اور قادیانیت ،جس کے تعاقب کی ایک تاریخ ہے اور علمائے امت کے ساتھ ساتھ عام مسلمانوں کی جدوجہد کی سنہری داستان ۔مساجد ومدارس سے عام اجتماعات، کانفرنسوں اور تربیتی لٹریچر اور عقیدۂ ختم نبوت کی تفہیم وتشریح کے ساتھ انکار ختم نبوت پر مسلسل محنت ہوئی لیکن اقتدار انگریز کے پاس تھا۔عدالتیں انگریزی قانون کی پابند تھیں اور غلام احمد کے اپنے اعتراف واقرار کے مطابق کہ وہ انگریز کا خود کاشتہ پودا اور خود ایک ایسے خاندان کا فرد تھا کہ جو انگریز کا وفادار

اور مجاہدین آزادی کو کچلنے کے لئے انگریزی حکومت کا آلہ کار تھا۔ انگریزی حکومت اس کی حفاظت کرتی رہی۔

۱۹۱۹ء میں کہ پہلی جنگ عظیم کے بعد جمعیت علماء ہند کی تشکیل ہوئی، تحریک خلافت عثمانیہ کے دفاع میں تحریک خلافت بپا ہوئی اور پھر ۱۹۲۹ء میں مجلس احرار اسلام (کل ہند) قائم ہوئی تو جدوجہد کے ان تمام عنوانات کے اساسی اہداف میں عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ اور قادیانیت کا تعاقب شامل کیا گیا۔ اسی دوران لاہور میں ''انجمن خدام الدین'' کا اجتماع منعقد ہوا پورے ہندوستان سے علماء اس اجتماع میں شریک تھے کہ امام المحد ثین حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کاشمیریؒ نے عالم وجد والہام میں عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت بیان کی اور قادیانی فتنہ کو آنے والے مستقبل میں امت کے لئے خطرناک فتنہ دیتے ہوئے اچانک مجلس احرار اسلام کے مرکزی رہنما مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کا ہاتھ پکڑ کر اس محاذ پر کام کرنے کے لئے انہیں امیر شریعت کا لقب دیا۔ خود بیعت کی اور اجتماع میں شریک تمام علماء نے سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے ہاتھ پر بیعت کرتے ہوئے قادیانیت کے خلاف جدوجہد کا عہد کیا اور اس طرح باقاعدہ منظم تحریک ختم نبوت کا آغاز ہو گیا۔

۱۹۳۵ء میں ریاست بہاولپور کی عدالت نے قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا، عدالت کے جج جناب محمد اکبر خان نے قرار دیا کہ کسی مسلمان خاتون کا کسی قادیانی کے ساتھ نکاح نہیں ہوسکتا کہ قادیانی کافر ہیں، ختم نبوت کے منکر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔

شاعر مشرق، مصور پاکستان علامہ ڈاکٹر محمد اقبال نے پنڈت جواہر لعل نہرو کے ساتھ اپنی خط وکتابت میں قادیانیوں کو اسلام اور مسلمانوں کا حصہ تسلیم کرنے سے انکار کیا۔ قادیانیت کے تعاقب کی یہ مختلف جہتیں تھیں جو برطانوی سامراج کے دور اقتدار میں جاری رہیں۔

پاکستان معرض وجود میں آیا تو نئی جہت سامنے تھی کہ قادیانیوں کو اسلامی ریاست میں کلیدی آسامیوں پر فائز نہ کیا جائے، اس مطالبے پر تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء بپا ہوئی اور قربانیوں، جدوجہد اور ایثار کی ایک لازوال داستان رقم ہوئی لیکن تحریک ثمر آور نہ ہوئی۔ تاہم ایک چنگاری اپنے پیچھے چھوڑ گئی۔

تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء

یہ چنگاری ۱۹۷۴ء میں ایک شعلہ بن کر بھڑکی، ۲۱ سال بعد اس نے قادیانیت کے خرمن کو

آ گ لگا دی۔ اس آ گ کو ہوا دی تحریک نے ۔ جبکہ پارلیمنٹ میں اس تحریک کو ثمر بار کرنے کے لئے جو کردار تھے وہ بہت بلند رتبہ اور علمی ، سیاسی ، پارلیمانی اعتبار سے بڑے قد آور تھے۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ ،مولانا غلام غوث ہزارویؒ، مولانا مفتی محمودؒ ،مولانا شاہ احمد نورانیؒ ، جناب پروفیسر غفور احمدؒ کتنے ہی نام ہیں جو کبھی فراموش نہیں کئے جاسکتے، یہ نمایاں تھے، نمایاں ہیں اور نمایاں رہیں گے لیکن دو نام ایسے ہیں جو مذکورہ رہنماؤں کی طرح نمایاں تو نہ ہوئے لیکن ان کا علمی کردار اس جدوجہد کا حصہ نہ ہوتا تو شاید پارلیمنٹ کی سیکولر غالب اکثریت کو قائل کرنا ممکن نہ ہوتا کہ حکومت پیپلز پارٹی کی تھی جبکہ قد آور سیاسی زعماء یا تو سیکولر تھے یا قوم پرست اور لسانی تحریکوں کے رہنما، جو مذہب اور مذہبی اصطلاحات سے ناواقف اور مذہبی تحریک کو ایک فرقہ وارانہ تحریک سے زیادہ کوئی حیثیت دینے کو تیار نہ تھے۔

ضرورت تھی کہ مذہبی اعتبار سے بھی بحث کی جائے لیکن قادیانیت کے سیاسی پس منظر اور ملک و قوم کے دشمن سیاسی عزائم کو بھی پارلیمنٹ کے سامنے طشت از بام کیا جائے یہ ذمہ داری پوری امت کی طرف سے علماء، قائدین تحریک اور مذہبی و سیاسی زعماء کی طرف سے عائد کی گئی۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ اور شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ پر۔ اس طرح کہ اول الذکر تو قادیانیت کے مذہبی اعتبار سے خدوخال اور اعتقادی حیثیت واضح کریں جبکہ مولانا سمیع الحق شہیدؒ ،قادیانیت کے سیاسی پس منظر اور اسلام عالم اسلام، پاکستان اور پاکستانی قوم سے متعلق خطرناک شیطانی عزائم پر مشتمل ایسی دستاویز تیار کریں جو پارلیمنٹ میں پیش کی جائے تو تمام پارلیمنٹرین سیاسی زعماء کی آنکھیں کھل جائیں اور وہ اس فتنہ کا مکروہ خطرناک چہرہ دیکھ پائیں اور قادیانیت کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی قرارداد کو متفقہ طور پر تسلیم کرنے پر رضامند ہوں، چنانچہ ان دونوں حضرات کی تیار کردہ دستاویزات کا موازانہ کرنے کی بجائے حقیقت کا اعتراف کرنا پڑے گا کہ سیاسی زعماء مذہبی دستاویز کی بجائے سیاسی دستاویز پر چونک اٹھے اور اعتراف کیا کہ قادیانی ملک اور قوم کے غدار اور بدترین دشمن ہیں۔ انہیں مسلمانوں سے الگ شناخت دی جائے، ضروری ہے اور اس طرح سات ستمبر ۱۹۷۴ء کو قومی اسمبلی نے اس قرارداد کے ذریعہ وہ فیصلہ کیا جس سے قادیانیت کے مسلمانوں کی ستر سالہ جدوجہد کامیابی سے ہمکنار ہوئی۔

مولانا سمیع الحق شہیدؒ اور مولانا محمد تقی عثمانی صاحب اس تاج محل کی بنیاد کا وہ مقدس پتھر ہیں جن پر یہ عمارت کھڑی ہے۔

۱۹۷۴ء کی اس قرارداد کے نتیجہ میں آئین پاکستان میں قادیانیوں کا نام ملک میں آباد غیرمسلم اقلیتوں کی فہرست میں لکھا گیا لیکن اس پر قانون سازی کا مرحلہ ابھی تشنہ تکمیل تھا، ایک اور تحریک کے ساتھ پارلیمانی کردار کا منتظر تھا کہ دس سال بیت گئے اور علمائے کرام پارلیمنٹ کا حصہ نہ رہے، جنرل محمد ضیاء الحق کے مارشل لاء کے نتیجہ میں تشکیل پانے والی مجلس شوریٰ قائم ہوئی تو یہاں ایک تحریک اٹھی۔ اقتدار کے ایوانوں تک اس تحریک کی آواز بلند کرنے اور اسے موثر بنانے کے لئے بس ایک شخصیت تھی اس کا نام ہے۔ مولانا سمیع الحق شہیدؒ۔

اس تحریک کا عنوان تو تحریک ختم نبوت ہی تھا لیکن اب مطالبہ تھا کہ قادیانی ایک اقلیت کے طور پر اپنی آئینی حیثیت کو تسلیم کرنے سے انکاری ہیں لہٰذا ان کے سلسلہ میں باقاعدہ قانون سازی ہونی چاہیے جس سے ان کا دائرہ متعین ہو جائے۔

مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی پارلیمانی کوشش اور مدبرانہ حکمت عملی کے باعث جنرل محمد ضیاء الحق نے امتناع قادیانیت آرڈیننس جاری کیا جو اول تا آخر مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی تدبیر کا نتیجہ تھا، یہ تاریخ ساز مرحلہ ۲۶/اپریل ۱۹۸۴ء کو پایہ تکمیل تک پہنچا، کوئی تجزیہ نگار جب دیانت داری سے تجزیہ کرے گا یا کوئی محقق پوری تحریک ختم نبوت اور قادیانیت کے تعاقب کی تاریخ پر اپنی رائے ضبط تحریر میں لائے گا تو پوری بصیرت سے کہا جاتا ہے کہ وہ ۱۹۷۴ء۔۱۹۸۴ء اور بعد کی آج تک کی تاریخی جدوجہد میں مولانا سمیع الحق شہیدؒ کے کردار کو سنہری الفاظ سے تحریر کرے گا اور خراج تحسین پیش کئے بغیر آگے نہ بڑھ سکے گا۔

مجھے پچاس سالہ مذہبی سیاسی زندگی میں بہت سے عظیم رہنماؤں سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ شہید ناموس رسالتؐ حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کے ساتھ گیارہ برس جمعیت کے مرکزی جنرل سیکرٹری کے طور پر کام کیا اور اس سے پہلے کے ۳۵ سال بھی ان کی قیادت میں اُن کے انتہائی قریب رہنے کا موقع ملا، میں نے اُن جیسا بیدار مغز، عالمی صورتحال پر گہری نظر رکھنے، عالم اسلام کے مسائل سے باخبر اور اُن کے حل کا ادراک رکھتے ہوئے فکر مند رہنے والا انسان نہیں دیکھا، وہ بلاشبہ عالم اسلام کے نابغہ روزگار رہنما تھے۔ ان کی خدمات کے کسی بھی پہلو کا احاطہ نہیں کیا جاسکتا۔

حضرت مولانا زاہدالراشدی
ڈائریکٹر''الشریعہ اکیڈمی'' گوجرانوالہ

تحریکِ ختم نبوتؐ کے حوالہ سے تین سوالات کا جائزہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملکوال ضلع منڈی بہاؤ الدین ،حضرت مولانا عبد الواحد، حضرت مولانا عبد الماجد شہیدی اور ان کے رفقا کا شکرگزار ہوں کہ آج کی اس مبارک محفل میں حاضری کا، آپ حضرات کے ساتھ ملاقات و زیارت اور کچھ عرض کرنے کا موقع فراہم کیا۔ اللہ تعالیٰ ہمارا مل بیٹھنا قبول فرمائیں اور جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموس اور عقیدۂ ختمِ نبوت کے حوالے سے اپنے فرائض کو پہچاننے اور ان کو ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

آج میں قادیانیت کے حوالے سے تین سوالوں کا جائزہ لینا چاہوں گا۔ایک سوال عام طور پر یہ ہوتا ہے کہ قادیانی کلمہ پڑھتے ہیں بلکہ ہمارے روکنے کے باوجود پڑھتے ہیں، قرآن کریم بھی پڑھتے ہیں، جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام بھی لیتے ہیں، بیت اللہ کی بات بھی کرتے ہیں تو وہ مسلمان کیوں نہیں ہیں؟ آج کی یونیورسٹیوں، جدید تعلیمی اداروں اور عالمی ماحول میں یہ سوال اکثر پڑھے لکھے دوستوں سے کیا جاتا ہے، بالخصوص ان حضرات سے جو دینی ماحول سے فاصلے پر ہیں، جن کا مسجد، مدرسے، کسی دینی جماعت یا دعوت وتبلیغ کے ساتھ براہ راست تعلق نہیں ہے، ان سے یہ سوال کیا جاتا ہے کہ قادیانی کلمہ پڑھنے کے باوجود مسلمان کیوں نہیں ہیں؟ یہ سوال سب سے پہلے علامہ محمد اقبال مرحوم سے ہوا تھا۔ پنڈت جواہر لال نہرو نے علامہ اقبال سے یہ سوال کیا تھا جب انہوں نے انگریز حکومت سے مطالبہ کیا کہ قادیانیوں کو ہمارے کھاتے میں نہ لکھا جائے بلکہ ہم سے الگ غیر مسلموں میں لکھا جائے، یہ ہمارے مذہب وملت کا حصہ نہیں ہے۔ پنڈت جواہر لال نہرو جو اس وقت بڑے قومی لیڈر تھے، انہوں نے علامہ اقبال سے سوال کیا کہ جب قادیانی کلمہ پڑھتے ہیں، محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو مانتے ہیں، قرآن پاک کی بات کرتے ہیں تو یہ مسلمان کیوں نہیں ہیں؟ ہمارے تعلیم یافتہ طبقے سے قادیانی اسی سوال سے بات کا آغاز کرتے ہیں۔ اس لیے تعلیم یافتہ طبقے،

وکلا، تاجر برادری اور طلبا سے میری گزارش یہ ہوتی ہے کہ علامہ اقبال اور پنڈت جواہر لال نہرو کی خط وکتابت پڑھیں۔ اصل انگریزی میں ہے جبکہ اس کا اردو ترجمہ بھی چھپا ہوا کتابی شکل میں موجود ہے، جس میں علامہ اقبال نے اس سوال کی وضاحت کی تھی کہ قادیانی کلمہ پڑھنے کے باوجود، جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کا رسول کہنے کے باوجود اور قرآن پاک پڑھنے کے باوجود مسلمان کیوں نہیں ہیں۔ علامہ اقبال نے نہرو کو یہ جواب دیا کہ پیغمبر وہ ہوتا ہے جو خود اتھارٹی ہو، جس کو کسی دلیل کی ضرورت نہیں ہوتی۔ اس کے علاوہ ہر ایک کو دلیل کی ضرورت پڑتی ہے، چاہے کوئی امام، خلیفہ، مجتہد یا فقیہ ہو، وہ قرآن یا حدیث کا حوالہ دینے کا پابند ہوتا ہے۔ پیغمبر واحد شخصیت ہوتی ہے جس کو کسی حوالے کی ضرورت نہیں ہوتی وہ خود حوالہ اور اتھارٹی ہوتا ہے۔ اس لیے جب کسی امت میں پیغمبر بدل جاتا ہے تو مذہب بدل جاتا ہے، کیونکہ نبی کے بدلنے سے اتھارٹی تبدیل ہو جاتی ہے۔ تعلیم یافتہ حضرات اس خط وکتابت کا ضرور مطالعہ کریں جس سے آپ کو یہ بات سمجھ آئے گی کہ قرآن پڑھنے کے باوجود، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی ماننے اور کلمہ پڑھنے کے باوجود قادیانی مسلمان کیوں نہیں ہیں، یا ان کے نزدیک ہم مسلمان کیوں نہیں ہیں؟

دوسرے موقع پر یہ مسئلہ سر ظفر اللہ خان نے واضح کیا تھا جو کہ قادیانی جماعت کے بڑے قائدین میں سے تھے، پاکستان کے پہلے وزیر خارجہ تھے۔ قائد اعظم محمد علی جناح مرحوم پاکستان کے گورنر جنرل تھے اور ان کی کابینہ میں لیاقت علی خان وزیر اعظم اور ظفر اللہ خان وزیر خارجہ تھے۔ جب قائد اعظم کا انتقال ہوا تو ان کا جنازہ کراچی میں شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانی نے پڑھایا۔ جنازے میں ہزاروں لوگ موجود تھے۔ دوسرے ملکوں کے سفیر بھی آئے ہوئے تھے، ان میں سے غیر مسلم سفیر جنازے میں شریک نہیں ہوئے بلکہ احتراما ایک صف میں الگ قطار بنا کر کھڑے ہوئے۔ جب ظفر اللہ خان آئے تو وہ جنازے میں شامل ہونے کی بجائے غیر ملکی سفیروں کی صف میں جا کر کھڑے ہو گئے اور قائد اعظم کا جنازہ نہیں پڑھا۔ جب جنازہ ہو گیا تو صحافیوں نے ظفر اللہ خان سے سوال کیا کہ قائد اعظم آپ کے گورنر جنرل ہیں، آپ ان کے وزیر خارجہ ہیں، تو آپ ان کے جنازے میں کیوں شریک نہیں ہوئے اور غیر مسلم سفیروں کی قطار میں کیوں کھڑے رہے؟ تو ظفر اللہ خان نے دوٹوک بات کی جو تاریخ کے ریکارڈ پر ہے۔ انہوں نے کہا کہ مجھے ایک مسلمان حکومت کا کافر، یا کافر حکومت کا مسلمان وزیر خارجہ سمجھ لیں یعنی یا قائد اعظم مسلمان نہیں ہیں یا میں مسلمان نہیں ہوں۔ مسلمان کا جنازہ غیر مسلم نے نہیں پڑھا یا غیر مسلم کا جنازہ مسلمان نے نہیں پڑھا۔ مطلب یہ کہ قائد اعظم میرے

عقائد کے مطابق مسلمان نہ تھے لہٰذا میں ان کی نماز جنازہ نہیں پڑھ سکتا تھا۔ یہ بات کہ قادیانی اور مسلمان ایک نہیں ہیں، تاریخ میں یہ شہادت ظفر اللہ خان نے دی۔

تیسری بات یہ کہ میں مجھے پہلی بار امریکہ جانے کا اتفاق ہوا۔ ایک یہودی جرنلسٹ سے نیو یارک میں میری ملاقات ہوئی۔ انہیں کسی نے بتایا تھا کہ پاکستان سے ایک مولوی صاحب آئے ہوئے ہیں اور ختم نبوت کی تحریک سے ان کا تعلق ہے۔ وہ میرے پاس تشریف لائے، انٹرویو کے دوران انہوں نے مجھ سے سوال کیا کہ جب قادیانی قرآن کو مانتے ہیں، اللہ کو، محمد رسول اللہ کو اور بیت اللہ کو مانتے ہیں تو آپ کے نزدیک وہ مسلمان کیوں نہیں ہیں؟ میں نے کہا کہ مسلمان ہونے کے لیے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن مجید کو ماننا ضروری تو ہے لیکن یہ کافی نہیں ہے بلکہ مسلمان ہونے کے لیے اس کے بعد کسی اور کو نہ ماننا بھی ضروری ہے۔ میں نے اس سے مثال کے طور پر بات کی کہ آپ اس لیے یہودی ہیں کہ آپ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اور تورات کو مانتے ہیں۔ میں نے کہا کہ میں بھی حضرت موسیٰ اور تورات کو مانتا ہوں، تو کیا آپ مجھے یہودی تسلیم کریں گے؟ اس نے کہا کہ نہیں۔ میں نے پوچھا کیوں؟ تو اس نے کہا کیونکہ آپ اس کے بعد ایک اور نبی اور کتاب مانتے ہیں اس لیے آپ کو یہودی تسلیم نہیں کیا جا سکتا۔ پھر میں نے سوال کیا کہ مسیحی کیوں عیسائی کہلاتے ہیں؟ اس نے کہا کہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور انجیل کو مانتے ہیں اس لیے عیسائی ہیں۔ میں نے کہا میں بھی انجیل اور حضرت عیسیٰؑ کو مانتا ہوں بلکہ ہم مسلمان عیسائیوں سے بڑھ کر انہیں مانتے ہیں، تو اگر خدانخواستہ دنیا کے کسی فورم پر میں دعویٰ کروں کہ مجھے عیسائی تسلیم کیا جائے تو کیا تسلیم کرو گے؟ اس نے کہا نہیں۔ میں نے کہا کیوں؟ تو اس نے کہا کہ آپ حضرت عیسیٰ اور انجیل کو تو مانتے ہیں لیکن چونکہ ان کے بعد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اور قرآن مجید کو بھی مانتے ہیں اس لیے آپ عیسائی کہلانے کے حقدار نہیں ہیں۔ میں نے کہا کہ یقیناً ہمیں تورات اور حضرت موسیٰ کو ماننے، انجیل اور حضرت عیسیٰ کو ماننے کے باوجود یہودی یا عیسائی کہلانے کا حق نہیں، کیونکہ ہم اس کے بعد نیا نبی اور نئی وحی تسلیم کرتے ہیں۔ اسی بنیاد پر چونکہ قرآن مجید کے بعد اور جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد قادیانی نئی وحی اور نیا نبی مانتے ہیں اس لیے وہ بھی مسلمان کہلانے کے حقدار نہیں ہیں۔ جس دلیل پر میں عیسائی نہیں ہوں، اسی دلیل پر قادیانی مسلمان نہیں ہیں جس دلیل پر میں یہودی کہلانے کا حقدار نہیں ہوں، اسی دلیل پر قادیانی مسلمان کہلانے کے حقدار نہیں ہیں۔ یہی بات علامہ اقبال نے پنڈت جواہر لال نہرو سے اپنے انداز میں کہی تھی۔

ایک دفعہ مجھ سے امریکہ کے شہر ہیوسٹن میں سوال ہوا جہاں خلائی مرکز ناسا ہے۔ ہمارے بہت اچھے دوست حافظ محمد اقبال صاحب ہیوسٹن میں رہتے ہیں۔ منچن آباد کے علاقے سے تعلق ہے، بہت مضبوط آدمی ہیں اور ختم نبوت کا بہت کام کر رہے ہیں۔ انہوں نے ریڈیو پر مذاکرہ رکھا ہوا تھا۔ گفتگو کے دوران میں نے یہی بات کی تو ایک ٹیلی فون آیا کہ میں مسیحی پادری ہوں، میرا انڈیا سے تعلق ہے، میرا آپ سے ایک سوال ہے کہ ہم اس آدمی کو مسلمان سمجھتے ہیں جو قرآن پاک کو اور حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو مانتا ہو۔ قادیانی قرآن پاک اور حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو مانتے ہیں تو آپ ان کو کیوں مسلمان شمار نہیں کرتے؟ میں نے ان سے سوال کیا کہ آپ مورمنز کو جانتے ہیں؟ مورمنز امریکہ میں ایک کمیونٹی ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی کے دور کی بات ہے جب مورمنز کے بانی نے نبوت کا دعوی کیا تھا اور نئی بائبل لکھی تھی۔ یہ کمیونٹی امریکہ میں اچھی خاصی ہے۔ گزشتہ الیکشن میں نائب صدر کا الیکشن مٹ رومنے نے لڑا تھا، وہ مورمنز کا لیڈر ہے۔ مورمنز ایک نیا نبی اور نئی بائبل مانتے ہیں۔ انہوں نے بائبل میں ایک نئی کتاب کا اضافہ کیا ہے۔ پادری صاحب نے جواب میں مجھ سے پوچھا کہ کیا آپ مورمنز کو جانتے ہیں؟ میں نے کہا کہ آپ سے زیادہ جانتا ہوں۔ میں نے ان سے کہا کہ کیا کیتھولک، پروٹسٹنٹ یا آرتھوڈکس فرقہ کے لوگ مورمنز کو کسی مسیحی چرچ کا حصہ تسلیم کرنے کے لیے تیار ہیں؟ کیتھولک، پروٹسٹنٹ اور آرتھوڈکس عیسائیوں کے تین بڑے فرقے ہیں۔ ان تین فرقوں میں سے کوئی فرقہ مورمنز کو اپنے چرچ کی ممبرشپ دینے کے لیے تیار ہے؟ اس نے کہا نہیں۔ تو میں نے کہا کیوں؟ اس نے کہا اس لیے کہ مورمنز نیا نبی اور نئی کتاب مانتے ہیں، میں نے کہا تمہارے ہاں مورمنز نئی کتاب اور نئی وحی ماننے کی وجہ سے تم سے الگ ہو گئے ہیں اور ہمارے ہاں قادیانی نئی وحی اور نیا نبی ماننے کی وجہ سے ہم سے الگ کیوں نہیں ہوئے؟ اس لیے میں نے پہلی بات یہ کی ہے کہ قادیانی جتنا مرضی دعوی کر لیں جب تک نئی نبوت سے دستبردار نہیں ہوں گے اور نئی وحی سے برات کا اعلان نہیں کریں گے اس وقت تک انہیں قطعاً مسلمان تسلیم نہیں کیا جا سکتا۔

دوسری بات یہ ہے کہ عام طور پر ہمارے تعلیم یافتہ طبقے سے یہ سوال ہوتا ہے آپ سے بھی سوال ہوگا کہ قادیانی مسلمان نہ سہی لیکن پاکستان کے شہری تو ہیں، ان کے شہری حقوق ہیں۔ آپ بطور شہری اور بطور ملکی باشندے کے ان کے جو حقوق ہیں وہ کیوں نہیں دیتے؟ آج ہمیں اس سوال کا بہت سامنا کرنا پڑ رہا ہے اور کرنا پڑے گا۔ آج کی دنیا کا سوال یہی ہے۔ اس پر میں دو باتیں ذکر کروں گا۔ میں نے نیویارک میں یہودی سے بھی یہ بات کی تھی کہ بات حقوق کی نہیں بلکہ ٹائٹل کی

ہے۔ قادیانی اپنا ٹائٹل تسلیم کریں، اس ٹائٹل کے تحت جو حق ان کا بنتا ہے وہ ہم مانیں گے اور دینے کے لیے تیار ہیں۔ وہ ہمارے ٹائٹل کے ساتھ حق مانگنے والے کون ہوتے ہیں؟ وہ اپنا ٹائٹل اور اپنا اسٹیٹس تسلیم کریں اور اس کے تحت حقوق کا مطالبہ کریں۔ میں نے اس سلسلہ میں ایک مثال دی کہ مثلا سو سال سے ایک پرانی کمپنی چلی آ رہی ہے جس کی ساکھ اور مارکیٹ ہے، اس کا تعارف اور ایک بھرم ہے، اس کا مونوگرام اور سٹیمپ ہے۔ اس سو سال پرانی فرم میں سے چند آدمی نکل کر نئی فرم بنانا چاہیں تو بنا لیں، اس میں کوئی مسئلہ نہیں ہے لیکن اس نئی فرم کو پرانی فرم کا نام استعمال کرنے کا حق نہیں ہے، اس کا ٹائٹل، مونوگرام، اسٹیمپ اور لیٹر ہیڈ استعمال کرنے کا حق نہیں ہے۔ اگر نئی فرم پرانی فرم کی شناخت استعمال کرے گی تو اس کو قانون کی زبان میں فراڈ کہتے ہیں۔ قادیانی ہمارے نام پر حقوق کا مطالبہ کیوں کرتے ہیں؟ جب ان کی کمپنی نئی ہے تو اپنی کمپنی کو نیا نام دیں اور اس کے تحت حقوق کا مطالبہ کریں۔ مارکیٹ دیکھ لے گی کہ کس کا مال لینا ہے اور کس کا نہیں لینا۔ ہمارا سیدھا سا مطالبہ ہے کہ اپنا سودا اپنے نام سے بیچو، ہمارے نام سے بیچنے کی تمہیں اجازت نہیں دی جا سکتی۔

دوسری بات یہ ہے کہ قادیانی پاکستان میں شہری حقوق کا مطالبہ کر رہے ہیں تو کسی قاعدے قانون کے مطابق حقوق مانگ رہے ہیں یا ویسے ہی مانگ رہے ہیں؟ حقوق مانگنے اور حقوق لینے کا کوئی قاعدہ، قانون اور طریقہ بھی ہوتا ہے یا نہیں؟ یہ تو نہیں کہ جس کا جو جی چاہے وہ اپنا حق سمجھ کر مانگنے لگ جائے۔ امریکہ میں کسی نے اپنے حقوق لینے ہیں تو اس کا معیار وہاں کا دستور ہے۔ اگر ایک آدمی امریکہ کے دستور کو نہیں مانتا اور شہری حقوق مانگتا ہے تو کیا امریکہ اس کو وہ حق دے گا؟ یا ایک آدمی برطانیہ میں رہتا ہے اور وہاں کے دستور، قانون اور اس کے سسٹم کو تو نہیں مانتا لیکن حقوق مانگتا ہے، تو کیا برطانیہ اس کو وہ حقوق دے گا؟ دستور تسلیم نہ کرنے والوں کو غیر قانونی شہری کہا جاتا ہے۔ میرا قادیانیوں سے یہ سوال ہوتا ہے کہ حقوق کا مطالبہ درست ہے لیکن کون سے دستور کے تحت حقوق مانگتے ہو؟ پاکستان میں حقوق کے لیے تو پاکستان کا دستور چلے گا اور تم نصف صدی سے پاکستان کے دستور کے ساتھ ساری دنیا میں پھڈا لگائے بیٹھے ہو کہ ہم اس کو نہیں مانتے۔ اگر امریکہ میں کوئی آدمی غیر قانونی طور پر رہ رہا ہے اور مطالبہ کرتا ہے کہ مجھے ووٹ کا حق دو تو کیا امریکہ اس کو ووٹ کا حق دے گا؟ اگر برطانیہ میں کوئی غیر قانونی طور پر رہ رہا ہے اور مطالبہ کرتا ہے کہ مجھے ووٹ کا حق دو تو کیا برطانیہ اس کا ووٹ کا حق تسلیم کرے گا؟ قادیانی یہ بات یاد رکھیں کہ ان کے لیے دو ہی راستے ہیں یا نئی نبوت اور وحی سے برات کا اعلان کر کے پرانے کیمپ میں واپس آ جا، ہم تمہیں قبول کر لیں گے، یا اپنا ٹائٹل الگ کرو، یہ جعل سازی نہیں چلے گی۔

تیسرا سوال میرا ہے۔ یہ سوال کس سے ہے؟ یہ فیصلہ آپ کریں گے۔ کسی بھی ملک میں جو لوگ دستور کو مانے بغیر غیر قانونی طور پر رہتے ہیں ایسے لوگ غیر قانونی کہلاتے ہیں۔ ان کو ملک کا شہری بننے کے لیے درخواست دینی پڑتی ہے اور شرائط پوری کرنی پڑتی ہے، اس کے بغیر انہیں ملک کا شہری تسلیم نہیں کیا جاتا۔ قادیانی شرائط پوری نہیں کر رہے حتی کہ پاکستان کے دستور کو بھی نہیں مان رہے تو میرا سوال یہ ہے کہ وہ ملک کے شہری کیسے کہلاتے ہیں؟ دستور کو نہ صرف یہ کہ تسلیم نہیں کرتے بلکہ دستور کو چیلنج کر رہے ہیں اور پوری دنیا میں دستور کے خلاف مورچہ بندی کیے ہوئے ہیں ان سے نمٹنا کس کی ذمہ داری ہے؟ یہ بڑا نازک سوال ہے کہ ایک آبادی ملک کا دستور نہیں مان رہی تو ان پر دستور اور پارلیمنٹ کے فیصلے کی رٹ قائم کرنا اور ان سے عدالتِ عظمی کا فیصلہ منوانا آخر کسی کی ذمہ داری ہے؟ یہ ان اداروں کی ذمہ داری ہے جو ریاست اور قانون کی رٹ کو چیلنج کرنے پر آپریشن اور کریک ڈاؤن کرتے ہیں جو اداروں کی بالادستی سے انکار کرنے والوں کے خلاف آپریشن کرتے ہیں۔ پاکستان میں کئی آپریشن ہو چکے ہیں۔ جب بھی آپریشن ہوئے تو ہم نے ساتھ دیا۔ آج بھی ساتھ دے رہے ہیں۔ یہ آپریشن اسی بنیاد پر ہوئے ہیں کہ جو لوگ ریاست کی رٹ تسلیم نہیں کرتے، ان سے ریاست کی رٹ منوانے کے لیے آپریشنز اور کریک ڈاؤن ہوئے، بہت سی پارٹیاں ریاست کی رٹ کو چیلنج کرنے پر خلاف قانون قرار دی گئی ہیں۔ اگر بیسیوں جماعتیں قانون اور ریاست کی رٹ کو تسلیم نہ کرنے پر خلافِ قانون ہوسکتی ہیں، اگر بہت سے حلقوں کے خلاف ریاست کی رٹ کو چیلنج کرنے پر آپریشن ہو سکتے ہیں، تو قادیانی بھی دستور کی رٹ کو تسلیم نہیں کرتے، ان کو خلافِ قانون کیوں نہیں قرار دیا جاتا؟ ان کے خلاف آپریشن اور کریک ڈان کیوں نہیں ہوتا؟ یہ کام کس نے کرنا ہے اور کس کی ذمہ داری ہے۔ میرا یہ سوال اور مطالبہ ان سے ہے جو رٹ قائم کیا کرتے ہیں اور ہم بھی ان کے ساتھ کھڑے ہوتے ہیں، سیدھی سیدھی بات ہے یا قادیانیوں سے رٹ تسلیم کرواؤ، ورنہ انہیں خلافِ قانون قرار دے کر کریک ڈان کرو، ہمارے ساتھ یہ گول مول معاملہ نہ کرو کہ قومی اسمبلی میں کبھی کوئی بل لے آئے اور دھوکے سے منظور کروا لیا۔ پچھلی حکومت نے ایک بل منظور کروایا تھا جس کو تبدیل کرنا پڑا تھا۔ اب کچھ عرصہ پہلے ایک بل منظور ہوتے ہوتے رہ گیا تھا، ہم تو تمہارے ساتھ ایسا نہیں کرتے، تم جہاں پکارتے ہو ہم تمہارے ساتھ کھڑے ہوتے ہیں۔ ملک کے دفاع کے لیے، ریاست کی رٹ، قانون کی حکمرانی اور دستور کی بالادستی قائم کرنے کیلئے تم جہاں آواز دو گے ہم ساتھ کھڑے ہوں گے لیکن خدا کے لیے یہ بھی ملک کے مفاد کا تقاضہ ہے، قوم کے فیصلے اور دستور کی رٹ کا تقاضہ ہے، اس لیے کچھ مہربانی آپ بھی فرما دیں۔

مولانا اللہ وسایا
مرکزی رہنما مجلس ختم نبوت

عقیدہ ختم نبوتؐ: اسلام کی اساس

اللہ رب العزت نے نبوت کی ابتدا سیدنا آدم علیہ السلام سے فرمائی اور اس کی انتہا محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس پر فرمائی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت ختم ہوگئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم آخرالانبیاء ہیں، آپؐ کے بعد کسی کو نبی نہیں بنایا جائے گا۔ اس عقیدے کو شریعت کی اصطلاح میں عقیدہ ختم نبوت کہا جاتا ہے۔ ختم نبوت کا عقیدہ ان اجماعی عقائد میں سے ہے جو اسلام کے اصول اور ضروریات دین میں شمار کیے گئے ہیں اور عہد نبوت سے لے کر اس وقت تک ہر مسلمان اس پر ایمان رکھتا آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بلا کسی تاویل اور تخصیص کے خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ قرآن مجید کی ایک سو آیات کریمہ اور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی دو سو دس احادیث مبارکہ سے یہ مسئلہ ثابت ہے۔

عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ و دفاع کے لیے اسلام کی تاریخ میں پہلی جنگ جو سیدنا صدیق اکبر کے عہد خلافت میں مسیلمہ کذاب کے خلاف یمامہ کے میدان میں لڑی گئی، اس ایک جنگ میں شہید ہونے والے صحابہ اور تابعین کی تعداد بارہ سو ہے۔ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا گراں قدر اثاثہ حضرات صحابہ کرامؓ ہیں، جن کی بڑی تعداد اس عقیدے کے تحفظ کے لیے جام شہادت نوش کرگئی۔ اس سے ختم نبوت کے عقیدے کی عظمت کا اندازہ ہوسکتا ہے۔ انہی حضرات صحابہ کرامؓ میں سے ایک صحابی حضرت حبیب بن زید انصاریؓ خزرجی کی شہادت کا واقعہ ہے

حضرت حبیب بن زید انصاریؓ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یمامہ کے قبیلہ بنوحنیفہ کے مسیلمہ کذاب کی طرف بھیجا۔ مسیلمہ کذاب نے حضرت حبیبؓ کو کہا کہ کیا تم گواہی دیتے ہو کہ محمد اللہ کے رسول ہیں؟ حضرت حبیبؓ نے فرمایا: ہاں! مسیلمہ نے کہا کہ کیا تم اس بات کی گواہی دیتے ہو کہ میں (مسیلمہ) بھی اللہ کا رسول ہوں؟ حضرت حبیبؓ نے جواب میں فرمایا کہ میں بہرا ہوں تیری یہ

بات نہیں سن سکتا۔ مسیلمہ بار بار سوال کرتا رہا، وہ یہی جواب دیتے رہے اور مسیلمہ ان کا ایک ایک عضو کاٹتا رہا حتیٰ کہ حبیب بن زیدؓ کے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے کرکے ان کو شہید کر دیا گیا۔

اس سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ حضرات صحابہ کرامؓ مسئلہ ختم نبوت کی عظمت و اہمیت سے کس طرح والہانہ تعلق رکھتے تھے۔ قرآن مجید میں ذات باری تعالیٰ کے متعلق رب العالمین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کے لیے رحمۃ للعالمین اور بیت اللہ شریف کے لیے ھدی للعالمین فرمایا گیا ہے۔ اس سے جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت کی آفاقی اور عالمگیر حیثیت ثابت ہوتی ہے، وہاں آپؐ کے وصف ختم نبوت کا اختصاص بھی آپؐ کی ذات اقدس کے لئے ثابت ہوتا ہے، اس لیے کہ پہلے تمام انبیائے علیہم السلام اپنے اپنے علاقے، مخصوص قوم اور مخصوص وقت کے لیے تشریف لائے، جب آپ تشریف لائے تو حق تعالیٰ نے کل کائنات کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالتؐ کے لیے ایک اکائی بنا دیا۔ جس طرح کل کائنات کے لیے اللہ تعالیٰ رب ہیں، اسی طرح کل کائنات کے لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نبی ہیں۔ یہ صرف آپؐ کا اعزاز و اختصاص ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے لیے جن چھ خصوصیات کا ذکر فرمایا ان میں سے ایک یہ بھی ہے: میں تمام مخلوق کے لیے نبی بنا کر بھیجا گیا اور مجھ پر نبوت کا سلسلہ ختم کر دیا گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت آخری امت ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قبلہ آخری قبلہ (بیت اللہ شریف) ہے، آپؐ پر نازل شدہ قرآن حکیم آخری آسمانی کتاب ہے۔ یہ سب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کے ساتھ منصب ختم نبوت کے اختصاص کے تقاضے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے پورے کر دیئے۔ قرآن مجید کو ذکر للعالمین اور بیت اللہ شریف کو ھدی للعالمین کا اعزاز بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے صدقے میں ملا اور آپؐ کی امت آخری امت قرار پائی۔

نہ جب تک کٹ مروں خواجہ بطحاؐ کی حرمت پر
خدا شاہد ہے کامل میرا ایماں ہو نہیں سکتا

مولانا محمد شفیع چترالی
ایڈیٹر روزنامہ ''اسلام'' کراچی

ہمیں بھی یاد کر لینا چمن میں جب بہار آئے!

۷ر ستمبر۲۰۲۴ قومی اسمبلی سے تحفظ ختم نبوت کی تاریخی قرارداد کی منظوری کے پچاس سال مکمل ہونے پر بجا طور پر ۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت کے قائدین اور مجاہدین کو خراج تحسین پیش کیا جارہا ہے جن حضرات نے اسمبلی کے باہر عوامی تحریک کی قیادت کی اور جنھوں نے اسمبلی اندر دلائل کی جنگ لڑی ان سب کی خدمات آب زر سے لکھنے کے لائق ہیں۔

دلائل کی جنگ میں ایک تو وہ حضرات تھے جو اسمبلی کے اندر امت مسلمہ کا موقف پیش کر رہے تھے اور دوسری جانب وہ دو نوجوان علماء تھے جو کسی گوشے میں بیٹھ کر رات دن کی عرق ریزی سے کتابوں کے اوراق کھنگال کر اس موقف کے لیے تفصیلی دلائل تلاش کر رہے تھے۔

ان دونو جوان علما میں ایک تو وہ خوش نصیب ہیں جو آج پچاس سال بعد اپنی اس محنت کا ثمرہ دیکھنے کے لیے موجود ہیں اور آج لاہور میں ہونے والے پچاس سالہ اجتماع کی صدارت کا اعزاز بھی ان کے حصے میں آرہا ہے یعنی شیخ الاسلام مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہم، جبکہ ان کے دوسرے ساتھی جو تاریخی مقدمے کی تبویب میں ان کے ساتھ تھے اور آج سے چند سال قبل ناموس رسالتؐ ہی کے مقدس مشن پر قربان ہوکر دنیا سے چلے گئے یعنی حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ وہ بھی آج جنت کے بالا خانے سے مینار پاکستان لاہور کے اجتماع کے پر کیف مناظر دیکھ رہے ہوں گے؛ ان کی روح اس اجتماع کے شرکا اور دنیا بھر میں پھیلے ختم نبوت کے پروانوں سے مخاطب ہے کہ

ہمارا خون بھی شامل ہے تزئین گلستان میں
ہمیں بھی یاد کر لینا چمن میں جب بہار آئے

مولانا قاضی محمد سلیم حقانی
مہتمم نجم المدارس کلاچی

۷ر ستمبر ملت اسلامیہ کے دشمن کا خاتمہ

حامداً ومصلیاً ومسلماً اما بعد

۷ر ستمبر ۱۹۷۴ء اسلامی جمہوریہ پاکستان بلکہ امت مسلمہ کی تاریخ کا وہ تابناک دن ہے جس دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے منکروں اور باغیوں کو پاکستان کی پارلیمنٹ نے آئینی طور پر غیر مسلم اقلیت قرار دیا اور اس طرح ملت اسلامیہ کے جسم سے اس سرطان کو کاٹ کر علیحدہ کرتے ہوئے ملت اسلامیہ کے جسم کو محفوظ کردیا گیا۔ ۷ر ستمبر ۲۰۲۴ کو اس فیصلے کے پچاس سال مکمل ہوگئے، اس موقع پر پورے پاکستان میں بلکہ پوری دنیا میں اس فیصلے کی گولڈن جوبلی منائی گئی۔ جگہ جگہ کانفرنسیں، سیمینارز، جلسوں اور ریلیوں کا اہتمام کیا گیا۔ ۷ر ستمبر کا دن ویسے ہی انتہائی اہمیت کا حامل ہے کہ اس دن پاکستان کی نظریاتی سرحدوں کا تحفظ ہوا۔ اس دن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس کا علم بلند ہوا۔ آئینی طور پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا تحفظ ہوا۔ اس دن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جان نثاروں کی قربانیاں رنگ لائیں اور عاشقان رسول صلی اللہ علیہ وسلم سرخرو ہوئے۔

آج پچاس سال کے بعد ۷ر ستمبر کی اہمیت اور قدر و قیمت اس لیے بھی دو چند ہوچکی ہے کہ ۷ر ستمبر ۱۹۷۴ء سے آج تک اس پچاس سال کے عرصے میں قادیانیوں اور ان کے سرپرستوں نے نہ صرف یہ کہ اس آئین کو تسلیم نہیں کیا بلکہ اس قانون کو ختم کرنے یا اس کو غیر موثر بنانے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگایا، جھوٹی کہانیاں گھڑیں، اپنی خود ساختہ مظلومیت کا ڈھنڈورا پیٹا گیا، اپنے حقوق کی پامالی کا رونا رویا، باطل و کفر کا ہر دروازہ کھٹکھٹایا۔ جہاں سے انہیں ذرہ بھر امید تھی وہاں سے مدد طلب کی، دنیائے کفر نے بھی اپنا زور لگایا۔ پاکستان کی ہر حکومت کو ڈرایا، دھمکایا۔ پاکستان پر طرح طرح کی پابندیاں لگائیں مگر تمام تر زور لگانے اور ہر طرح کی کوشش کرنے، گھٹیا اور پست ہتھکنڈے

استعمال کرنے کے باوجود وہ اس قانون کو ختم کرنا تو درکنار، اس میں معمولی سی تبدیلی کرنے پر بھی قادر نہ ہوسکے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا اعجاز ہے۔ بقول مولانا محمد شفیع چترالی صاحب کہ

آج ۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت کے قائدین اور مجاہدین کو خراج تحسین پیش کیا جارہا ہے جن حضرات نے اسمبلی کے باہر عوامی تحریک کی قیادت کی اور جنہوں نے اسمبلی کے اندر دلائل کی جنگ لڑی ان سب کی خدمات آب زر سے لکھنے کے قابل ہیں۔ دلائل کی جنگ میں ایک تو وہ حضرات تھے جو اسمبلی کے اندر امت مسلمہ کا مؤقف پیش کررہے تھے اور دوسری جانب وہ حضرات علمائے کرام تھے جو رات دن ایک کرکے کتابوں سے اوراق کھنگال کر اس مؤقف کے لیے دلائل تلاش کرکے پہنچاتے رہے۔

ان دونوجوان علمائے کرام میں ایک تو وہ خوش نصیب ہیں جو آج پچاس سال کے بعد بھی الحمد للہ اپنی اس محنت کا ثمرہ دیکھنے کے لیے موجود ہیں یعنی شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم العالیہ، اللہ تعالیٰ ان کی عمر میں برکت عطا فرمائے اور ان کا سایہ تادیر ہمارے سروں پر صحت کے ساتھ قائم و دائم رکھے۔

دوسرے میرے مربی و مشفق استاد امام الشہداء، شہید ناموس رسالت، شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق صاحب شہیدؒ تھے۔ وہ بھی آج جنت کے بالاخانوں سے گولڈن جوبلی کی کانفرنسوں اور اجتماعات کے پرکیف مناظر دیکھ رہے ہوں گے اور دنیا بھر میں پھیلے ہوئے ختم نبوت کے پروانوں سے مخاطب ہوں گے کہ

ہمارا خون بھی شامل ہے تزین گلستاں میں
ہمیں بھی یاد کر لینا چمن میں جب بہار آئے

تو غنی از ہ ردو عالم من فقیر
روز محشر عذہائے من پذیر
ورحسابم را تو بینی ناگریز
ازنگاہِ مصطفیٰ پنہاں بگیر

جناب بابر حنیف
انچارج شعبہ کمپیوٹر جامعہ حقانیہ

قادیانی مسئلہ کے حل کے بعد مدیر ''الحق'' کا سوالنامہ

ستمبر۱۹۷۴ء میں پارلیمنٹ کے فیصلے کے بعد حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ نے عالم اسلام کے جید اکابر اور ارباب علم و دانش کی خدمت میں سوال نامہ ارسال کیا تھا۔ سوالنامے کے جواب میں عالم اسلام کی تمام عبقری شخصیات نے اپنے اپنے جوابات ارسال فرمائے تھے جو کہ دفاع ختم نبوت اور رد قادیانیت کے حوالے سے مستقبل کے لائحہ عمل کو واضح کرتا ہے ۔ وہ سوال نامہ اور اہل علم حضرات کے جوابات سے چیدہ چیدہ اقتباسات نذر قارئین کیے جا رہے ہیں۔

محترم المقام زید مجدکم!

قادیانی مسئلہ کا بہترین حل تاریخ اسلامی کا ایک زریں حصہ بن چکا ہے۔ جن لوگوں نے جس درجہ میں بھی اس جہاد میں حصہ لیا ان شاء اللہ یہ ان کے لیے اب بارگاہ ایزدی اور بارگاہ رسالتؐ میں بے پناہ خوشنودی اور سرخروئی کا باعث بنے گا۔ قادیانی فیصلہ آقائے مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر نام لیوا کے لیے بے پناہ جذبات اور مسرتوں کا باعث بنا۔ ''الحق'' اس موقع پر زیر ترتیب شمارہ میں آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ملت کے ایسے جذبات و احساسات کا ایک حسین گل دستہ پیش کرنا چاہتا ہے چونکہ آپ بھی اپنی استطاعت کے مطابق اس جہاد میں شریک رہے ہیں، اس لیے ملت محمدیہ کے ایک نامور فرزند اور ایک دردمند خادم کی حیثیت سے اس گلدستہ میں چند پھول شامل کرنے کے لیے حسب ذیل سوالات کا جواب ایک دو صفحوں یا چند سطروں ہی میں ارسال فرما دیجیے۔

☆ قادیانی مسئلہ کے اس حل پر آپ کے احساسات، جذبات اور تاثرات کیا ہیں؟

☆ قادیانی مسئلہ کے دینی اور سیاسی اثرات ملک و بیرون ملک پوری دنیا میں پھیل چکے ہیں، اس کے بارے میں آپ کی رائے کیا ہے؟

☆ اقلیتوں کے تحفظ کو ملحوظ رکھتے ہوئے کیا مسلمانوں کی ذمہ داری اس فیصلہ پر ختم ہوگئی؟ یا اس فتنہ کے مہلک اثرات کا تعاقب و احتساب ہمارے لیے جاری رکھنا ہوگا؟

☆ اگر جواب اثبات میں ہے تو اس کا طریقہ کار اور لائحہ عمل کیا ہونا چاہیے؟

سمیع الحق

- **الشیخ محمد صالح القزاز** (سیکرٹری جنرل رابطہ عالم اسلامی، مکہ مکرمہ)

و الواقع أن ذلك فضل من الله حيث جاء الحق و زهق الباطل لأن هذه الفئة عاشت فی الارض فسادا ونشرت رعايتها الضلالة زهاء تسعة و تسعين عاما و سيطرت على أفكار كثير من المسلمين فی أوربا و أفريقيا حيث وقعوا فی شراك ضلالها۔

- **حکیم الاسلام مولانا قاری محمد طیب صاحب قاسمی** (مہتمم دارالعلوم دیوبند)

ممالک اسلامیہ کی ۳۲؍اسلامی تنظیموں کے سربراہوں کی کانفرس (منعقدہ اپریل ۱۹۷۳ء جدہ) نے بالاتفاق یہ صحیح ترین اور تاریخی اعلان کیا کہ قادیانی فرقہ غیر مشروط طریقہ پر خاتم الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدسہ کی ختم نبوت کو نہ ماننے اور انبیائے کرامؑ کی توہین کرنے کی وجہ سے قطعاً مرتد اور خارج از اسلام ہے۔ عالم اسلام کے اس متفقہ اور تاریخی اعلان حق نے اہل حق کو نہ صرف قوت بخشی ہے بلکہ قادیانیوں کے مرتد ہونے کے بارے میں قرآن و حدیث پر مبنی اہل حق کے دینی موقف کو عظیم مضبوطی عطا کی ہے، عالم اسلام کے اس متفقہ فیصلے کے بعد پاکستان کے علمائے حق اور عام المسلمین مستحق مبارک باد ہیں کہ انہوں نے قادیانی فرقہ کے ارتداد کے بارے میں اپنے اور تمام مسلمانان عالم کے موقف حق کی حکومتی سطح پر تائید و توثیق حاصل کرنے میں پہل کی ہے۔

- **شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ** (ممبر قومی اسمبلی)

دسمبر ۱۹۷۴ء کے تاریخی فیصلہ پر ہمیں مطمئن ہوکر نہیں بیٹھنا چاہیے بلکہ مرزائیت کے سب کے لئے پورے عالم اسلام میں سرگرم عمل ہو جانا چاہیے ہفت روزہ ''لیل ونہار'' لاہور، جناب مجیب الرحمٰن شامی ۱۵ تا ۲۱ ستمبر ۱۹۷۴)

- **حضرت علامہ مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ** (صدر مجلس عمل)

اختصار بلکہ ایمان سے عرض ہے کہ آئینی فیصلہ نہایت صحیح اور باصواب ہے۔ اگرچہ بعد از وقت ہے اور بعد از خرابی بسیار۔ وزیراعظم صاحب نے خود اخبارات میں یہ اعتراف فرمایا ہے کہ قادیانی مسئلہ کے حل ہونے سے پاکستان کو سیاسی استحکام حاصل ہوگیا ہے اور یہ اعلان فرمایا کہ پاکستان آج صحیح معنوں میں پاکستان بنا ہے۔ دونوں سیاست دانوں کے اس اعلان سے حقیقت واضح ہوجاتی ہے اور یہ بھی یہ کام کتنا عرصہ پہلے ہونا چاہیے تھا۔

- **حضرت مولانا مفتی محمود صاحبؒ** (رہنما جمعیت علماء اسلام)

پاکستان کی پارلیمنٹ نے عقیدہ ختم نبوت کو دستوری تحفظ دے کر مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا۔ یہ یقیناً ایک تاریخی فیصلہ ہے۔ اس سلسلہ میں پوری قوم اور پاکستانی ملت اور جملہ ارکان پارلیمنٹ مبارکباد کے مستحق ہیں۔ مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کے اراکین خصوصیت سے مستحق تبریک ہیں جنہوں نے تین ماہ کی طویل جدوجہد میں قید و بند کی صعوبتیں جھیل کر حکومت کے ہر تشدد کا نشانہ بن کر اس تحریک کو کامیاب بنایا۔

- **اکابر اساتذہ دارالعلوم دیوبند**

ان مخلصین کی مساعی مشکور ہوئیں اور دعائیں مستجاب کہ آج پورے عالم اسلام نے بیک زبان کذاب اعظم مرزائے قادیان اور اس کے حاشیہ برداروں کے بارے میں الحمدللہ شرعی فیصلہ کو اجتماعی فیصلہ بنادیا اور اس اجتماعی فیصلے کو آئینی اور دستوری حیثیت دلانے کی اولیت کا شرف حاصل کر کے ارض پاک کے علمائے کرام اور عام المسلمین اس دعا کے ساتھ مستحق تہنیت و تبریک ہیں کہ اللهم عز السلام و المسلمين و انصرهم على عدوك و عدوهم.

- **مولانا سید ازہر شاہ قیصرؒ** (مدیر ماہنامہ ''دارالعلوم'' دیوبند)

اس مسئلہ پر میرا تاثر یہ ہے کہ یہ صرف پاکستانی عوام کی نہیں بلکہ دنیائے اسلام کی بڑی کامیابی ہے کہ پاکستانی حکومت نے قادیانیوں کو ایک اقلیت قرار دیا۔ اس کا بڑا فائدہ یہ ہے کہ قادیانی مار آستین بن کر اسلام اور مسلمانوں کو نقصان پہنچاتا ہے۔ اب پوری دنیا میں دین اسلام سے خارج قرار دینے میں سہولت ہوگئی مگر ضروری ہے کہ ایک غیر مسلم اقلیت کی حیثیت سے پاکستان میں ان کے جان و مال اور عزت و آبرو کی پوری حفاظت کی جائے۔ انہیں ایک اقلیت قرار دینے کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ کسی بھی اسلامی ملک میں ان کی عزت و آبرو اور شہری حقوق پائمال کیے جائیں۔

- **حضرت مولانا میاں عزیر گل صاحبؒ** (اسیر مالٹا)

مجلس عمل نے جو کام کیا، قابل صد آفریں ہے۔ کام کی ابتدا ہوئی، ختم نہیں ہوا۔ ایک کام حکومت کا ہے، دوسرا رعایا کا۔ رعایا کا کام تعمیل حکم مجلس عمل ہے

- **حضرت مولانا محمد شفیع صاحبؒ** (مفتی اعظم پاکستان، بانی وصدر دارالعلوم کراچی)

قادیانی مسئلہ کے حل پر ہر مسلمان کے احساسات اور جذبات ایک ہی قسم کے ہیں۔ ایک عرصہ دراز کے بعد اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو ایسی سچی مسرت نصیب کی ہے جس پر عالمِ اسلام کا ہر گوشہ مسرور اور شاداں نظر آتا ہے۔ یہ اس طویل جدوجہد کا ایک کامیاب مرحلہ ہے جو مسلمانوں اور علمائے اسلام نے انتہائی بے سروسامانی کے عالم میں شروع کی تھی۔

- **علامہ مولانا شمس الحق صاحب افغانیؒ** (سابق شیخ التفسیر دارالعلوم دیوبند و جامعہ اسلامیہ، بہاولپور)

دور حاضر میں بعض مجبوریوں کی وجہ سے جو فیصلہ حکومت نے کیا وہ انتہائی مسلمانہ و جرت مندانہ اقدام ہے جسکی جرت سابق پاکستانی حکمران نہ کرسکے اس دور میں اس سے زیادہ ممکن نہیں تھا۔

- **حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ** (سربراہ کل پاکستان جمیعت علمائے اسلام، راولپنڈی)

مرزائیت کا اللہ تعالیٰ نے خاتمہ کردیا ہے، اب ان کا معاملہ دوسرے کافروں کی طرح ہے۔ یہ سکھ، پارسی، عیسائی اور ہندو کی طرح ہوچکے ہیں۔ نکاح وغیرہ کے مسائل حل ہوگئے۔ ہمارے ٹکٹ پر یہ ممبر نہیں بن سکیں گے وغیرہ وغیرہ۔ باقی مسائل کے بارہ میں ہم کو امید رکھنی چاہیے کہ حل ہوجائیں گے۔ میں اس بات کے سخت خلاف ہوں کہ بعض خودغرض اور اقتدار پسند افراد کہتے پھرتے تھے کہ حکومت مرزائی ہوگئی ہے، مرزائی نواز ہے، یہ ٹال رہی ہے۔ میرے بھائی! یہ کافی ہے۔ باقی میں سمجھتا ہوں مرزائیت کا مسئلہ ختم ہوگیا ہے۔ کم ازکم اس مسئلے کو ہم اپنی وجاہت کا مسئلہ نہیں بناسکتے۔ جیسے دینی ضرورت پیش آئے گی کریں گے۔ اللہ تعالیٰ توفیق بخشے۔

- **حضرت مولانا ابوالحسن علی ندویؒ** (سربراہ ندوۃ العلماء لکھنؤ)

دنیا کے مسلمانوں کو عموماً اور اس تحتی براعظم کے مسلمانوں کو خصوصیت کے ساتھ پاکستان کے اس فیصلہ سے جو مسرت ہوئی اس کو بہت طریقہ پر اس شعر کے ذریعہ ادا کیا جاسکتا ہے جو ایک شاعر نے بیت المقدس کی فتح پر اپنے اس قصیدہ میں کہا تھا جو صلاح الدین ایوبیؒ کی خدمت میں پیش کیا تھا

هذا الذی کانت الأیام منتظرا
فلیوف لله أقوام بما نذروا

یہ وہ مبارک موقع ہے جس کا زمانہ عرصہ دراز سے منتظر تھا، اب لوگ اپنی وہ منتیں پوری

کریں جو انہوں نے اس وقت کے لیے مان رکھی تھیں۔اس ایک فیصلہ نے افہام وتفہیم اور اطمینان قلب کی وہ خدمت انجام دی، جو علماء کی سینکڑوں تصنیفات اور ہزاروں تقریریں نہ انجام دے سکتیں۔ اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ اسلام اور تبلیغ اسلام کے نام سے ''احمدیت'' کی تبلیغ کا جو کام کیا جاتا تھا، وہ بے اثر اور بے بنیاد ہو گیا۔

- **مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ** (بانی جماعت اسلامی، پاکستان)

آپ کا عنایت نامہ ملا جس میں آپ نے قادیانی مسئلے سے متعلق چند سوالات دریافت کیے ہیں۔آپ کا پہلا سوال یہ ہے کہ قادیانی مسئلے کے حل پر آپ کے احساسات کیا ہیں؟ ظاہر ہے کہ اس مسئلے کے حل سے آپ کی مراد قومی اسمبلی کا فیصلہ ہے۔ بلاشبہ اسمبلی اور حکومت کا یہ فیصلہ نہایت مستحسن اور ساری دنیا کے مسلمانوں کے لیے مسرت انگیز ہے اور اس پر ہم جتنی بھی خوشی منائیں اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں، بالکل بجا ہوگا لیکن ہماری حکومت، نیشنل اسمبلی اور عام المسلمین کو اس غلط فہمی میں مبتلا نہیں ہونا چاہیے کہ اس سلسلے میں ان کی ذمہ داری اب ختم ہوچکی ہے اور اس فیصلے سے قادیانی مسئلہ پورے کا پورا حل ہوگیا ہے۔اس کے برعکس حقیقت یہ ہے کہ یہ صرف پہلا قدم ہے جو صحیح سمت میں اٹھایا گیا ہے اور ابھی تک بہت سے ضروری اقدامات ایسے باقی ہیں جن کے بغیر یہ قضیہ جوں کا توں باقی رہے گا بلکہ خدشہ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ خدانخواستہ مزید پیچیدگیاں نہ پیدا ہو جائیں اور ہم اس اہم فیصلہ کے فوائد سے محروم نہ ہو جائیں۔

- **علامہ ظفر احمد عثمانیؒ** (خلیفہ حضرت تھانویؒ وشیخ الحدیث مدرسہ اسلامیہ ٹنڈو اللہ یار)

قادیانی مسئلہ کا جو حل وزیراعظم پاکستان اور ان کی کابینہ نے کیا ہے۔ میں نے اس پر وزیر اعظم اور ان کی کابینہ کو دلی مبارک باد دی ہے کہ یہ فیصلہ شریعت کے مطابق اور عام اہل اسلام کے جذبات کے موافق ہے۔ (جزاکم اللّٰہ خیر الجزا) قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے بعد حکومت کا فرض ہے کہ ان کو کلیدی عہدوں سے الگ کریں اور فوج پاکستان سے بالکل الگ کریں کیونکہ مرزا غلام احمد قادیانی کے مذہب میں جہاد منسوخ ہوگیا ہے۔اس کے ماننے والوں میں جذبہ جہاد نہیں ہوسکتا۔اس کے علاوہ عام مسلمانوں کو ان کے ساتھ اسلامی تعلقات رکھنے نہ چاہیے۔ جو خود قادیانی بنا ہے وہ مرتد ہے جس کو تین دن کی مہلت دے کر قتل کر دینا حکومت کا فرض ہے اور جو خود مرتد نہیں ہوا بلکہ مرتد کی اولاد ہے وہ اگر دوسروں کو مرتد بناتا ہے اس کی بھی یہی سزا ہے اور جو مرتد نہ

بناتا ہو اس سے اسلامی تعلقات نہ رکھے جائیں۔اور جو قادیانی توبہ کرنا چاہے اس کی توبہ قبول کرنے کے لیے یہ شرط ہے کہ وہ مرزا غلام احمد قادیانی کو کافر مرتد مانے اسی طرح جو اس کو نبی کہتے ہیں ان کو بھی کافر و مرتد مانے۔

- **شاعر اسلام ابوالاثر حفیظ جالندھریؒ** (معروف ادیب، شاعر اور شاہ نامہ اسلام کے مرتب)

الحق کا شمارہ ستمبر ملا، مطالعہ میں آیا، آپ کا مکتوب بھی ملا، چونکہ جواب طلب ہے اس لئے تعمیل کررہا ہوں۔ آپ کے مکتوب میں چند اہم سوالات ہیں جن کا تعلق قادیانی مسئلہ کے اس حل کے بارے میں ہے جو ۷ ستمبر کی شام اسلامی پاکستان کی قانون اسمبلی میں سے منتخبہ خاص کمیٹی کی سفارش پر متفقہ قرارداد کی صورت میں منظور کیا گیا اور اس کا اعلان موجودہ عوامی حکومت کے محترم وزیراعظم مسٹر ذوالفقار علی بھٹو نے فرمایا اور ایسا ہے کہ اب فتنہ قادیان پاکستان ہی نہیں پوری دنیائے اسلام کو تباہ و برباد کرانے کے لیے پہلے سے زیادہ مضبوط ہوکر جو چاہے گا کرے گا۔

سرزمین پاکستان کے سینے میں جھنڈا گاڑے ہوئے اطمینان سے رہتے سہتے یہودیت کے اصل ہراول دونوں گروہ لاہوری ہوں یا ربواہی، کیا اپنے مقاصد سے باز آجائیں گے۔آپ کے پاس اب کون سا حربہ ہے جو ان کے حربوں کے لیے آپ استعمال فرمائیں گے؟ آپ مطمئن ہوگئے۔ ملت کو آپ نے مطمئن بنادیا۔ آپ کی نیت درست ہے۔ بجا ہے لیکن

سخن شناس نئی دلبرا خطا ایں جا است

- **مولانا ماہر القادریؒ** (ادیب، نقاد، شاعر اور ماہنامہ فاران کراچی کے مدیر اعلیٰ)

اکتوبر کے فاران کا اداریہ (نقش اول) میرے احساسات کا آئینہ دار اور میرے جذبات و تاثرات کا ترجمان ہے۔اس مسئلہ کے حل ہوجانے سے ملک بہت بڑے بحران (CRISIS) سے محفوظ ہوگیا۔ ورنہ ختم نبوت کے مسئلہ میں مسلمانوں کے جذبات آتشیں ہوگئے تھے اور وہ دستوری طور پر اس مسئلہ کے معلق ہونے سے تنگ آچکے تھے۔ارباب اقتدار کا یہ حال ہے کہ وہ اس مسئلہ کا کریڈٹ بھی لینا چاہتے ہیں اور اس کا ذکر بھی انہیں زیادہ پسند نہیں ہے۔ تیر از کمان رفتہ والا معاملہ ہے۔قادیانی فتنہ کے دینی اور سیاسی اثرات ملک و بیرون ملک پوری دنیا میں پھیل چکے ہیں۔اقلیتوں کے تحفظ کو ملحوظ رکھتے ہوئے کیا مسلمانوں کی ذمہ داری اس فیصلہ پر ختم ہوگئی یا اس فتنہ کے مہلک اثرات کا تعاقب واحتساب جاری رکھنا ہوگا؟

- **مولانا عبدالقدوس ہاشمی** (نامور محقق و مصنف، ڈائریکٹر ادارہ تحقیقات اسلامیہ، اسلام آباد)

قادیانی مسئلہ کو جس طرح اسمبلی نے حل کیا ہے وہ ہر آئینہ قابل ستائش ہے۔ اللہ تعالیٰ ان تمام حضرات کو جزائے خیر دے جنہوں نے اس کے لیے سعی فرمائی ہے۔ علمائے کرام اور دین دار مسلمان تو ابتدائے قادیانیت ہی سے ان لوگوں کو دین و دنیا دونوں کے لیے عظیم خطرہ قرار دے کر ان کو خارج از دائرہ اسلام کہتے چلے آئے تھے۔ شکر ہے کہ دیگر ارکان اسمبلی کو بھی خداوند تعالیٰ نے حق کی طرف رہنمائی فرمائی۔ میں نے اسمبلی کا فیصلہ سن کر سجدہ شکر ادا کیا۔

قادیانیوں نے دشمنان اسلام کی حمایت اور اعانت سے ساری دنیا تو نہیں مگر بہت سے ملکوں میں اپنے اثرات کا زہر پھیلایا ہے۔ اب ضرورت ہے کہ ہم بھی اس زہر کا تریاق لے کر مختلف ملکوں میں پھیل جائیں اور ان کے سیاسی اور دینی زہر کا مقابلہ کریں۔ میرے خیال میں کرنے کا یہ ایک ضروری کام ہے۔ افریقہ کے دو ملکوں کو اس تریاق کی شدید ضرورت ہے۔ ایک نائیجیریا اور دوسرا مشرقی افریقہ۔ اسی طرح جنوب مشرقی ایشیا کے دو ممالک ملیشیا اور انڈونیشیا کی طرف فوری توجہ کی شدید ضرورت ہے۔

- **محترم ڈاکٹر سید عبداللہؒ** (صدر شعبہ دائرہ معارف اسلامیہ، پنجاب یونیورسٹی، نامور دانشور و ادیب)

قادیانیوں کے بارے میں اقلیتی فیصلہ ہو چکا ہے، اس طرح علماء کی وہ جد و جہد کامیاب ہوئی جس کیلئے وہ تقریباً ایک سو سال بھر پور لڑائی لڑتے رہے اور مجھے یہ کہنے دیجیے کہ تنہا لڑتے رہے۔ میں جب یہ کہتا ہوں کہ یہ لڑائی تنہا علما نے لڑی تو بالکل حقیقت بیان کر رہا ہوں، علماء کے علاوہ جو طبقے یہاں موجود ہیں ان کی بہت سی تحریریں بطور شہادت پیش کی جا سکتی ہیں کہ ان کا نقطہ نظر بالعموم علماء کے موقف کے خلاف اور قادیانیوں کے حق میں رہا ہے اور اس میں بڑے بڑے اکابر کے نام لیے جا سکتے ہیں۔

- **مولانا محمد اشرفؒ** (خلیفہ مجاز حضرت مولانا سید سلیمان ندویؒ، صدر شعبہ عربی، اسلامیہ کالج، پشاور)

قانون کتنا اچھا اور درست ہو جب تک اس پر عمل نہ کیا جائے، اس کے ثمرات سے متمتع نہیں ہوا جا سکتا۔ اس لیے ضرورت ہے کہ موجودہ فیصلہ کو الفاظ و معنی اور اس کی آئینی روح کے مطابق عملی جامہ پہنایا جائے اور اس ضمن میں حکومت وقت کی ذمہ داری ہے کہ کم از کم مندرجہ ذیل باتوں پر فوری عمل درآمد کیا جائے۔

(۱) پاکستان کی نظریاتی مسلم مملکت کے جملہ اہم عہدوں سے قادیانیوں کو برطرف کیا جائے۔

(۲) ان کے لٹریچر کی ان جملہ کتابوں، رسائل اور عبارات کو ضبط کیا جائے اور ان کی اشاعت پر پابندی لگادی جائے جن میں انبیاؑ اور شعائر اسلام کی ہتک کی گئی ہے یا قرآن کے الفاظ ومعنی میں تحریف یا ختم نبوت کی من مانی تشریح کی گئی ہو۔

(۳) نیشنل اسمبلی کی قادیانی مسئلہ پر کاروائی کو منضبط کر کے شائع کیا جائے۔خصوصاً اسمبلی کی قرارداد نمبر۲ کا ضمیمہ ملت اسلامیہ کا موقف کتاب کو سرکاری طور پر عربی، انگریزی اور اردو میں شائع کر کے میزر رپورٹ کی طرح تمام دنیا میں پھیلایا جائے اور سفارت خانوں میں ان کی نقول بھیجی جائیں تاکہ فیصلہ کی حقانیت عالم پر ظاہر ہو۔

(۴) قادیانیوں کا اندراج مردم شماری شناختی کارڈوں، پاسپورٹوں، ملازمت اور دیگر جملہ سرکاری کاغذات میں جہاں مذہب کا خانہ ہو، غیر مسلم کی حیثیت سے کیا جائے۔ اگر اس سلسلہ میں وہ غلط بیانی سے کام لیں اور بعد میں اس کا غلط ہونا معلوم ہو تو اسے قابل سزا جرم قرار دیا جائے جو پاسپورٹ کی دائمی ضبطی، ملازمت وغیرہ سے اخراج وغیرہ کی صورت میں ہو۔

- **مولانا قاضی عبدالکریم صاحبؒ** (تلمیذ شیخ الاسلام حضرت مدنیؒ، مہتمم نجم المدارس۔کلاچی)

الف) اس میں مسلمانوں کی شان دار کامیابی اور ارتداد و مرزائیت کی ذلیل شکست تھی۔

ب) اس لیے کہ پاکستان کی تاریخ میں کسی ایمانی اور اسلامی مطالبہ میں ایسی صریح اور واضح کامیابی کی مثال موجود نہیں تھی۔

ج) ماحول کو دیکھتے ہوئے اور خود اپنی اور قوم کے ماظہر منہا و مابطن معاصی مظالم اور آثام کی تاریکیوں میں کبھی اپنے گناہ بھرے کانوں کو اور نہ ہی معاصی آلود آنکھوں کو اس قابل سمجھا کہ وہ عزت دین کی ایسی سامعہ نواز خبر سن سکیں گے یا اعزازِ اسلام کا ایسا پرلطف منظر دیکھ سکیں گے۔ سبحان الحی الکریم

د) اور خاص طور پر اس لیے کہ اگر فیصلہ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ اس کے برعکس ہوتا تو ہزاروں نہیں لاکھوں دین سے ناواقف لکھے پڑھے پاکستانیوں کا ایمان متزلزل ہوجاتا۔ وہ قادیانیوں اور لاہوریوں کے کفر وارتداد میں متردد ہوتے اور دنیوی مفاد حاصل کرنے یا دنیوی نقصانات سے بچنے کی خاطر حکومت کے ہاں میں ہاں ملاتے اور دنیا بھر کے علماء وفضلاء کے اجماع کے خلاف مرزائیوں کو مسلمان کہنے کی ناروا جسارت کرتے اور اپنا ایمان کھو بیٹھتے۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ اس فیصلہ سے سب کے ایمان بچ گئے۔

- **مولانا محمد شریف جالندھریؒ (ناظم مرکزی دفتر مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان)**

فتنہ مرزائیت امتِ مسلمہ کے لیے فتنہ سودا تھا اور ہے۔ مرزائیت نے دشمن اسلام قوتوں کا آلہ کار بن کر عالم اسلام کے لیے مشکلات پیدا کیں اور اغیار کے لیے خوشی وانبساط کا سامان پیدا کیا۔ ۷ر ستمبر کے فیصلہ نے اس فتنہ کی کمر توڑ دی لیکن ابھی بہت کام باقی ہے، جو تمام مسلمان فرقوں کے اتحاد واتفاق سے ہی انجام پذیر ہوسکتا ہے۔ مجلس عمل کا قائم رہنا اس کی تنظیم کا مضبوط سے مضبوط تر ہونا نہ صرف مرزائیت کے سیاہ فتنہ کی سرکوبی کے لیے ضروری ہے بلکہ وطن عزیز میں اسلامی اقدار کے احیا کے لیے بھی ناگزیر ہے۔ اگر خدانخواستہ اراکین مجلس عمل اپنے اپنے فرقوں کی تنگ ناں میں چلے گئے۔ درخت کی جڑوں کو سیراب کرنے کی بجائے اس کے پتوں پر پانی کے چھڑکا میں مصروف ہوگئے تو نہ صرف ۷ ستمبر کا فیصلہ محض کاغذی فیصلہ ہوگا بلکہ دشمن ملک وملت قوتیں اس انتشار سے فائدہ اٹھا کر تمام کام پر پانی پھیر دیں گی۔

- **حضرت مولانا امین احسن اصلاحیؒ (ماہنامہ میثاق، لاہور)**

میرے نزدیک قادیانی اقلیت کے حقوق کے سزاوار تو نہیں تھے لیکن ہمارے ملک میں شرعی قوانین نافذ نہیں ہیں اس وجہ سے بالفعل مسئلہ کا ممکنہ حل یہی تھا۔ یہ نرم سے نرم سلوک ہے، جو ان کے ساتھ کیا گیا ہے۔ اگر قادیانیوں نے اس کی قدر کی تو وہ اپنے لیے ملک میں امن کی زندگی کی گنجائش پیدا کرلیں گے اور اگر اس رعایت سے انہوں نے غلط فائدے اٹھانے کی کوشش کی تو اس کے نتائج نہایت خطرناک ہوسکتے ہیں۔ میں محسوس کرتا ہوں کہ قادیانی اس رعایت سے غلط فائدے اٹھانے کی کوشش کریں گے اور خاصا اندیشہ اس امر کا بھی موجود ہے کہ بعض غلط اندیش لوگ اقلیت کے نام پر ان کی سرپرستی کریں۔ ان خطروں کے سد باب کی واحد شکل یہی ہے کہ مسلمان برابر بیدار رہیں۔ اگر مسلمانوں نے اس معاملے میں غفلت کی تو اب قادیانیوں کو جو قانونی تحفظ حاصل ہوگیا ہے اس کی آڑ میں وہ ہمارے مذہب اور ملک دونوں کو پہلے کی نسبت زیادہ نقصان پہنچا سکتے ہیں۔

- **مولانا محمد طاسین صاحبؒ (ناظم مجلس علمی کراچی)**

شکر الٰہی کے جذبہ سے معمور دل سے اس نمایاں اور خاطر خواہ کامیابی پر ہدیہ تبریک پیش کرتا ہوں جو قادیانی مسئلہ کے متعلق اللہ تعالی نے علمائے حق کو عطا فرمائی ہے۔ آپ اس تبریک وتہنیت کے اس وجہ سے زیادہ مستحق ہیں کہ آپ نے اس میدان میں ہر طریقہ سے غیر معمولی جد وجہد فرمائی ہے۔ اگر یہ کہا جائے تو غلط نہ ہوگا کہ اس مبارک مہم کے دور تازہ کا آغاز آپ کی ان جرت مندانہ تحریروں

سے ہوا ہے جو کچھ عرصہ پہلے ماہنامہ ''الحق'' میں منظر عام پر آئیں جبکہ ہر طرف عام طور پر سکوت تھا۔

- **مولانا عبدالحلیم زروبیؒ** (استاذ حدیث وتفسیر دارالعلوم حقانیہ، اکوڑہ خٹک)

الحمد للہ کہ قومی اسمبلی نے کافی غور و تامل کے بعد اس مسئلہ کا ایسا صحیح حل پیش کیا کہ ایک طرف تو دنیا کے مسلمانوں کے شکریہ کے مستحق ہوئے اور ختم نبوت کیساتھ صحیح شغف اور سرور کائناتؐ کے ساتھ قلبی محبت کا ثبوت دیا اور دوسری طرف ان لوگوں کے خیالات فاسدہ اور شبہات باطلہ کو ختم کر دیا جو کہ اس تحریک کو احمقانہ سیاست اور مولویانہ ہٹ دھرمی یا کفر سازی کا نتیجہ سمجھتے تھے۔

- **مولانا محمد فرید صاحبؒ** (مفتی و مدرس دارالعلوم حقانیہ، اکوڑہ خٹک)

قادیانی فیصلہ سے قادیانیوں کا خارج از اسلام ہونا تمام عوام اور تعلیم یافتہ طبقہ پر روز روشن کی طرح واضح ہوگیا۔ اس سے ان کے حوصلے پست ہوگئے اور مجبورا وہ اب اپنے ارادوں میں ترمیم کریں گے۔ اس فیصلہ سے ان کی تبلیغ و اشاعت اور عوام کو پھسلانے کے ہتھکنڈے کافی حد تک بے کار اور ختم ہو جائیں گے۔ یہ مسئلہ اگرچہ کاغذی طور پر حل ہوگیا ہے لیکن عملی طور پر ابھی تک حل شدہ نہیں ہے حتی کہ قادیانیوں نے بھی ابھی تک تسلیم نہیں کیا۔ تمام مسلمانوں پر فرض ہے کہ وہ اس فیصلہ کو نافذ کروائیں ورنہ دنیا و آخرت میں انتقام کے خطرات درپیش ہیں۔ قادیانیوں کے اثرات ختم کرنے کے لیے مناسب یہ ہے کہ اس فیصلہ کی ہر زبان اور ہر حکومت میں اشاعت کی جائے اور ہر مسلمان حکومت ان کو قانونی طور سے غیر مسلم قرار دے۔ اور اسلامی ممالک کے مشترکہ وفود غیر مسلم حکومتوں کو خبردار کریں اور انہیں مسلمانوں سے جداگانہ حقوق دینے کا مطالبہ کریں۔

- **ڈاکٹر محمد حمید اللہ صاحبؒ** (پیرس، فرانس)

مجھے قادیانیت سے کبھی اتنی بھی دلچسپی نہ ہوئی کہ اس کے متعلق کوئی کتاب یا مضمون ہی پڑھوں، چونکہ دین دار لوگوں نے اس کے خلاف تن من دھن سے کام کیا ہے۔ اس لیے اچھا ہی ہوگا خدا انہیں اجر عظیم دے۔

- **مولانا منظور احمد چنیوٹیؒ** (ناظم ادارہ دعوت وارشاد، چنیوٹ)

حقیقت یہ ہے کہ زندگی بھر کی تمام خوشیاں بھی اگر جمع کر دی جائیں تو وہ اس خوشی کا مقابلہ نہیں کرسکتیں جو خوشی سات ستمبر کو قادیانیوں کے متعلق فیصلہ سے حاصل ہوئی ہے۔ راقم خوشی کے ان احساسات کو اپنے الفاظ کے قالب میں ڈھال کر پیش کرنے سے قاصر ہے۔ قادیانیوں کے متعلق تاریخی فیصلہ اس صدی کا اہم قضیہ اور عظیم کارنامہ شمار ہوگا۔

مولانا سید حبیب اللہ شاہ حقانی

مغربی افریقہ (سینگال و گیمبیا) کے بڑی مذہبی جماعتوں کا قادیانیت کے خلاف فتوی

پاکستانی علماء ومشائخ اور دینی اداروں کی بڑی کامیابی

امتِ مسلمہ کو اللہ تعالیٰ نے جو دولت، نعمت اور خصوصیت عطاء فرمائی ہے، وہ تمام دنیا کے دولتوں، نعمتوں اور خصوصیتوں سے بڑھ کر ہے، وہ نعمت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر اختتام کا اعلان ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری کتاب قرآن مجید میں ان الفاظ اَلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا ''آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کرلیا اور اپنی نعمت کو تمہارے لیے مکمل کردیا، اور تمہارے لیے اسلام کو بطورِ دین کے منتخب کرچکا اور مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ وَلَكِنْ رَسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ'' محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں بلکہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول اور خاتم النبیین (آخری نبی) ہیں' کے ذریعے اعلان فرمایا ہے۔

یہی وہ انعام وہ احسان ہے جس سے اس امت کو نوازا گیا ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا دراصل وحدتِ عقائد، وحدتِ ارکان، وحدتِ زمان اور وحدتِ مکان کی طرف دعوت دینا ہے کیونکہ بروزِ محشر اس امت کے عقائد بھی ایک ہوں گے، ارکان بھی ایک ہوں گے اور ہر زمان و مکان، ہر عہد اور ہر دور میں جہاں بھی مسلمان آباد ہیں وہاں پر ہر ایک وحدت پائی جاتی ہے، دینی وحدت، اعتقادی وحدت اور علمی وفکری وحدت جو مسلمان قرآن کا کلمہ پڑھتا ہے، اسلام کا مدعی ہے تو اس کے عقائد (توحید، رسالت، ختم نبوت پر ایمان) قیامت تک ایک رہیں گے۔

یہی وحدت اعتقادی ہے۔ نماز، روزہ، زکوٰۃ اور مناسکِ حج ہمیشہ کے لیے ایک ہی رہیں گے اور یہ وحدتِ ارکانی ہے۔ سب پیغمبر برحق ہیں لیکن یہ خصوصیت اللہ تعالیٰ نے کسی کو عطا نہیں فرمائی بلکہ یہ امتیاز اور خصوصیت اسی امت کے حصہ میں آئی، تاریخ شاہد عدل ہے کہ کسی بھی نبی اور رسول نے سوائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی خاتم الرسل و خاتم الانبیاء ہونے کا دعوی نہیں کیا اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ اعلان ہوا۔

دیگر مذاہبِ عالم کا مطالعہ کیا جائے تو وہ تضادات کا مجموعہ معلوم ہوتے ہیں، ارکان کا اختلاف، اختلافِ زمانہ کے ساتھ بدلتے احکام، علمی و سائنسی تحقیقات و اکتشافات اور نئے فوائد کے

حصول کی خاطر تغیر و تبدل کرنے سے نیا دین، نیا عقیدہ پیدا ہونا کوئی نئی بات نہیں،اسلام اور مسلمانوں پر کتنے سیاسی انقلابات آئے، موانع پیدا ہوئے لیکن یہی روزہ، زکوٰۃ، حج سارے ارکان اسی طرح باقی ہیں، جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرما گئے اور کر گئے، یہ ختمِ نبوت اور اتمامِ نبوت کی برکت اور ثمر ہے، امتِ مسلمہ کو اگر یہ دولت نہ ملتی تو یہ اعزاز و امتیاز بھی ہرگز نہ ملتا۔

غیر مسلم ہمیشہ سے اس کوشش میں رہے کہ اس دائمی وابدی دین میں تبدیلی کرے، ان غیر مسلموں میں سب سے زیادہ مسیحیوں اور یہودیوں نے سعی و کوشش کیے، مسیلمہ کذاب، اسود عنسی، طلیحہ اسدی اور سجاح وغیرہ سب کے پیچھے غیر اسلامی طاقت کام کررہی ہے تھی۔اور دورِ حاضر کے سب سے بڑے فتنے ''فتنہ قادیانیت'' تو حکومتِ برطانیہ کا ''خود کاشتہ پودا'' ہے، قادیانی اسلام، جہاد اور مسلمانوں کے خلاف اور انگریز کی حمایت میں لکھی گئی کتابیں جمع کی جائیں تو بلا مبالغہ کتب خانہ بن جائے۔

انگریزوں نے ہندوستان کی سرزمین پر قدم رکھا تو ان کے مقابلہ کرنے والے مسلمان ہی تھے جو جذبہ جہاد اور دینی حمیت سے معمور ہو کر مختلف محاذوں میں انگریز کے خلاف جان نثاری سے لڑے، انگریز نے مسلمانوں کی اس دینی حمیت کو ختم کرنے یا کمزور و ٹھنڈا کرنے کی خاطر مرزا غلام احمد قادیانی کا انتخاب کیا، چونکہ مرزا کا خاندان عرصہ سے انگریزوں کا وفادار تھا، یہ بات انگریزوں نے بھی لکھی ہے اور مرزا نے خود بھی لکھی ہے کہ: ''میں نے انگریزوں کی حمایت اور جذبہ جہاد و حمیتِ دینی کی تردید میں اتنی کتابیں لکھی ہیں کہ پچاس الماریاں بھر جائیں۔'' اسی وجہ سے انگریز نے مرزا غلام احمد قادیانی کی پوری سرپرستی اور حمایت کی اور اب بھی برطانیہ اور مغربی ممالک اس فتنہ کی مکمل سرپرستی کررہے ہیں اور انہیں ہر طرح سپورٹ کررہے ہیں۔

اکابر علماء ومشائخِ امت نے اس فتنہ کو ابتدا ہی سے بھانپ لیا تھا اور اس کی سرکوبی کے لیے ہر میدان میں خدمات انجام دے کر'' قادیانی کفر'' کو طشت از بام کیا، دین جو کہ آج تک بحمداللہ صحیح شکل میں موجود ہے، قرآن وحدیث اور ائمہ سلف کی کتابوں میں محفوظ ہے، یہ ختمِ نبوت کا صدقہ ہے، امت کا باقی رہنا بھی ختمِ نبوت سے مشروط ہے لہٰذا اس عقیدے کا تحفظ و بقا کی ضمانت ہے۔اسی فریضہ ''تحفظ عقیدہ ختمِ نبوت'' کو انجام دینے کی خاطر اکابر و مشائخ نے سینکڑوں تصنیفات وتالیفات اور مضامین ومقالات تحریر فرمائے ہیں، فتوؤں، عدالتی فیصلوں اور پارلیمنٹ میں قانون سازی تک اس فتنے کا تعاقب کیا اور اب بھی کررہے ہیں۔

اس فتنے کے پھیلانے والوں کا زیادہ زور اور محنت غریب، مجبور اور بے بس مسلمانوں پر ہوتا ہے تا کہ پیسوں کے ذریعے ان کے ایمان پر ڈاکہ ڈال سکیں، گزشتہ دو سال احقر نے اپنے رفقا پیر

زاہد شاہ گیلانی، سید مقبول احمد گیلانی اور برادرم حضرت مولانا مفتی سخی بہادر صاحبان کے ہمراہ مغربی افریقہ کے ممالک سینگال اور گیمبیا کا سفر کیا، بالخصوص گیمبیا میں قادیانیت زیادہ متحرک تھی ان کا لٹریچر مقامی اور انگریزی زبانوں میں سرکاری دفاتر تک پہنچ گیا تھا، جس کا معائنہ ہم نے خود اپنی آنکھوں سے کیا، آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے منصب ختم رسالت اور ناموس پر حملہ ہو تو کوئی ادنی مسلمان بھی خاموش نہیں رہ سکتا، اس وجہ سے بھائی سید مقبول احمد گیلانی صاحب سے مشورہ کیا اور مقامی علماء سے بات چیت شروع کی، انہیں قادیانیوں کے کفر وارتداد سے متعلق بتایا اور انہیں عربی و انگریزی کی کتابیں جو ہمارے پاس پی ڈی ایف میں موجود تھیں بھیجیں، ان میں سے بعض کا نہایت مثبت اور حوصلہ افزا جواب آیا، بعض نے مشورہ دیا کہ ان کے خلاف متفقہ فتوی جاری کیا جائے، اب اس کیلئے میدان ہموار کرنا تھا، اللہ تعالی جزائے خیر سے نوازے پیر سید زاہد شاہ گیلانی کو کہ انہوں نے سینگال کے بڑے پیر منتقیٰ کے بیٹے شیخ ابراہیم امبا کی اور ان کے خلیفہ وداماد شیخ منتقی کو دومرتبہ پاکستان لے آئے، اسی طرح سینگال کے سپریم اسلامی لیڈر شیخ عیسی طوری کو ایک وفد کے ہمراہ دعوت دی اور وہ مختلف اوقات میں پاکستان تشریف لائے، شاہ صاحب نے ان کی مہمان نوازی کی، پاکستان کے معروف دینی مدارس، تبلیغی مراکز اور ختم نبوت کے مراکز کا دورہ کرایا، علما و مشائخ سے ملاقاتیں کروائیں، عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت اور قادیانی دجل وفریب سے انہیں آگاہ کیا۔

یہ حضرات جب واپس گئے تو شیخ عیسی طوری (سپریم اسلامی لیڈر گیمبیا) نے پیغام بھیجا کہ ہم مسئلہ ختم نبوت کو اپنے سرکاری اسکولوں و مدرسوں کے نصاب کا حصہ بنا رہے ہیں، شیخ ابراہیم اور شیخ منتقیٰ کی آمد کے موقع پر شیخ الاسلام مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ اور مولانا راشد الحق سمیع مدظلہ انہیں مشورہ دیا کہ آپ حضرات ایک فتویٰ جاری کریں، اس سال منگل پر جب پیر سید زاہد شاہ گیلانی اپنے دو دامادوں سید مقبول احمد گیلانی اور سید گیلانی کے ہمراہ تشریف لے گئے تو انہوں نے پیر صاحب سے فتویٰ لیا، پھر اسی فتویٰ کو لے گیمبیا میں سپریم اسلامی لیڈر سے بھی فتوی لیا اور اس کی تشہیر بھی کی، یہ یقیناً بہت بڑی کامیابی ہے۔ دونوں جماعتوں نے اپنے فتوؤں میں قادیانیت کے کفر کو آشکارہ کر کے عقیدہ ختم نبوت کی وضاحت کی ہے۔

الحمد للہ! اس عقیدہ کی تحفظ کے لیے جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کی خدمات روز اول سے ہیں، ہر میدان میں دارالعلوم کے بانیان، مشائخ واساتذہ کی خدمات آب زر سے لکھنے کے قابل ہیں، اللہ تعالیٰ دارالعلوم کو مزید ترقیات سے نوازے اور ہر قسم کے اشرار سے اپنے حفظ وامان میں رکھے اور ہم خدام کو عقیدہ ختم نبوت پر مر مٹنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ (آمین)

حافظ محمد زاہد
مضمون نگار ماہنامہ ''الفاروق'' کراچی

قادیانیت کے خلاف اٹھنے والی تحریک ختم نبوتؐ

عقیدہ ختم نبوت یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی تسلیم کرنا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت کے باب کو بند سمجھنا اسلام کی اساس اور وہ بنیاد ہے جس پر دین اسلام کی پوری عمارت کھڑی ہے۔اس عقیدہ کی اہمیت روزِ روشن کی طرح واضح ہے اور اس عقیدہ کا انکار قرآن وسنت ،عمل صحابہ اور اکابرین امت کی نظر میں صریحا کفر ہے۔قرآن کریم کی تقریباً سو آیات اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تقریباً ۲۱۰ احادیث مبارکہ میں اس اہم عقیدہ کو بلاواسطہ اور بالواسطہ بیان کیا گیا ہے۔حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دور میں نبوت کا دعوی کرنے والے اسود عنسی کے قتل کا حکم صادر فرمایا اور پھر اس کے قتل پر خوشی کا اظہار بھی فرمایا۔اس کے علاوہ امت مسلمہ کا سب سے پہلا اجماع بھی اسی مسئلہ پر منعقد ہوا، بایں طور کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے دورِ خلافت میں نبوت کا جھوٹا دعوی کرنے والے مسیلمہ کذاب کے قتل پر تمام صحابہ کرامؓ نے اتفاق کیا اور پھر اس کے بعد سے آج تک تمام زمانوں میں نبوت کے دعوے داروں کے کفر وارتداد پر امتِ مسلمہ کا اجماع بلافصل ہے۔عقیدۂ ختم نبوت کی اسی اہمیت کی بدولت پوری امت مسلمہ ختم نبوت کے مسئلہ پر یکسو اور متحد ہے اور جب بھی کسی کمینہ خصلت نے نبوت کا دعوی کیا تو مسلمانوں نے کبھی اپنی تلواروں سے اس کا قلع قمع کرکے اسے جہنم واصل کیا تو کبھی قلمی جہاد کے ذریعے اس فتنہ کو راندہ درگاہ کیا۔

بیسویں صدی کے آغاز یعنی ۱۹۰۱ء میں برصغیر پاک و ہند میں جب مرزا غلام احمد قادیانی آنجہانی نے اپنے خود ساختہ نبی ہونے کا اعلان کیا تو علماء ومشائخ نے اس فتنے کے سدباب کے لیے ہر میدان میں قادیانیت کا محاسبہ کیا اور بالآخر ۷/ستمبر ۱۹۷۴ء کو پاکستانی پارلیمنٹ نے اس فتنے کی جڑوں پر کاری ضرب لگائی اور متفقہ طور پر قادیانیت کے دونوں گروہ (مرزائی اور لاہوری گروپ) کو کافر قرار دے دیا گیا۔

فتنہ قادیانیت کا پس منظر

برصغیر پاک و ہند میں جب انگریز اپنے ظلم وستم اور زیادتیوں کے باوجود مسلمانوں کو مغلوب نہ کرسکا تو اس نے ایک کمیشن کے ذریعے اس کی وجہ معلوم کرنے کے لیے پورے ہندوستان کا سروے کرایا۔کمیشن نے یہ رپورٹ پیش کی کہ مسلمانوں کو مغلوب کرنے کے لیے ان کے دلوں سے جذبہ جہاد مٹانا بے حد ضروری ہے اور اس کا طریقہ کار یہ ہوسکتا ہے کہ یہاں کسی ایسے شخص سے نبوت کا دعوی کرایا جائے جو جہاد کو حرام اور انگریز کی اطاعت کو لازم سمجھتا ہو۔اس مقصد کیلئے انگریز نے مرزا غلام احمد قادیانی کا انتخاب کیا، جو اس وقت کسی سرکاری ادارے میں کلرک کے طور پر کام کر رہا تھا، اس کے انتخاب کی وجہ یہ تھی کہ قادیانی خاندان شروع دن سے مسلمانوں کے خلاف رہا ہے،انہوں نے سکھوں کے دورِ اقتدار میں سکھوں کیساتھ مل کر پنجاب کے مختلف علاقوں میں مسلمان حریت پسندوں کے خلاف جنگ میں حصہ لیا اور پھر انگریزوں کے دور میں بھی مسلمان مجاہدین کے خلاف نبردآزما ہوئے۔مرزا قادیانی نے جہاد کی حرمت اور انگریزوں کی اطاعت کو لازم قرار دیا اور پھر اس نے بتدریج خادمِ اسلام،مبلغ اسلام،مجدد،امام مہدی،مثیلِ عیسی،ظلی نبی (یعنی نبی کا سایہ)، بروزی نبی، مستقل نبی ،حتی کہ خدائی تک کا دعوی کیا۔یہ سب کچھ ایک طے شدہ منصوبے اور خطرناک سازش کے تحت کیا گیا۔

تحریک ختم نبوت اور اس کے مراحل

جب اس فتنہ نے برصغیر پاک وہند میں سر اٹھایا تو یہاں کے علماء ومشائخ نے اپنی تحریرات ،تقاریر،خطاباتِ جمعہ ،علمی مباحثوں اور مناظروں کے ذریعے قادیانیت کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور مرزا قادیانی اور اس کے حواریوں کو چاروں شانے چت کر دیا۔ان میں مولانا ثنا اللہ امرتسری ،مولانا لطیف اللہ علی گڑھی ،مولانا احمد حسن دہلوی ، شیخ الہند مولانا محمود حسن، علامہ انور شاہ کاشمیری، مولانا خلیل احمد سہارنپوری، مولانا عبداللہ لدھیانوی ،مولانا محمد اسماعیل ،مولانا محمد علی مونگیری، مولانا مرتضی حسن چاند پوری ،مولانا رشید احمد گنگوہی اور پیر سید مہر علی شاہ (رحمہم اللہ تعالیٰ) شامل ہیں۔سب سے پہلے علمائے لدھیانہ نے قادیانیت کی ابتدائی تحریروں کو دیکھ کر اس کے خلاف کفر کا فتوی جاری کیا اور بعد میں پوری امت مسلمہ نے متفقہ طور پر اس فتوی کی تصدیق وتوثیق کی لیکن سرکاری اور عدالتی سطح پر اس حقیقت کو منوانے میں بہت وقت لگا اور اس کے لیے بہت جدوجہد کی گئی۔ذیل میں فتنہ قادیانیت

کے خلاف اور عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لیے اٹھنے والی اس صدی کی اس عظیم جدو جہد کا مرحلہ وار ایک مختصر جائزہ پیش کیا جاتا ہے

مقدمہ بہاولپور

فتنہ قادیانیت کے تابوت میں پہلی کیلر دِ قادنیت کے حوالے سے مقدمہ بہاول پور بہت اہمیت کا حامل ہے اوراسے قادیانیت کے تابوت میں پہلی کیل کہنا بے جا نہ ہوگا۔ختم نبوت کے محاذ پر مضبوط بنیاد اور قانونی واخلاقی بالادستی اسی مقدمہ نے مہیا کی۔اسلامک فاونڈیشن نے اس مقدمہ کی تمام تر تفصیلات تین ضخیم جلدوں میں مرتب کی ہیں ،جس کے بارے میں جلیل القدر علماء کا کہنا ہے کہ اس کتاب کے بعداب قادیانیت کے خلاف کسی اور تصنیف کی ضرورت نہیں ہے۔اس مقدمہ کا خلاصہ یہ ہے کہ تحصیل احمد پور شرقیہ، ریاست بہاول پور میں عبدالرزاق نامی شخص مرزائی ہوکر مرتد ہوگیا اور اس کی منکوحہ غلام عائشہ بنت مولوی الٰہی بخش نے سن بلوغت کو پہنچ کر اپنے باپ کے توسط سے 24 جولائی 1926 کو احمد پور شرقیہ کی مقامی عدالت میں فسخ نکاح کا دعوی کر دیا۔یہ مقدمہ بالآخر ڈسٹرکٹ جج بہاولپور کو بغرضِ شرعی تحقیق منتقل ہوا کہ آیا قادیانی دائرہ اسلام سے خارج ہیں کہ نہیں؟اس طرح یہ مقدمہ دولوگوں کے بجائے اسلام اور قادیانیت کے مابین حق وباطل کا مقدمہ بن گیا۔قادیانیت کے خلاف امت مسلمہ کی نمائندگی کے لیے سب کی نظر دارالعلوم دیوبند کے مولانا انور شاہ کاشمیری پر پڑی اور وہ مولانا غلام محمد گھوٹوی کی دعوت پر اپنے تمام پروگرام منسوخ کرکے بہاولپور تشریف لائے اورفرمایا: جب یہاں سے بلاوا آیا تو میں ڈابھیل جانے کے لیے پابہ رکاب تھا،مگر میں یہ سوچ کر یہاں چلا آیا کہ ہمارا نامہ اعمال تو سیاہ ہے ہی،شاید یہی بات مغفرت کا سبب بن جائے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جانب دار بن کر یہاں آیا تھااگر ہم ختم نبوت کا کام نہ کریں تو گلی کا کتا بھی ہم سے اچھا ہے پھراس مقدمہ میں مسلمانوں کی طرف سے مولانا غلام محمد گھوٹوی،مولانا محمد حسین کولوتارڑوی، مولانا محمد شفیع،مولانا مرتضی حسن چاند پوری،مولانا نجم الدین،مولانا ابوالوفاء شاہ جہانپوری اورمولانا انورشاہ کاشمیری (رحمہم اللہ تعالی) کے دلائل اور بیانات پرمرزائیت بوکھلا اٹھی۔

مولانا ابوالوفاء شاہ جہاں پوری نے عدالت میں جواب الجواب داخل کرایا جو چھ سوصفحات پرمشتمل تھا،جس نے قادیانیت کے پرخچے اڑا دیے۔عدالت میں موجود علماء کا کہنا ہے کہ مولانا انور شاہ کاشمیری جب مرزائیت کے خلاف قرآن وحدیث کے دلائل دیتے تو عدالت کے درودیوار جھوم اٹھتے اور جب جلال میں آکر مرزائیت کو للکارتے تو کفر کے نمائندوں پرلرزہ طاری ہوجاتا۔ایک دن

مولانا نے جلال الدین شمس مرزائی کو للکار کر کہا: اگر چاہو تو میں عدالت میں یہیں کھڑے ہو کر دکھا سکتا ہوں کہ مرزا قادیانی جہنم میں جل رہا ہے۔ یہ سن کر عدالت میں موجود تمام مرزائی کانپ اٹھے اور مسلمانوں کے چہرے خوشی سے کھل اٹھے۔ خواجہ خان محمد اس بارے میں لکھتے ہیں: اہل دل نے گواہی دی کہ عدالت میں انور شاہ کاشمیری نہیں بلکہ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا وکیل اور نمائندہ بول رہا ہے۔

جب مرزائیوں کو اس مقدمہ میں اپنی شکست سامنے نظر آنا شروع ہوئی تو انہوں نے دسمبر 1934 میں عبدالرزاق کے مر جانے کی وجہ سے یہ درخواست دائر کر دی کہ اب اس مقدمے کے فیصلہ کی ضرورت نہیں ہے لہٰذا اس مقدمہ کو خارج کر دیا جائے بعض شواہد سے معلوم ہوتا ہے کہ شکست سے بچنے کیلئے مرزائیوں نے ازخود عبدالرزاق کو قتل کرا دیا، تاکہ مقدمہ خارج ہو جائے مگر ہوتا وہی ہے جو منظورِ خدا ہوتا ہے، لہٰذا یہ مقدمہ جاری رہا اور حق و باطل کے اس مقدمہ کا فیصلہ جناب محمد اکبر خان (اللہ تعالیٰ انکو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے) نے ۷/فروری ۱۹۳۵ء کو سنایا، جس کے مطابق مرزا غلام احمد قادیانی اور اسکے پیروکار اپنے عقائد و اعمال کی بنا پر مسلمان نہیں بلکہ کافر اور خارج از اسلام ہیں اور اس ضمن میں عبدالرزاق مرزائی کا غلام عائشہ کے ساتھ نکاح فسخ قرار دیدیا گیا۔

مرزائیوں نے اپنے نام نہاد خلیفہ مرزا بشیر الدین کی سربراہی میں سر ظفر اللہ مرتد سمیت جمع ہو کر اس فیصلے کے خلاف اپیل کرنے کی سوچ بچار کی، لیکن آخر کار اس نتیجے پر پہنچے کہ فیصلہ اتنی مضبوط اور ٹھوس بنیادوں پر صادر ہوا ہے کہ اپیل بھی ہمارے خلاف جائے گی، اس تاریخ ساز فیصلہ نے پوری دنیا کے مسلمانوں پر مرزائیت کے عقائد کو آشکار کر دیا اور اس طرح مرزائیوں کی ساکھ روز بروز کمزور ہونے لگی۔ اس مقدمہ کے حوالے سے جہاں علما کرام و مشائخ عظام اور جج صاحب کی کاوشیں سنہری حروف سے لکھی جانے کے قابل ہیں، وہیں غلام عائشہ اور ان کے والد گرامی مولوی الٰہی بخش کا بھی پوری امت مسلمہ پر عظیم احسان ہے کہ انہوں نے ایک مرزائی کے خلاف فسخ نکاح کے دعویٰ کیا، جو ردِ قادیانیت کے لیے پیش خیمہ ثابت ہوا۔

۱۹۵۳ء کی تحریک تحفظِ ختم نبوت آل انڈیا مسلم لیگ نے جب قائداعظم کی قیادت میں ایک الگ ریاست کے لیے جدوجہد شروع کی تو مرزائیوں نے کانگریس کے ہمنوا بن کر اس کی بھرپور مخالفت کی، دوسری طرف کانگریس نے بھی احمدیت کا بھرپور ساتھ دیا اور جب قادیانیوں نے مکہ و مدینہ کے بجائے مسلمانوں کا رُخ قادیان کی طرف موڑنا چاہا تب ہندو لیڈروں نے انہیں جی بھر کر

داد دی۔ قادیانیوں کے لیے اکھنڈ بھارت اس لیےضروری تھا کہ وہ اپنے آپ کوکسی اسلامی ریاست کے مقابلے میں ایک سیکولر ریاست میں رہنے کو زیادہ مفید سمجھتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ انہوں نے تقسیم ہند کی مخالفت کی لیکن جب تقسیم کا اعلان ہوگیا تو انہوں نے پاکستان کو نقصان پہنچانے کی کوئی کسر نہ چھوڑی اور قادیان کو پاکستان یا بھارت کا علاقہ قرار دینے کے بجائے اسے ویٹیکن سٹی قرار دینے کا مطالبہ کیا۔نتیجہ یہ ہوا کہ ان کا مطالبہ تو نہ مانا گیا،مگر ضلع گورداس پور کومسلم اقلیت کا صوبہ قرار دے کر اس اہم ترین علاقہ کو بھارت کے حوالے کردیا گیا۔اس کا ایک نقصان یہ ہوا کہ بھارت کوکشمیر کے لیے زمینی راستہ مل گیا اور کشمیر پاکستان سے کٹ گیا۔

۱۹۴۷ء میں ہندوستان تقسیم ہوگیا اور پاکستان معرضِ وجود میں آیا۔ بدنصیبی سے پاکستان کا وزیر خارجہ سر ظفراللہ خان قادیانی کو بنادیا گیا، جس نے قادیانیت کو اندرون وبیرونِ ملک متعارف کرانے کے لیے سرکاری ذرائع کا بے دریغ استعمال کیا۔دوسری طرف خواجہ ناظم الدین کے دورِ اقتدار میں دستورِ پاکستان کی تدوین زیر بحث تھی اور اس ضمن میں مسلمانوں کا مطالبہ تھا کہ مرزائیوں کو مسلمانوں میں شامل نہ کیا جائے بلکہ ان کو غیرمسلم اقلیتوں میں شمار کیا جائے لیکن جب دستور کے بنیادی اصولوں کی کمیٹی کی رپورٹ شائع ہوئی تو اس میں ملک کے لیے جداگانہ طریقہ انتخاب تجویز کیا گیا تھااور اقلیتوں کی نشستیں الگ کرنے کا فیصلہ کیا گیا تھا،مگرمسلمانوں کے لیے حد درجہ دکھ کی بات یہ تھی کہ قادیانیوں کواقلیت نہیں بلکہ مسلمانوں میں شمار کیا گیا تھا۔

مندرجہ بالا کامیابیوں کو دیکھتے ہوئے۱۹۵۲ء میں قادیانیوں کے نام نہاد خلیفہ مرزا محمود نے اعلان کیا کہ یہ ہمارا سال ہے اور ہم اس سال بلوچستان کو بالخصوص اور پنجاب کو بالعموم احمدی صوبہ بنا لیں گے۔ یہ اعلان مسلمانوں پر بجلی بن کر گرا۔اس موقع پر اس فتنہ کا مقابلہ کرنے کے لیے سید عطا اللہ شاہ بخاری میدان میں آئے،انہوں نے علماء کومتحد کیا اور مجلس تحفظِ ختم نبوت کے باضابطہ قیام کا اعلان فرمایا۔ دسمبر۱۹۵۲ء کے آخری دنوں میں چنیوٹ میں ختم نبوت کانفرنس کا انعقاد کیا گیا،جس میں سید عطاء اللہ شاہ بخاری نے پر جوش تقریر کرتے ہوئے فرمایا: اے مرزا محمود!۱۹۵۲ء تیرا تھا اور اب۱۹۵۳ء میرا ہوگا۔

اسی کانفرنس کے موقع پرمجلس تحفظِ ختم نبوت کے راہنماں کا ایک خصوصی غیررسمی اجلاس منعقد ہوا، جس میں طے پایا کہ مرزائیوں کی جارحیت روز بروز بڑھتی جارہی ہے اس لیے اس کا سد باب کرنا بے حدضروری ہوگیا ہے، اس سلسلے میں حکومت سے مذاکرات کا فیصلہ کیا گیا۔جنوری۱۹۵۳ء کے

آخر میں علماء کا ایک وفد خواجہ ناظم الدین سے ملا اور چار مطالبات پیش کیے: مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے، سرظفر اللہ خان کو وزارت خارجہ سے ہٹایا جائے، ربوہ کو کھلا شہر قرار دیا جائے اور مرزائیوں کو کلیدی عہدوں سے برطرف کیا جائے۔

خواجہ صاحب نے یہ کہہ کر معذرت کر لی کہ ظفر اللہ خان کو ہٹانے اور مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے سے امریکہ پاکستان سے ناراض ہو جائے گا اور ہر قسم کی امداد بند کر دی جائے گی۔ وفد کی طرف سے حکومت کو اتمامِ حجت کے لیے ایک ماہ کا تحریری نوٹس دیا گیا، جس میں لکھا گیا کہ ہمارے مطالبات کو تسلیم کیا جائے، ورنہ ہم قادیانیوں کے خلاف براہِ راست تحریک چلائیں گے۔ ایک ماہ گزر گیا اور حکومت کی طرف سے کوئی پیش رفت دیکھنے میں نہیں آئی تو مجلس تحفظ ختم نبوت نے باضابطہ تحریک کا آغاز کیا۔ دیکھتے ہی دیکھتے ختم نبوت کی یہ تحریک ایک بہت بڑی تحریک میں تبدیل ہوگئی، پاکستانی حکمرانوں نے اس تحریک کو اپنے اقتدار کے لیے بہت بڑا خطرہ سمجھ لیا۔ چنانچہ خواجہ ناظم الدین اور پنجاب کے وزیر اعلیٰ ممتاز احمد دولتانہ نے اس تحریک کو کچلنے کے لیے طاقت کا بے دریغ استعمال کیا۔ پاکستانی حکم رانوں اور جنرل اعظم خان کے مسلمانوں پر ڈھائے جانے والے مظالم نے ہلاکو خان اور چنگیز خان کے مظالم کی یاد تازہ کردی۔ اسی دوران جنرل اعظم نے پاکستان میں پہلی مرتبہ لاہور میں جزوی مارشل لا لگایا۔

ختم نبوت کے تحفظ کے لیے اٹھنے والی اس تحریک میں دس ہزار سے زائد مسلمانوں نے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا، ایک لاکھ کے قریب مسلمانوں نے قید وبند کی صعوبتیں برداشت کیں اور تقریباً دس لاکھ سے زائد مسلمان اس سے متاثر ہوئے۔ مرزائیوں اوران کے ہمنواؤں نے اس تحریک کو دبانے کے لیے تشدد کا راستہ اپنایا اور انہیں یورپین ممالک کی مدد بھی حاصل تھی مگر مسلمانوں نے اس معرکہ کو اس طرح سر کیا کہ مرزائیت کا کفر کھل کر سامنے آ گیا، اس شکست پر قادیانیوں نے عوامی محاذ ترک کر کے حکومتی عہدوں اور سرکاری دفاتر میں اپنا اثر ورسوخ بڑھانا شروع کر دیا اور وہ انقلاب کے ذریعے اقتدار کا خواب دیکھنے لگے۔ اس کے ساتھ ساتھ اللہ عزوجل کے عذاب کا کوڑا ختم نبوت کی اس مقدس تحریک کی مخالفت کرنے والوں، اس کو کچلنے والوں، ظلم کرنے والوں اور بے گناہ مسلمانوں کا خون بہانے والوں پر اس بے دردی سے برسا کہ سب عبرت کا نشان بن گئے۔ اس حوالے سے کاروانِ تحریکِ ختم نبوت کے چند نقوش نامی کتاب میں تفصیل موجود ہے۔

۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت (جب قادیانی غیر مسلم قرار پائے) ۱۹۷۰ء کے الیکشن میں

مرزائیوں نے چند سیٹیں حاصل کرلیں اور وہ انقلاب کے ذریعے پورے پاکستان پر قبضہ کا خواب دیکھنے لگے، دوسری طرف ۱۹۵۳ء کی تحریک اگرچہ بظاہر ختم ہوگئی تھی، مگر قادیانیت کے خلاف علما ومشائخ اپنی اپنی سطح پر کاوشیں جاری رکھے ہوئے تھے۔انہی کاوشوں کے نتیجہ میں آخر کار ۱۹۷۳ء میں آزاد کشمیر اسمبلی نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے کر بارش کے پہلے قطرے کا کام کیا۔ملک بھر میں خوشی کے شادیانے بجائے گئے۔

پھر ایک واقعہ ہوا جس نے ایک نئی تحریک کو جنم دیا۔مئی 1974 میں نشتر میڈیکل کالج ملتان کے طلبہ کا ایک گروپ سیر وتفریح کی غرض سے چناب ایکسپریس سے پشاور جا رہا تھا۔جب ٹرین ربوہ پہنچی تو قادیانیوں نے اپنے معمول کے مطابق مرزا قادیانی کی خرافات پر مبنی لٹریچر تقسیم کرنا شروع کردیا۔نوجوان طلبہ اس سے مشتعل ہوگئے اور انہوں نے ختم نبوت زندہ باد اور قادیانیت مردہ باد کے نعرے لگائے،طلبہ جب پشاور سے واپسی پر 29 مئی کو ربوہ پہنچے تو قادیانی دیسی ہتھیاروں سے مسلح ہوکر طلبہ پر ٹوٹ پڑے اور طلبہ کو نہایت بے دردی سے مارنا پیٹنا شروع کردیا، انہیں لہولہان کردیا اوران کا سامان لوٹ لیا۔آناً فاناً یہ خبر فیصل آباد پہنچ گئی،مجلس تحفظ ختم نبوت کے مقامی رہنما مولانا تاج محمود ایک بہت بڑا جلوس لے کر فیصل آباد اسٹیشن پر پہنچ گئے۔مسلمانوں نے اس کھلی غنڈہ گردی پر زبردست احتجاج کیا اور زخمی طلبہ کی مرہم پٹی کرائی گئی۔اگلے روز یہ خبر پورے ملک میں پھیل گئی اور ہر جگہ مظاہروں کا ایک طوفان امڈ پڑا۔پنجاب اسمبلی میں قائدِ حزب اختلاف علامہ رحمت اللہ ارشد نے اس واقعہ پر اپنا احتجاج ریکارڈ کرواتے ہوئے کہا:ختم نبوت کی دینی حیثیت کے متعلق تمام مسالک کے علما متفق ہیں کہ قادیانی دائرۂ اسلام سے خارج ہیں۔مجلس تحفظ ختم نبوت کے اس وقت کے امیر مولانا سید محمد یوسف بنوری کی دعوت پر تمام طبقات نے لبیک کہا اور کل جماعتی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت تشکیل پائی جس کا امیر بھی مولانا یوسف بنوری کو بنایا گیا۔

۹؍جون ۱۹۷۴ء کولاہور میں اس مجلس کا پہلا اجلاس منعقد ہوا،جس میں قادیانیت کے خلاف ایک بھرپور تحریک چلانے کا اعلان کیا گیا۔اس تحریک کا بس ایک ہی نعرہ تھا کہ مرزائیت کو غیر مسلم قرار دیا جائے۔اس حوالے سے مجلس عمل کے قائدین نے پورے ملک کے طوفانی دورے کیے اور قادیانیت کے خلاف محاذ پر تمام مکاتب فکر کو متحد کیا۔اخبارات،دینی جرائد اور طلبہ تنظیموں نے اس تحریک میں ایک جوش کی روح پھونک دی۔قادیانی اس تحریک سے بلبلا اٹھے اور مسلمانوں کو تشدد کے ذریعے ہراساں کرنے کے لیے کئی جگہ دستی بموں سے حملے کیے۔حکومت نے ابتدائی طور پر تحریک کو ختم کرنے

کی بھر پور کوشش کی اور تحریک ختم نبوت کے قائدین کی اکثریت تحفظ ناموس رسالت کے مطالبے کی پاداش میں جیل کی نذر ہوگئی، مگر ان تمام معاملات نے تحریک کو ایک نئی جلا بخشی اور تحریک پھیلتی چلی گئی، بالآخر حکومت نے قوم کے سامنے گھٹنے ٹیک دیے اور اس وقت کے وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو نے سانحہ ربوہ اور قادیانی مسئلے پر سفارشات مرتب کرنے کے لیے پوری قومی اسمبلی کو خصوصی کمیٹی قرار دیا۔ جمعیت علمائے پاکستان کے سربراہ مولانا شاہ احمد نورانی نے اپوزیشن کی طرف سے ایک بل پیش کیا (جس پر ۳۷ رمعزز و محترم اراکین اسمبلی کے دستخط موجود تھے) اور حکومت کی طرف سے وزیر قانون عبدالحفیظ پیرزادہ نے قومی اسمبلی میں ایک قرارداد پیش کی۔ اس طرح قومی اسمبلی میں مرزائیت پر بحث شروع ہوگئی۔ قادیانیوں کے مرزائی اور لاہوری گروپ نے اپنے اپنے موقف تحریری شکل میں پیش کیے، قادیانی گروپ کے جواب میں ''قادیانیت اور ملت اسلامیہ کا موقف'' دوسو صفحات پر مشتمل ایک مکمل کتاب کی شکل میں تیار کیا گیا (یہ کتاب اب شائع بھی ہوچکی ہے) مولانا محمد یوسف بنوری کی قیادت میں مولانا محمد شریف جالندھری، مولانا محمد حیات، مولانا تاج محمود، مولانا عبدالرحیم اشعر نے حوالہ جات کی تدوین کا کام کیا، جبکہ حضرت مولانا محمد تقی عثمانی اور حضرت مولانا سمیع الحق نے ان حوالہ جات کو ترتیب دے کر ایک خوب صورت کتاب کی شکل میں مرتب کیا۔

''قادیانیت اور ملت اسلامیہ کا موقف'' کے اس موقف کو اسمبلی میں پڑھنے کی سعادت مولانا مفتی محمود کو حاصل ہوئی۔ قادیانی گروپ کی طرف سے مرزا ناصر اور لاہوری گروپ کی طرف سے صدر الدین، عبدالمنان عمر اور سعود بیگ اسمبلی میں پیش ہوئے۔ لاہوری گروپ کے جواب میں مولانا غلام غوث ہزاروی نے مستقل طور پر ایک محضر نامہ تیار کیا۔ یہ بحث دو ماہ کے طویل عرصہ تک جاری رہی۔ ان دو ماہ میں قومی اسمبلی کے ۲۸ راجلاس اور ۹۶ نشستیں منعقد ہوئیں۔ گیارہ روز تک لاہوری گروپ کے مرزا ناصر اور نو روز تک قادیانی گروپ کے نمائندوں پر جرح ہوتی رہی۔ اس جرح پر ان کا سانس پھول جاتا، انہیں پسینے آجاتے اور وہ بار بار پانی مانگتے۔ 5،6 ستمبر کو اٹارنی جنرل آف پاکستان یحییٰ بختیار نے بحث کو سمیٹتے ہوئے دو روز تک اراکین قومی اسمبلی کے سامنے اپنا مفصل بیان پیش کیا۔ 7 ستمبر کو فیصلے کے دن حالات بہت خراب ہوگئے۔ بھٹو صاحب بیرونی دباؤ کی وجہ سے اس آئینی ترمیم پر دستخط سے انکاری تھے، اس لیے بڑے بڑے شہروں میں فوج تعینات کردی گئی اور تحریک ختم نبوت کے قائدین اور کارکنوں کی لسٹ بنا لی گئی، جنہیں رات کو گرفتار کرنا تھا مگر خالق کائنات مسلمانوں کے حق میں فیصلہ لکھ چکا تھا۔ ایک حدیث کے مطابق تمام انسانوں کے دل اللہ تعالیٰ کی دو انگلیوں کے

درمیان ہیں اور وہ ان کو جیسے چاہتا ہے پھیر دیتا ہے۔ چناں چہ اللہ تعالیٰ نے بھٹو صاحب کے دل کو پھیر دیا اور مفتی محمود صاحب کے ان کو منانے کے بعد بالآخر وہ مبارک گھڑی آئی جب ۷رستمبر ۱۹۷۴ء کو ۴ بج کر ۳۵ منٹ پر قادیانیوں کے دونوں گروپوں (مرزائی اور لاہوری گروپ) کو قومی اسمبلی نے متفقہ طور پر غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا۔ ذوالفقار علی بھٹو نے قائد ایوان کی حیثیت سے خصوصی خطاب کیا اور عبدالحفیظ پیرزادہ نے آئینی ترمیم کا تاریخی بل پیش کیا۔ یہ بل متفقہ رائے سے منظور کیا گیا تو حزبِ اختلاف اور حزبِ اقتدار کے ارکان فرطِ مسرت سے آپس میں بغل گیر ہو گئے۔ پورے ملک میں اسلامیانِ پاکستان نے گھی کے چراغ جلائے۔اس تاریخ ساز فیصلے کے بعد اکثر اسلامی ممالک نے یکے بعد دیگرے قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا۔ یہ یقیناً بہت بڑی کامیابی تھی۔

۷رستمبر کو سرکاری اور انفرادی سطح پر یومِ ختم نبوت منایا جائے! سات ستمبر کا دن پاکستان کے مسلمانوں کے لیے خصوصی طور پر اور دنیا کے کونے کونے میں بسنے والے مسلمانوں کے لیے عمومی طور پر ایک یادگار اور تاریخی دن ہے۔ یہ دن ہمیں اس تاریخ ساز فیصلے کی یاد دلاتا ہے جو پاکستان کی قومی اسمبلی نے عقیدہ ختم نبوت کی حقانیت کا بر ملا اور متفقہ اعلان کرتے ہوئے جاری کیا تھا۔اس عظیم اور تاریخ ساز فیصلے کی رو سے مرزا قادیانی اور اس کے ماننے والوں کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دے دیا گیا تھا۔قومی اسمبلی نے جمہوری طریقے کے مطابق متفقہ طور پر یہ بل پاس کیا۔اس دن کو یاد رکھنا اور اس کے بارے میں نئی نسل کو آگاہ کرنا ہمارا فرض ہے اور یہ یقیناً ختم نبوت کے تحفظ کا ایک عمدہ ذریعہ ہے۔اس حوالے سے میری پوری امت مسلمہ اور بالخصوص پاکستانی حکومت سے درخواست ہے کہ وہ ۶رستمبر کو یومِ دفاعِ پاکستان منانے کی طرح 7 ستمبر کو یومِ ختمِ نبوت عظیم الشان طریقے سے منانے کا اہتمام کرے۔

۱۹۸۴ کی تحریک ختم نبوت جنوری ۱۹۷۵ء میں ربوہ کو کھلا شہر قرار دے دیا گیا اور اس کا نام چناب نگر رکھا گیا۔ چناب نگر میں وسیع رقبہ پر رہائشی سکیم تیار کی گئی، جس کا نام مسلم کالونی رکھا گیا اور وہاں مسلمانوں کو آباد کیا گیا۔ اس مسلم کالونی میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے ایک عالی شان ختم نبوت مسجد تیار کی، جہاں ۱۹۸۲ء سے ہر سال سالانہ ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوتی ہے۔۱۷فروری ۱۹۸۳ء کو مجلس تحفظ ختم نبوت کے ایک مبلغ محمد اسلم قریشی کو مبینہ طور پر مرزا طاہر کے حکم پر مرزائیوں نے اغوا کیا تو یہ واقعہ ایک بھرپور تحریک کا سبب بنا۔اس تحریک کے سبب (مولانا سمیع الحقؒ کی تحریک پر) جنرل ضیاء الحق نے ۲۶راپریل ۱۹۸۴ کو امتناعِ قادیانیت آرڈیننس جاری کر دیا،جس کے مطابق

قادیانیت کی تبلیغ وتشہیر، قادیانی کا خود کو مسلمان ظاہر کرنا، اذان دینا، اپنی عبادت گاہوں کو مسجد کہنا اور شعائر اسلام استعمال کرنے کو جرم قرار دے دیا گیا۔اس آرڈیننس کے بعد قادیانیوں کا اس وقت کا سربراہ مرزا طاہر احمد یکم مئی ۱۹۸۴ء کو بھیس بدل کر بھاگ کر لندن جا پہنچا اور انگریز کے پاس پناہ حاصل کی اور اپنا ہیڈ کوارٹر چناب نگر سے لندن منتقل کر لیا۔مگر ختم نبوت پر مر مٹنے والے علما ومشائخ نے وہاں بھی اس کا پیچھا نہ چھوڑا اور پوری دنیا کے دورے کیے اور دنیا بھر کے لوگوں اور خاص طور پر مسلمانوں کو قادیانیت کے کفر سے آگاہ کیا۔

ایک گزارش اس وقت ضرورت اس امر کی ہے کہ حکومت ۱۹۷۴ء کی آئینی ترمیم اور ۱۹۸۴ء کے امتناع قادیانیت آرڈیننس پر نیک نیتی کے ساتھ موثر طور پر عمل درآمد کرائے اور مرزائیوں کو اپنی حیثیت کے اندر رہنے کا پابند بنائے اور اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات کی روشنی میں مرتد کی شرعی سزا نافذ کرے۔اس کے علاوہ قادیانیت کی تبلیغ وتشہیر کی پابندی پر بھی سختی سے عمل درآمد کرایا جائے، تاکہ روئے زمین سے قادیانیت کا نام ونشان تک مٹ جائے مولانا انور شاہ کاشمیری کا ایک کشف ہے کہ ایک وقت آئے گا کہ پوری دنیا میں مرزائیت نام کی کوئی چیز تلاش کرنے کے باوجود نہیں ملے گی۔ وہ وقت اب قریب آن پہنچا ہے کہ قادیانیت کا فتنہ دنیا سے نیست و نابود ہونے والا ہے۔

آخر میں اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ختم نبوت کے تحفظ کے حوالے سے ایک صدی پر محیط اس تحریک کے شہدا کے درجات کو بلند فرمائے اور اس تحریک میں کسی بھی طرح حصہ لینے والے افراد کی کاوشوں کو قبول فرما کر ان کے درجات کی بلندی کا سبب بنائے۔آمین یا رب العالمین!

تحریک ختم نبوت کے حوالے سے قلمی جہاد کی ایک جھلک محترم اللہ وسایا نے قادیانیت کے خلاف قلمی جہاد کی سرگزشت کے عنوان سے قادیانیت کے خلاف 1990 تک لکھی جانے والی ایک ہزار کتابوں کا مختصر تعارف پیش کیا ہے۔اس کتاب کی اشاعت کو 23 سال کا عرصہ دراز گزر چکا ہے اور اب کتابوں کی تعداد میں کئی گنا اضافہ ہوگیا ہوگا۔ یہ صرف کتابوں کا تذکرہ ہے، ورنہ اس فتنہ کے بارے میں لکھی گئی تحریرات کا شمار کیا جانا مشکل سے بڑھ کر ناممکن کی حد تک پہنچ چکا ہے۔

ڈاکٹر بشیر احمد رند
شعبہ اسلامک کلچر، سندھ یونیورسٹی جامشورو

عقیدۂ ختم نبوتؐ عقیدہ رسالتؐ کی تکمیل

نبوت ورسالت پر ایمان رکھنے کی تکمیل ختم نبوت پر ایمان رکھنے سے ہوتی ہے۔عقیدہ ختم نبوت کے بغیر ایمان مکمل نہیں ہوتا، اس لیے عقیدہ ختم نبوت کو سمجھنا اور اس پر ایمان لانا ایک مومن کے لیے نہایت اہم اور بہت ضروری ہے۔

ختمِ نبوت کا مطلب

''ختم'' کے لغوی معنی ہیں مُہر لگانا، بند کرنا، اختتام تک پہنچانا، اور کسی کام کو پورا کر کے فارغ ہوجانا۔(ابن منظور:لسان العرب، فیروزآبادی: القاموس المحیط، شرتونی: اقرب الموارد، مادہ ختم، فیروز الدین: فیروز اللغات ص ١٤٦) اور ختمِ نبوت کا مطلب ہے کہ نبوت کا سلسلہ جو حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہوا، وہ حضرت محمّد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گیا۔اب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم قیامت تک آنے والے انسانوں کے لیے اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہیں، اس کے بعد کوئی دوسرا نبی نہیں آئے گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہونے والی کتاب یعنی قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی آخری الہامی کتاب ہے، اس کے بعد کوئی دوسری الہامی کتاب نازل نہیں ہوگی اور یہ امت آخری امت ہے، اس کے بعد کوئی اور امت نہیں آئے گی۔

عقیدہ ختمِ نبوت قرآنی آیات کی روشنی میں

قرآن مجید میں ایک سو سے زائد آیات میں عقیدہ ختمِ نبوت کو بیان کیا گیا ہے، جن میں سے کچھ حسبِ ذیل ہیں: حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے کا اعلان اللہ تعالیٰ یوں فرماتے ہیں:

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ وَلَكِنْ رَسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ(الاحزاب:٤٠)

''محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں لیکن اللہ کے رسول اور آخری نبی ہیں''

اس آیت میں واضح الفاظ میں یہ بات کی گئی ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول اور آخری نبی ہیں، جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اور کوئی نبی نہیں آئے گا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے جتنے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام آئے وہ کسی خاص قوم اور خاص خطے کے لیے آئے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پوری انسانیت کے لیے نبی بنا کر بھیجا گیا، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کے عام ہونے کا اعلان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً لِلنَّاسِ بَشِيرًا وَنَذِيرًا (سبا:۲۸)

''(اے حبیب!) ہم نے تمہیں پوری انسانیت کے لیے خوشخبری دینے والا اور خبردار کرنے والا (رسول) بنا کر بھیجا ہے''

اس کا مطلب صاف اور واضح ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پوری انسانیت کے لیے پیغمبر بنا کر بھیجے گئے ہیں، آپ کسی خاص قوم یا خاص خطے یا خاص وقت کے لیے نبی بنا کر نہیں بھیجے گئے بل کہ پوری انسانیت کے لیے اور قیامت تک کے لیے پیغمبر بنا کر بھیجے گئے ہیں۔

ایک اور آیت میں اسی بات کا اظہار ان الفاظ میں کیا گیا:

وَ اُوْحِيَ اِلَيَّ هٰذَا الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ وَ مَنْۢ بَلَغَ (الانعام: ۱۹)

''(آپ یہ اعلان فرمادیں کہ) وحی کے ذریعے اس قرآن کو میری طرف بھیجا گیا ہے تا کہ اسکے ذریعے میں تمہیں خبردار کروں اور جن جن تک یہ پہنچے (انہیں خبردار کروں)''

قرآن مجید آج دنیا کے چپے چپے تک پہنچ چکا ہے لہٰذا جہاں جہاں تک قرآن مجید پہنچ چکا ہے ان سب کیلئے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے پیغمبر ہیں اور یہ قرآن اللہ تعالیٰ کی حفاظت کے تحت قیامت تک رہے گا لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم رسالت ونبوت بھی قیامت تک رہے گی، چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ (الحجر:۹)

''بیشک ہم نے اس قرآن کو نازل کیا ہے اور بیشک ہم خود اس کی حفاظت کرنے والے ہیں''

اس کا مطلب اب قیامت تک قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا کلام محفوظ رہے گا اور لوگوں کے پاس موجود ہوگا اور آنحضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے آخری نبی رہیں گے، کوئی اور نبی آنے والا نہیں ہے پھر ہم دیکھتے ہیں کہ انبیاء علیہم السلام کے فرائض میں یہ بات بھی تھی کہ سابقہ انبیاء علیہم السلام

اور ان کی کتب و پیغامات کی تصدیق کریں اور بعد میں آنے والے نبی کی بشارت بھی دیں، جیسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیغمبر بن کر آتے ہیں تو اپنی قوم بنی اسرائیل کے سامنے واضح کرتے ہیں کہ میں تورات کی تصدیق کرتا ہوں اور بعد میں آنے والے پیغبر احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی آپ کو پیشگی بشارت دیتا ہوں، چنانچہ انکی بات کو اللہ تعالیٰ اس طرح نقل فرماتے ہیں:

وَ اِذْ قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآئِيْلَ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَ مُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْ بَعْدِي اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ (الصف:۹)

''اور اس وقت کو یاد کرو جب عیسیٰ بن مریم نے (اپنی قوم سے) فرمایا:اے بنی اسرائیل! میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں، اپنے سے پہلی کتاب تورات کی تصدیق کرنے والا ہوں اور اس عظیم رسول کی بشارت دینے والا ہوں جو میرے بعد تشریف لائیں گے،جن کا نام احمد ہے۔''

عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے آنے کے بعد صرف ایک ہی رسول کے آنے کی خبر دی اور اس کا نام بھی بتا دیا، اسکا مطلب اب صرف ایک ہی پیغمبر آنے والے ہیں، جن کا اسمِ گرامی احمد ہے اور کوئی نبی آنے والا نہیں لیکن نبی اکرم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جب تشریف لاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کی زبانِ اقدس سے آئندہ آنے والی پوری انسانیت کو یہ پیغام پہنچاتے ہیں: قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعَا الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ (الاعراف:۱۵۸) ''اے حبیب (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ فرما دیجیے کہ اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں جس کیلئے آسمانوں اور زمین کی بادشاہت ہے''

مطلب کہ اللہ کی اس کائنات میں جہاں جہاں انسانیت موجود ہوسکتی ہے، ان سب کے لیے آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کو پیغمبر بنا کر بھیجا گیا ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت عالمگیر اور دائمی ہے اور قیامت تک رہنے والی ہے۔ایک اور آیت میں اس بات کی وضاحت کی گئی کہ جس دین کی ابتدا حضرت آدم علیہ السلام سے کی گئی، اس کی تکمیل نبی اکرم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے کی گئی ہے، چنانچہ عہدِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے بڑے اجتماع حجۃ الوداع کے موقع پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

اَلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا (المائدہ:۳)

''آج میں نے تمہارا دین مکمل کر لیا اور تم پر اپنی نعمت تمام کر دی اور اسلام کو تمہارے لیے دین کے طور پر پسند کیا''

یہ آیت اس بات کی بشارت تھی کہ نبوت، جس کا مقصد دین کی عمارت کی تعمیر کرنا تھا، وہ عمارت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے سے مکمل ہوچکی، اب اس کے اندر کسی اینٹ لگانے کی کوئی گنجائش موجود نہیں ہے۔ کسی نبی کی آمد کا مقصد ایک خاص وقت کے لیے دیئے گئے احکام کو منسوخ کرنا یا تحریف شدہ دین کو درست اور اس کا احیا کرنا ہوتا ہے، جب آخری رسول حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے دین کی تکمیل ہوگئی تو اب کسی اور پیغمبر کی کوئی ضرورت نہیں رہی، اس لیے کہ دین کی عمارت مکمل ہوچکی تو تکمیل دین درحقیقت ختم نبوت کا اعلان ہے۔

ایک اور آیت میں اللہ تعالیٰ نے سابقہ الہامی کتب اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہونی والی کتاب کے بعد قیامت کا ذکر کیا ہے،جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی اور اس کی کتاب آخری کتاب ہے، اسکے بعد قیامت ہے، اسی اثناء میں کوئی اور نبی آنے والا نہیں اور نہ ہی کوئی اور کتاب نازل ہونے والی ہے: وَالَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَبِالْآخِرَةِ هُمْ يُوقِنُونَ (البقرہ:٤) ''اور (یہ کتاب ہدایت ہے ان لوگوں کیلئے) جو ایمان لاتے ہیں اس پر جو آپ پر نازل کیا گیا ہے اور اس پر جو آپ سے پہلے نازل کیا گیا اور وہ قیامت پر یقین رکھتے ہیں'' اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے کے بعد اب قیامت ہی آئے گی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم قیامت تک اللہ کے پیغمبر ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد قیامت تک کوئی پیغمبر آنے والا نہیں ہے۔

پھر ہمیں قرآن مجید سے ہی معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے آنے والے تمام انبیاء علیہم السلام سے ایک وعدہ لیا تھا کہ اگر آپ کے دور میں میرا ایک عظیم پیغمبر (حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم) آجائے جو تمہاری تعلیمات کی تصدیق کرے تو تم تمام کے تمام اس پر ایمان لے آنا اور اس کی نصرت کرنا اور تمام انبیاء علیہم السلام نے یہ وعدہ فرما لیا تھا، چنانچہ قرآن مجید میں اس عہد و میثاق کو اس طرح بیان کیا گیا ہے:

وَ اِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَاۤ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّ حِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَ لَتَنْصُرُنَّهٗ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَ اَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ

اِصۡرِیۡ قَالُوۡۤا اَقۡرَرۡنَا قَالَ فَاشۡهَدُوۡا وَ اَنَا مَعَكُمۡ مِّنَ الشّٰهِدِيۡنَ(آل عمران:۸۱)

''اور اس وقت کو یاد کرو جب اللہ نے پیغمبروں سے عہد لیا جو میں تم کو کتاب اور حکمت دوں پھر تشریف لائے تمہارے پاس وہ عظیم رسول جو تمہاری کتابوں کی تصدیق فرمائے تو تم ضرور بہ ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور بہ ضرور اس کی مدد کرنا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: بتاؤ کیا تم نے اقرار کیا اور اس پر میرا بھاری ذمہ لیا؟ سب نے عرض کی ہم نے اقرار کیا۔ فرمایا تو تم سب ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں۔''

لیکن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے کے بعد اللہ تعالیٰ اس امت سے اس قسم کا اقرار نہیں لیتے بلکہ اس امت کو یہ ہدایت دیتے ہیں کہ اب تمہیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کرنی ہے اور ان کے بعد اپنے اولی الامر یعنی حکمرانوں اور مجتہدینِ امت کی اطاعت کرنی ہے، چنانچہ ارشادِ باری ہے:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَطِيۡعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيۡعُوا الرَّسُوۡلَ وَ اُولِى الۡاَمۡرِ مِنۡكُمۡ فَاِنۡ تَنَازَعۡتُمۡ فِىۡ شَىۡءٍ فَرُدُّوۡهُ اِلَى اللّٰهِ وَ الرَّسُوۡلِ اِنۡ كُنۡتُمۡ تُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰهِ وَ الۡيَوۡمِ الۡاٰخِرِ ذٰلِكَ خَيۡرٌ وَّ اَحۡسَنُ تَاۡوِيۡلًا (النساء: ۵۹)

''اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور ان کی جو تم میں سے حکومت والے ہیں۔ پھر اگر کسی بات میں تمہارا اختلاف ہو جائے تو اگر اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہو تو اس بات کو اللہ اور رسول کی بارگاہ میں پیش کرو، یہ بہتر ہے اور اس کا انجام سب سے اچھا ہے۔''

مولانا عبداللہ معمار امرتسری اس آیتِ کریمہ کی تشریح میں لکھتے ہیں:

''جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے عقل وفہم کا کوئی حصہ دیا ہے وہ ذرا غور کریں کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی تشریعی یا غیر تشریعی، ظلی یا بروزی نبی پیدا ہونے والا تھا تو کیا ضروری نہ تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بجائے اولی الامر (حکمرانوں) کی اطاعت کے اس نبی کی اطاعت کا سبق دیا جاتا۔ یہ عجب تماشا ہے کہ قرآن مجید لوگوں کو اولی الامر کی اطاعت کی طرف بلاتا ہے اور بعد میں آنے والے نبی کی اطاعت کا ذکر تک نہیں کرتا لہٰذا ثابت ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

کے بعد کوئی ظلی، بروزی یا کسی اور قسم کا (تشریعی، غیر تشریعی) نبی ہرگز ہرگز اس امت میں پیدا نہیں ہوگا۔ (اگر کوئی کسی بھی قسم کے نبی ہونے کا دعویٰ کرے تو وہ جھوٹا ہوگا)'' (عبدالحسیب انصاری، تحریک ختم نبوت میں سید عطاء اللہ شاہ بخاری کا کردار، پی ایچ ڈی تھیسز، شعبہ اسلامک کلچر سندھ یونیورسٹی جامشورو، سال ۲۰۱۹، ص ۱۸)

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں کہیں بھی یہ حکم نہیں دیا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی اور پیغمبر کے آنے کا انتظار کرنا یا کسی اور پیغمبر کی اطاعت کرنا، بلکہ اولی الامر کی اطاعت کا حکم دے کر ختمِ نبوت پر مہر ثبت کردی۔

ختمِ نبوت کا اعلان احادیث مبارکہ کی روشنی میں

قرآن مجید کی روشن آیات سے واضح طور پر ثابت ہو چکا کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے آخری رسول و نبی ہیں اور آپ کے بعد ہمیشہ کے لئے نبوت ورسالت کا دروازہ بند ہو چکا تو اس کے بعد احادیث مبارکہ کی چنداں ضرورت نہیں تھی لیکن چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم قرآن مجید کے معلم، شارح اور مفسر تھے لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آخری نبی ہونے کا اعلان بڑے واضح اور صاف الفاظ میں فرمادیا تاکہ کسی بدنیت کے لیے یہ گنجائش باقی نہ رہے کہ وہ کسی بھی معنیٰ میں اپنے آپ کو نبی کہلائے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ختمِ نبوت کے سلسلے میں سینکڑوں احادیث وارد ہیں، جن میں سے چند حسب ذیل ہیں: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث میں اپنے آخری نبی ہونے کا اعلان اس طرح فرمایا:

> ''بنی اسرائیل کی قیادت انبیاء علیہم السلام کرتے تھے، جب کوئی نبی وفات پاجاتا تھا تو دوسرا نبی اس کا جانشین ہوجاتا تھا لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا بلکہ خلفاء آئیں گے'' (صحیح بخاری، ح ۳۴۵۵)

ایک روایت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

> میری اور مجھ سے پہلے انبیاء علیہم السلام کی مثال ایسی ہے جیسے کسی نے ایک عمارت بنائی اور بہت خوبصورت بناء مگر اُس کے ایک کونے میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی، لوگ اُس عمارت کے چاروں طرف پھرتے تھے اور حیرت کا اظہار کرتے تھے کہ اس جگہ پر ایک اینٹ کیوں نہیں لگائی گئی؟ تو وہ اینٹ میں ہوں (میرے آنے

سے نبوت کی عمارت مکمل ہوگئی) اور میں آخری نبی ہوں (جس کے بعد کوئی دوسرا نبی نہیں آئیگا)'' (صحیح بخاری:۳۵۳۴)

ایک اور روایت میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

وارسلت الی الخلق کافة وختم بی النبیون (صحیح مسلم :۱۱٦۷)

''مجھے ساری مخلوق کے لیے نبی بنا کر بھیجا گیا ہے اور مجھ پر ہی نبیوں کا سلسلہ ختم کیا گیا ہے''

یعنی نبوت کا سلسلہ جو حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہوا تھا وہ کم و بیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کرام علیہم السلام کی بعثت کے بعد آنحضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر پہنچ کر ختم ہو گیا، اب نبوت کا دروازہ ہمیشہ کے لیے بند ہو چکا۔

اسی بات کا اعلان آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح بھی فرمایا:

ان الرسالة والنبوة قد انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبی بعدی (ترمذی:۲۲۷۲)

''رسالت اور نبوت کا سلسلہ ختم ہو گیا لہٰذا میرے بعد نہ کوئی رسول ہے اور نہ کوئی نبی''

وانا العاقب الذی لیس بعده نبی (بخاری:۳۵۳۲)

''میں وہ آخر میں آنے والا ہوں جس کے بعد کوئی نبی نہیں''

وانا آخر الانبیاء وانتم آخر الامم (سنن ابن ماجه، ٤٠٧٧)

''میں آخری نبی ہوں اور تم آخری امت ہو''

نبوت کے جھوٹے دعویداروں سے خبردار کرتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

سیکون فی امتی کذابون ثلاثون کلهم یزعم انه نبی وانا خاتم النبین (سنن ابی داؤد:٤٢٥٢)

''میری امت میں ۳۰ ایسے جھوٹے ہوں گے جن میں سے ہر ایک اپنے نبی ہونے کا دعوی کرے گا حالانکہ میں آخری نبی ہوں''

ذکر کردہ آیاتِ کریمہ اور احادیثِ شریفہ سے واضح ہے کہ حضرت محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے آخری نبی ہیں اور یہ امت آخری امت ہے، اب کوئی بھی نیا نبی نہیں آئیگا، اگر کوئی ایسا دعوی کرے تو وہ جھوٹا، مکار، فریبی اور دجال ہوگا۔

نثار احمد خان فتحی نے ابھی تک ایسے بائیس جھوٹے مدعیانِ نبوت کے نام گنوائے ہیں جن کے فتنے کو عالمگیر شہرت ملی، ان میں اسود عنسی، مسیلمہ کذاب، طلیحہ اسدی، سجاح بنت حارث، بیان بن سمعان، ابو طیب متنبّی اور آخر میں مرزا غلام قادیانی شامل ہیں۔ (بائیس جھوٹے نبی، ملتان، عالمی مجلس ختمِ نبوت، ۱۹۷۷ء، ص۳)

حضرت محمّد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر سلسلۂ نبوت کو ختم کرنے کی عقلی وتاریخی وجوہات

حضرت محمّد کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر سلسلۂ نبوت کو ختم کرنے کی ایک وجہ یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے تمام انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام اپنی اپنی قوموں کی طرف نبی ہو کر آئے جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پوری انسانیت کے لیے عام اور قیامت تک آنے والے تمام انسانوں کے لیے ہے، اس لیے کسی اور نبی کی ضرورت نہیں۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ ایک کے بعد دوسرا نبی اس لیے بھیجا جاتا تھا کہ یا تو پہلی نبی کی تعلیمات مِٹ چکی ہوتی تھیں یا ان میں تحریفات (تبدیلیاں) واقع ہو چکی ہوتی تھیں، اس لیے دوسرا نبی بھیج کر الاہی تعلیمات کا احیا کیا جاتا تھا، جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کا مرکز قرآن مجید ہے جو اپنے اصلی الفاظ اور معانی سمیت محفوظ ہے اور قیامت تک محفوظ رہے گا ان شاء اللہ، اسی کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مطہرہ بھی محفوظ چلی آرہی ہے، لہٰذا کسی نئے نبی کی کوئی ضرورت نہیں جو آکر خدائی تعلیمات کا احیا کرے۔

تیسری وجہ یہ تھی کہ پہلے انبیاء علیہم السلام کی تعلیمات ان کے وقت کے حالات اور تقاضوں کے مطابق اور ایک خاص وقت کے لیے ہوتی تھیں لہٰذا زمانہ اور اس کے تقاضے بدلنے کے بعد فروعی احکام میں تبدیلیاں آنا ناگزیر تھا، لہٰذا کوئی نیا پیغمبر بھیج کر اسے اس وقت کے تقاضوں کے مطابق احکامات دیے جاتے تھے، جبکہ نبی اکرم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسی جامع، کامل اور ہمہ گیر کتاب اور شریعت دی گئی جو ہر دور کے تمام مسائل کا حل پیش کرتی ہے اور ایسے اصول، قواعد وضوابط بتاتی ہے کہ جن کو سامنے رکھ کر وقت کے مجتہدین اپنے مسائل کا حل نکال سکتے ہیں، لہٰذا کسی نئے نبی یا نئی شریعت کی قطعاً کوئی گنجائش نہیں ہے۔

ایک اور وجہ بھی نظر آتی ہے اگر اسے وجہ شمار کیا جائے تو، وہ یہ ہے کہ ایک نبی کی مدد کے

لیے اس کی زندگی میں دوسرے نبی کو بھیجا جاتا تھا جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زندگی میں اس کی مدد کے لیے حضرت ہارون علیہ السلام کو بھیجا گیا تھا لیکن یہ صورتحال نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلے میں نظر نہیں آتی، اس لیے کہ پہلے نبی کی مدد کے لیے دوسرے نبی کو اس کی زندگی میں بھیجا جاتا تھا۔ جبکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں کسی اور نبی کو نہیں بھیجا گیا تو بعد میں کیسے بھیجا جا سکتا ہے؟

عقیدہ ختمِ نبوت پر اجماعِ امت

تمام صحابہ وتابعین، فقہا و مجتہدین اور ساری امت کا اس بات پر اجماع و اتفاق ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہیں، ان کے بعد کوئی نبی کسی بھی معنیٰ ومفہوم میں نہیں آئے گا، تاریخی روایات گواہ ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کے بعد کچھ لوگوں نے نبوت کا دعویٰ کیا، ان سب دعویداروں اور ان کے ماننے والوں کے خلاف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے متفق ہوکر جہاد کیا، اس سلسلے میں مسیلمہ کذاب خاص طور پر قابلِ ذکر ہے، جسے حضرت ابوبکر صدیقؓ نے کافر اور ملت سے خارج قرار دیا اور اس کے اور اس کے ماننے والوں کے خلاف جنگ کی۔ اس لیے پوری امت میں آج تک اس بات پر اتفاق رہا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو بھی کسی بھی معنیٰ میں نبوت کا دعوی کرے گا وہ جھوٹا، مکار، فریبی اور دجال شمار ہوگا۔

ایسے جھوٹوں اور مکاروں کا راستہ روکنے کے لیے پاکستان کی قومی اسمبلی نے ۷/ستمبر۱۹۷۴ء کو بالاتفاق یہ بل اور قرارداد منظور کی کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے آخری نبی ورسول ہیں، اس کے بعد جو بھی نبوت کا دعوی کرے گا یا جو اسے کسی بھی طرح نبی مانے گا اسے مسلمان تصور نہیں کیا جائے گا بلکہ وہ غیر مسلم اقلیت شمار ہوگا۔

ہم اپنے وطنِ عزیز کے ان تمام اکابر علمائے کرام اور اراکین اسمبلی کو خراجِ تحسین پیش کرتے ہیں جنہوں نے عقیدہ ختمِ نبوت پر مہر ثبت کرکے جھوٹوں اور مکاروں کا راستہ روکا اور جو اراکینِ اسمبلی حضرات اس دنیا سے رخصت فرما گئے ان کے حق میں دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان مرحومین کی مغفرت فرمائے اور بلند درجات عطا فرمائے اور پہرہ داران عقیدہ ختم نبوت کی حفاظت فرمائے (آمین)

ارشاد عرشی ملک

نعت شریف

نبوت ختم ہے تجھ پر، رسالت ختم ہے تجھ پر ترا دیں ارفع و اعلیٰ، شریعت ختم ہے تجھ پر
ہے تری مرتبہ دانی میں پوشیدہ خدادانی تو مظہر ہے خدا کا، نور وحدت ختم ہے تجھ پر
ترے ہی دم سے بزمِ انبیاء کی رونق و زینت تو صدرِ انجمن، شانِ صدارت ختم ہے تجھ پر
تری خاطر ہوئے تخلیق یہ ارض و سماء سارے یہی وجہ ضرورت تھی ضرورت ختم ہے تجھ پر
خدا خود نعت لکھتا ہے تری قرآن کی صورت عجب ہے شانِ محبوبی، وجاہت ختم ہے تجھ پر
مزمل بھی، مدثر بھی ہے تو، یاسین و طٰہٰ بھی انوکھے نام ہیں تیرے، یہ ندرت ختم ہے تجھ پر
شریعت کے محل کا آخری پتھر ہے تو پیارے ادھورے کو کیا پورا یہ سنت ختم ہے تجھ پر
ترے ہی ہاتھ سے تکمیلِ دیں اللہ نے فرمائی ہوا اِتمام نعمت کا یہ نعمت ختم ہے تجھ پر
نہیں ہے باپ گرچہ تو کسی بھی مرد کا لیکن تو مہرِ انبیا شانِ رسالت ختم ہے تجھ پر
نہیں حاجت کسی دستور کی اب بعد قرآں کے یہی دستورِ کامل، کاملیت ختم ہے تجھ پر
کیا وہ کام تنہا جو نبی مل کر نہ کر پائیں فہم انمول تیرا، قابلیت ختم ہے تجھ پر
تو آ کر بعد میں بھی سب پہ بازی لے گیا پیارے یہ ہمت ختم ہے تجھ پر، یہ سبقت ختم ہے تجھ پر
خدا میں جذب ہو کر تو ابد تک ہو گیا زندہ فنا ہو کر بقا پائی، سعادت ختم ہے تجھ پر
تری ہی ذات میں آ کر ہوئی اکمل ہر اک خوبی مروت ہو، متانت ہو کہ الفت ختم ہے تجھ پر
خدا کے نام گر سو ہیں تو تیرے ایک کم سو ہیں صفاتِ ذاتِ باری سے شباہت ختم ہے تجھ پر
کہا جبرئیل نے اقرا کہا میں پڑھ نہیں سکتا کمالِ عاجزی کی یہ علامت ختم ہے تجھ پر

شبِ معراج تو نے بامِ عرفاں کو چھوا جا کر　　یہی حدِ فضیلت تھی، فضیلت ختم ہے تجھ پر
افلاک کو اِک جست میں طے کر گیا پیارے　　یہ شوکت یہ، سعادت، یہ امامت ختم ہے تجھ پر
جہاں جبرئیل کے جلتے تھے پَر تو اس جگہ پہنچا　　تو منزل ہے رہِ حق کی مسافت ختم ہے تجھ پر
خدا سے عشق ایسا تھا ملائک ہو گئے حیراں　　لگے سرگوشیاں کرنے محبت ختم ہے تجھ پر
ہزاروں سال میں جو راہِ الفت طے نہ ہوتی تھی　　دنوں میں طے کرادی وہ، قیادت ختم ہے تجھ پر
قیامت تک تیرے ہی فیض کا جاری ہے اب دریا　　تری بخشش نرالی ہے، سخاوت ختم ہے تجھ پر
ہے دستور العمل قرآن، سچا رہنما تو ہے　　یہی رازِ حقیقت ہے، حقیقت ختم ہے تجھ پر
ترے آوازہِ حق نے بپا محشر کیا جگ میں　　تری بعثت قیامت تھی، قیامت ختم ہے تجھ پر
کمالاتِ رسالت، حق نے تجھ پر وار کر سارے　　کہا پھر پیار سے پیارے، رسالت ختم ہے تجھ پر
صادق بھی امیں بھی تھا یہ دشمن تک پکار اٹھے　　صداقت ختم ہے تجھ پر، امانت ختم ہے تجھ پر
غفلت کے، جہالت کے حجابوں سے چھڑاتا ہے　　یہ علم و معرفت، فہم و فراست ختم ہے تجھ پر
عجب تھا حوصلہ ہر جاں کے دشمن کو اماں دے دی　　تو اعلیٰ ظرف تھا ترکِ شکایت ختم ہے تجھ پر
زمین و آسماں پر شور اک صل علی کا ہے　　تو طاہر تھا، مطہر تھا، طہارت ختم ہے تجھ پر
ترے در کی گدائی میں ہے پوشیدہ شہنشاہی　　تو شاہِ دو جہاں ہے بادشاہت ختم ہے تجھ پر
محبت وہ خدا سے کی کہ دشمن تک پکار اٹھے　　تو اپنے رب پہ عاشق ہے یہ جدت ختم ہے تجھ پر
تری ذات وصفات، افعال، سب لاریب، پاکیزہ　　تقدس خود پکار اٹھا کہ عفت ختم ہے تجھ پر
جو اربابِ تدبر ہیں وہ بے کھٹکے یہ کہتے ہیں　　ترا ہی ذکر اب جاری، حکایت ختم ہے تجھ پر
نہیں ہم جانتے، تو عشق کی کس راہ سے گزرا　　بس اتنا جانتے ہیں دردِ فرقت ختم ہے تجھ پر
سلگتا تھا ترا سینہ ابلتی دیگ کی مانند　　عجب تھی عشق کی حدت، یہ حدت ختم ہے تجھ پر

صاحبزادہ محمد عمر

فرقہ قادیانیت سے متعلق ''الحق'' کا ۵۹ سالہ ریکارڈ و اشاریہ

قادیانیت

............قادیانی اور عیسائی تبلیغی سرگرمیوں کا ایک جائزہ دسمبر۱۹۶۶/ ۴۰ - ۴۳

ابونصر واقعہ آدم و ابلیس کی پرویزی اور قادیانی تفسیر جنوری۱۹۶۷/ ۴۹ - ۵۳

سمیع الحق، مولانا قادیانیت ایک فتنہ [اداریہ] مارچ۱۹۶۷/ ۲ - ۴

جلال الدین ڈیروی علماءِ اُمت پر قادیانیوں کا افترا اور اس کا جواب اپریل۱۹۶۷/ ۵۸ - ۶۱

سمیع الحق، مولانا قادیانیوں کی حج میں شرکت [اداریہ] مئی۱۹۶۷/ ۵ - ۶

سمیع الحق، مولانا مرزائیوں کا حجاز میں داخلہ [اداریہ] اکتوبر۱۹۶۷/ ۴

ابوزہرہ مصری قادیانی اور قادیانیت [عالمِ عرب کے مشہور مصنف کی نظروں میں] جولائی۱۹۶۸/ ۴۲

مدراراللہ مدرار، مولانا چاند کی تسخیر اور مرزا غلام احمد قادیانی دسمبر۱۹۶۹/ ۴۶ - ۴۸

قادر بخش جنوبی بحرالکاہل (جزائر فیجی) کی مسلم اقلیت [مرزائیوں وغیرہ کی آماجگاہ] فروری۱۹۷۱/ ۳۷ - ۴۲

شمس الحق افغانیؒ، مولانا مسئلہ ختم نبوت پر ایک محققانہ نظر [مشاہیرِ اُمت پر مرزائیوں کے افترا کی حقیقت/ ۳ر اقساط]
مارچ۱۹۷۱/ ۲۱ - ۲۸، اپریل۱۹۷۱/ ۱۱ - ۱۷، جولائی۱۹۷۱/ ۱۵ - ۲۰

سمیع الحق، مولانا بنگلہ دیشی قادیانی [اداریہ] اکتوبر۱۹۷۱/ ۱۱

سمیع الحق، مولانا ایم، ایم احمد قادیانی کا عدالتی بیان اور مبینہ حملہ آور اسلم قریشی [اداریہ] نومبر۱۹۷۱/ ۴

شاہد تسنیم مرزا قادیانی اور قادیانیت [سامراج نوازی اور ملت فروشی کی جھلکیاں/ ۲ر اقساط]
نومبر۱۹۷۱/ ۳۴ - ۳۷، دسمبر۱۹۷۱/ ۴۳ - ۴۶

عزیز احمد حالیہ بحران اور مارِ آستین قادیانیت [مکتوب] جنوری۱۹۷۲/ ۵۱ - ۵۲

شاہد تسنیم موجودہ حالات اور قادیانیوں کی خطرناک سرگرمیاں مارچ۱۹۷۲/ ۲۶ - ۲۸

ظفر احمد عثمانیؒ، مولانا	پاکستان کی بربادی میں قادیانیت کا حصہ، ایک لمحہ فکریہ [مکتوب]	اپریل ۱۹۷۲/ ۱۷
شاہد تسنیم	قادیانی تبلیغ کی حقیقت [مبلغوں کے روپ میں استعمار کی حاشیہ نشینی]	مئی ۱۹۷۲/ ۵۸ - ۶۳
سمیع الحق، مولانا	مرزائیوں کی سرگرمیاں [اداریہ]	جون ۱۹۷۲/ ۳ - ۵
الاعتصام، ہفت روزہ	مسلمان کی تعریف اور مرزائی و پرویزی حضرات	جون ۱۹۷۲/ ۱۵
البلاغ، ماہنامہ	مسلمان کی تعریف اور مرزائی و پرویزی حضرات	جون ۱۹۷۲/ ۱۶ - ۱۷
اقبال کاشغری	قادیانیت [مکتوب]	جون ۱۹۷۲/ ۵۹
سمیع الحق، مولانا	قادیانیت ایک ناسور [اداریہ]	جولائی ۱۹۷۲/ ۲ - ۳
سمیع الحق، مولانا	جمعیت علمائے اسلام کی حکومت اور مرزائیت [اداریہ]	جولائی ۱۹۷۲/ ۴
....	ربوہ میں کیا ہو رہا ہے؟ [مظلوم اور بے بس انسانوں کی پکار]	اگست ۱۹۷۲/ ۲۷ - ۳۰
اقبال کاشغری	قادیانیت، علامہ اقبالؒ اور علامہ انور شاہ کشمیریؒ [مکتوب]	اگست ۱۹۷۲/ ۸۴ - ۸۶
اللہ وسایا، مولانا	اسرائیل اور مرزائیل [مکتوب]	اگست ۱۹۷۲/ ۸۶
سمیع الحق، مولانا	دوسرا ربوہ [اداریہ]	اکتوبر ۱۹۷۲/ ۳
اقبال کاشغری	مرزائیوں کی غیر ممالک میں ریشہ دوانیاں	اکتوبر ۱۹۷۲/ ۴۳ - ۴۷
شاہد تسنیم	خلیفہ ربوہ اور ختم نبوت	اکتوبر ۱۹۷۲/ ۴۸ - ۴۹
شاہد تسنیم	قادیانی تبلیغ اور پاکستانی سفارت خانے	نومبر ۱۹۷۲/ ۵ - ۸
اقبال کاشغری	فتنۂ مرزائیت اور علما کی ذمہ داری	نومبر ۱۹۷۲/ ۳۸ - ۳۹
نیاز محمد	ایبٹ آباد کے بعد پشاور میں ایک اور ربوہ [مکتوب]	نومبر ۱۹۷۲/ ۵۷
ادارہ	مرزائی مسجد میں 'دولتانہ' [مکتوب]	نومبر ۱۹۷۲/ ۶۰
زاہد شاہین	کشمیر میں قادیانی سازشیں [سر ظفر اللہ قادیانی کا ابتدائی دور]	جنوری ۱۹۷۳/ ۲۵ - ۳۴
اختر راہی	علامہ اقبالؒ اور قادیانیت	فروری ۱۹۷۳/ ۱۵ - ۲۲
ابو شاہد	ماہنامہ الفرقان ربوہ کے مکتوب نگار کے نام	فروری ۱۹۷۳/ ۵۳ - ۵۴
سلیم الحفی	دنیا کی مرزائی آبادی	مارچ ۱۹۷۳/ ۳۴ - ۳۵

سمیع الحق رعبدالحقؒ قادیانیت (غیرمسلم اقلیت) کے بارہ میں مسترد شدہ قرارداد [اداریہ] جون۱۹۷۳/۲۔۸
عبدالحقؒ،مولانا قادیانیت کے بارہ میں قراردادِ اسمبلی [اداریہ] جون۱۹۷۳/ ۹
ابوالحسن علی ندویؒ،سیّد قادیانیت — ایک مستقل مذہب جون۱۹۷۳/۱۲۔۱۶
کوثر نیازیؒ،مولانا قادیانیت — ملی استحکام پر کاری ضرب جون۱۹۷۳/ ۱۷۔۱۹
زاہدشاہین قادیانی مصلح موعوداورالہاماتِ مرزا جون۱۹۷۳/ ۲۰۔۲۴
عبداللہ قادیانیت کو اقلیت قرار دینا [مکتوب] جون۱۹۷۳/ ۶۰
غلام حیدر قادیانیت کو اقلیت قرار دینا [مکتوب] جون۱۹۷۳/ ۶۰
محمد الیاس برنی قادیانیت اور سیاسیات جولائی۱۹۷۳/ ۱۹۔۲۴
انورشاہ کشمیریؒ،مولانا قادیانیت کے بارے آخری وصیت اگست۱۹۷۳/۲۲۔۲۵
محمد زاہد مرزائیوں کی سیاسی اور جاسوسی سرگرمیاں [تاریخ احمدیت کے آئینے میں] اگست۱۹۷۳/ ۲۶۔۳۱
حبیب اللہ رشیدی انورشاہ کشمیریؒ اور قادیانیت اگست۱۹۷۳/ ۳۲۔۳۶
حبیب اللہ رشیدی علامہ اقبالؒ اور قادیانیت اگست۱۹۷۳/ ۳۶
حبیب اللہ رشیدی سردار عبدالقیوم اور قادیانیت اگست۱۹۷۳/ ۳۷
اختر راہی گھانا میں مسلمانوں کی حالتِ زار [عیسائیوں اور قادیانیوں کی سرگرمیاں] اگست۱۹۷۳/ ۴۱۔۴۵
انورشاہ کشمیریؒ،مولانا ختم رسل وختم سبل صبح ہدایت [نظم/ قادیانیت کے بارہ میں آخری وصیت] اکتوبر۱۹۷۳/ ۶۔۷
سمیع الحق،مولانا لاہوری مرزائی بھی کافر اور اسلام سے خارج ہیں [لندن مسجد کا فتویٰ] اکتوبر۱۹۷۳/ ۵۶۔۵۷
زاہدشاہین قیامِ اسرائیل سے حالیہ عرب اسرائیل جنگ تک قادیانیوں کا کردار نومبر۱۹۷۳/۲۳۔۲۷
سمیع الحق،مولانا فتنۂ مرزائیت [اداریہ] جنوری۱۹۷۴/ ۵۔۶
ابوالحسن علی ندویؒ،سیّد قادیانیت نے عالمِ اسلام کو کیا دیا؟ [ذہنی انتشار اور مذہبی کشمکش] جنوری۱۹۷۴/ ۲۱۔۴۶
حنیف اللہ صدیقی مرزا غلام احمد کے ایک شعر پر تضمین [نظم] جنوری۱۹۷۴/ ۲۷
حفیظ جالندھریؒ مکتوب بنام مدیر الحق بسلسلہ فتنۂ قادیانیت جنوری۱۹۷۴/ ۵۰۔۵۱
ایم-اے رحمانی فتنہ قادیانیت [مکتوب] جنوری۱۹۷۴/ ۵۷

شمشیر علی خان	فتنہ قادیانیت [مکتوب]	جنوری۱۹۷۴/ ۵۷
سلیم اختر	قادیانیت [مکتوب]	جنوری۱۹۷۴/ ۵۸
محمد عالم	قادیانیت [مکتوب]	جنوری۱۹۷۴/ ۵۸
قادر بخش	فتنہ قادیانیت اور ہمارے فرائض	فروری۱۹۷۴/ ۴۷-۴۹
زاہد شاہین	قادیانیوں کے خفیہ مالی ذرائع [سر ظفراللہ، ایم ایم اے کے کرتوت و دیگر]	اپریل۱۹۷۴/ ۱۵-۱۷
سمیع الحق، مولانا	قادیانیت اور عالمِ اسلام کا تازہ اجماع [قراردادِ مکۃ المکرّمہ/ اداریہ]	مئی۱۹۷۴/ ۲-۵
عبدالحقؒ، مولانا	مولانا شمس الدینؒ کی شہادت اور مرزائیت [خطاب]	مئی۱۹۷۴/ ۱۲-۱۳
مقصود احمد	فتنہ قادیانیت [مکتوب]	مئی۱۹۷۴/ ۳۸-۳۹
نوائے بلوچستان	ایڈیٹر نوائے بلوچستان کی گرفتاری اور قادیانیت [مکتوب]	مئی۱۹۷۴/ ۴۰
رحیم بخش دھواری	قادیانیت اور بہائیت [مکتوب]	مئی۱۹۷۴/ ۴۰
....	القادیانۃ بین یدی المؤتمر الاول للمنظمات الاسلامیۃ فی العالم [قراردادِ مکہ]	مئی۱۹۷۴/ ۵۷
المجتمع، کویت	الطائفۃ الاحمدیۃ الکافرۃ [اقتباس]	مئی۱۹۷۴/ ۵۸
سمیع الحق، مولانا	اراکین قومی اسمبلی سے گذارش [اشاعتِ خاص بسلسلہ ردِقادیانیت/ اداریہ]	جولائی۱۹۷۴/ ۳-۵
عبدالغفار پیرزادہ	قادیانیت اور قومی اسمبلی میں حکومت اور حزبِ اختلاف کی قراردادیں	جولائی۱۹۷۴/ ۶-۸
ادارہ	برصغیر کے مسلمانوں کی متفقہ آواز برردِقادیانیت [علامہ عثمانیؒ، علامہ اقبالؒ، مولانا ظفر علیؒ ودیگر ۳۳ علما]	جولائی۱۹۷۴/ ۱۰-۱۵
عبدالحقؒ، مولانا	مرزائیت - قومی اسمبلی کی ذمہ داری اور دائرہ کار [بشکریہ نوائے وقت]	جولائی۱۹۷۴/ ۲۰
عبداللہ الداری	مکہ کانفرنس کی قراردادِ قادیانیت اور مسلمانوں کا فریضہ	جولائی۱۹۷۴/ ۲۱-۲۲
سلیم الحق صدیقی	مرزائیوں کی لاہوری جماعت [قادیانیوں کا ہراول دستہ]	جولائی۱۹۷۴/ ۲۳-۲۶
احمد عبدالحلیم کانپوری	مرزا قادیانی کا دعویٰ نبوت	جولائی۱۹۷۴/ ۲۷-۳۱
خالد مسعود، عبدالرشید ربانی	برطانیہ کے مسلمانوں کی مشترکہ آواز [بسلسلہ ردِقادیانیت]	جولائی۱۹۷۴/ ۵۵-۵۶
عبدالحقؒ، مولانا	قادیانی مسئلہ [قومی اسمبلی میں خطاب]	جولائی۱۹۷۴/ ۵۸-۶۱

محمد محمود	القادیانیۃ حرکۃ استعماریۃ	جولائی۱۹۷۴/ ۱۷
سمیع الحق، مولانا	قومی اسمبلی کا تاریخی اور اسلامی فیصلہ [’قادیانی کافر ہیں‘/ اداریہ]	ستمبر۱۹۷۴/ ۶-۸
ادارہ	تاریخی فیصلہ [قادیانی غیر مسلم اقلیت] اور مرکزی مجلس عمل کی قرارداد	ستمبر۱۹۷۴/ ۱۳-۱۵
عبدالحقؒ، مولانا	قادیانی مسئلہ میں مسلمانوں کی فتح مبین [خطبہ جمعہ]	ستمبر۱۹۷۴/ ۱۶-۲۴
سیاح الدین کاکاخیل	قادیانیت [مکتوب]	ستمبر۱۹۷۴/ ۷۰
غلام نبی شاہ	قادیانیت [مکتوب]	ستمبر۱۹۷۴/ ۷۰
امداد حسین	قادیانیت [مکتوب]	ستمبر۱۹۷۴/ ۷۱
حسین احمد مجاہد	قادیانیت [مکتوب]	ستمبر۱۹۷۴/ ۷۱
حفیظ اللہ حسینی	قادیانیت [مکتوب]	ستمبر۱۹۷۴/ ۷۱
طاہر قریشی	قادیانیت [مکتوب]	ستمبر۱۹۷۴/ ۷۱
عبدالکریم، قاضی	قادیانیت [مکتوب]	ستمبر۱۹۷۴/ ۷۱
محمد اشرف (پشاور)	قادیانیت [مکتوب]	ستمبر۱۹۷۴/ ۷۱
محمد زاہد الحسینیؒ، قاضی	قادیانیت [مکتوب]	ستمبر۱۹۷۴/ ۷۱
محمد شفیق ہزاروی	قادیانیت [مکتوب]	ستمبر۱۹۷۴/ ۷۱
نور محمد غفاری	قادیانیت [مکتوب]	ستمبر۱۹۷۴/ ۷۱
نور محمد	قادیانیت [مکتوب]	ستمبر۱۹۷۴/ ۷۱
سمیع الحق، مولانا	اقلیتی فیصلہ (قادیانی) کے حوالے سے الحق کی خاص اشاعت [اداریہ]	اکتوبر۱۹۷۴/ ۳-۴
محمد صالح القزاز	قادیانیت [اقلیتی فیصلہ - سوالنامہ کا جواب]	اکتوبر۱۹۷۴/ ۹
محمودؒ، مولانا مفتی	قادیانیت [اقلیتی فیصلہ - سوالنامہ کا جواب]	اکتوبر۱۹۷۴/ ۱۰-۱۲
ظفر احمد عثمانیؒ، مولانا	قادیانیت [اقلیتی فیصلہ - سوالنامہ کا جواب]	اکتوبر۱۹۷۴/ ۱۳
حفیظ جالندھریؒ	قادیانیت [اقلیتی فیصلہ - سوالنامہ کا جواب]	اکتوبر۱۹۷۴/ ۱۴
ماہر القادریؒ	قادیانیت [اقلیتی فیصلہ - سوالنامہ کا جواب]	اکتوبر۱۹۷۴/ ۱۵

غلام غوث ہزارویؒ	قادیانیت [اقلیتی فیصلہ-سوالنامہ کا جواب]	اکتوبر۱۹۷۴/ ۱۶
اصغر خان	قادیانیت [اقلیتی فیصلہ-سوالنامہ کا جواب]	اکتوبر۱۹۷۴/ ۱۷
عبدالہادی دین پوری	قادیانیت [اقلیتی فیصلہ-سوالنامہ کا جواب]	اکتوبر۱۹۷۴/ ۱۷
محمد شفیعؒ، مفتی	قادیانیت [اقلیتی فیصلہ-سوالنامہ کا جواب]	اکتوبر۱۹۷۴/ ۱۸-۲۰
شمس الحق افغانیؒ، مولانا	قادیانیت [اقلیتی فیصلہ-سوالنامہ کا جواب]	اکتوبر۱۹۷۴/ ۲۰
عبدالقدوس ہاشمیؒ	قادیانیت [اقلیتی فیصلہ-سوالنامہ کا جواب]	اکتوبر۱۹۷۴/ ۲۱-۲۲
صغیر حسن معصومی	قادیانیت [اقلیتی فیصلہ-سوالنامہ کا جواب]	اکتوبر۱۹۷۴/ ۲۳
عزیز گلؒ	قادیانیت [اقلیتی فیصلہ-سوالنامہ کا جواب]	اکتوبر۱۹۷۴/ ۲۴
عبداللہؒ، ڈاکٹر سیّد	قادیانیت [اقلیتی فیصلہ-سوالنامہ کا جواب]	اکتوبر۱۹۷۴/ ۲۴-۲۷
ظفر احمد عثمانیؒ، مولانا	قادیانیت [اقلیتی فیصلہ-سوالنامہ کا جواب]	اکتوبر۱۹۷۴/ ۲۸
ابوالاعلیٰ مودودیؒ	قادیانیت [اقلیتی فیصلہ-سوالنامہ کا جواب]	اکتوبر۱۹۷۴/ ۲۸-۳۱
محمد اسحاق سندیلوی	قادیانیت [اقلیتی فیصلہ-سوالنامہ کا جواب]	اکتوبر۱۹۷۴/ ۳۱-۳۲
محمد اشرف، مولانا	قادیانیت [اقلیتی فیصلہ-سوالنامہ کا جواب]	اکتوبر۱۹۷۴/ ۳۳-۴۰
عبدالکریم، قاضی	قادیانیت [اقلیتی فیصلہ-سوالنامہ کا جواب]	اکتوبر۱۹۷۴/ ۴۰-۴۳
محمد شریف جالندھریؒ	قادیانیت [اقلیتی فیصلہ-سوالنامہ کا جواب]	اکتوبر۱۹۷۴/ ۴۳
امین احسن اصلاحی	قادیانیت [اقلیتی فیصلہ-سوالنامہ کا جواب]	اکتوبر۱۹۷۴/ ۴۴
زیڈ اے سلہری	قادیانیت [اقلیتی فیصلہ-سوالنامہ کا جواب]	اکتوبر۱۹۷۴/ ۴۵
شمشیر علی خان	قادیانیت [اقلیتی فیصلہ-سوالنامہ کا جواب]	اکتوبر۱۹۷۴/ ۴۶-۴۷
احمد عبدالحلیم کانپوری	قادیانیت [اقلیتی فیصلہ-سوالنامہ کا جواب]	اکتوبر۱۹۷۴/ ۴۸-۴۹
محمد طاسینؒ، علامہ	قادیانیت [اقلیتی فیصلہ-سوالنامہ کا جواب]	اکتوبر۱۹۷۴/ ۵۰
عبدالحلیم مردانی	قادیانیت [اقلیتی فیصلہ-سوالنامہ کا جواب]	اکتوبر۱۹۷۴/ ۵۰-۵۱
محمد فرید، مفتی	قادیانیت [اقلیتی فیصلہ-سوالنامہ کا جواب]	اکتوبر۱۹۷۴/ ۵۲

زعما جمعیۃ طلبا اسلام	قادیانیت [اقلیتی فیصلہ-سوالنامہ کا جواب]	اکتوبر۱۹۷۴/۵۲-۵۳
صابر علی شاہ	قادیانی مسئلہ	اکتوبر۱۹۷۴/۷۲
سمیع الحق، مولانا	قادیانی فیصلہ (قادیانی کافر ہیں) کے عملی تقاضے [اداریہ]	دسمبر۱۹۷۴/۲-۴
ابوالحسن علی ندویؒ، سیّد	فیصلہ 'قادیانی کافر ہیں' کے بارے سوالنامہ کے جوابات	دسمبر۱۹۷۴/۶
محمد اسعد [سندھ]	فیصلہ 'قادیانی کافر ہیں' کے بارے سوالنامہ کے جوابات	دسمبر۱۹۷۴/۷
محمد طاسینؒ، علامہ	فیصلہ 'قادیانی کافر ہیں' کے بارے سوالنامہ کے جوابات	دسمبر۱۹۷۴/۷-۸
منظور احمد چنیوٹی	فیصلہ 'قادیانی کافر ہیں' کے بارے سوالنامہ کے جوابات	دسمبر۱۹۷۴/۸-۹
عبدالحقؒ، مولانا	ربوہ میں قادیانیوں کے اجتماع کے بارے میں قومی اسمبلی میں تحریک التوا	دسمبر۱۹۷۴/۱۴
ادارہ	قادیانی مدیر تحریکِ جدید کا مکتوب [اُلٹا چور کوتوال کو ڈانٹے]	دسمبر۱۹۷۴/۵۹
رفیق ملک	قادیانیت [مکتوب]	دسمبر۱۹۷۴/۶۱
سلیم اختر	قادیانیت [مکتوب]	دسمبر۱۹۷۴/۶۱
شمشیر علی خان	قادیانیت [مکتوب]	دسمبر۱۹۷۴/۶۱
مجلس تحفظ ختم نبوت	قادیانیوں کی شرمناک جسارت [مکتوب]	دسمبر۱۹۷۴/۶۱
بخت زادہ	قادیانیت [مکتوب]	دسمبر۱۹۷۴/۶۲
پرورش شاہین	قادیانیت [مکتوب]	دسمبر۱۹۷۴/۶۲
تنگی بابا	قادیانیت [مکتوب]	دسمبر۱۹۷۴/۶۲
جمال الدین	قادیانیت [مکتوب]	دسمبر۱۹۷۴/۶۲
عبدالحمید خان	قادیانیت [مکتوب]	دسمبر۱۹۷۴/۶۲
غلام یاسین	قادیانیت [مکتوب]	دسمبر۱۹۷۴/۶۲
شاہد تبسم	قادیانیت [مکتوب]	دسمبر۱۹۷۴/۶۳
غلام یحییٰ	قادیانیت [مکتوب]	دسمبر۱۹۷۴/۶۳
محمد طیبؒ، قاری	اقلیتی فیصلہ (بر قادیانیت) اور اس کے تقاضے	جنوری۱۹۷۵/۲۶

....	اقلیتی فیصلہ (بر قادیانیت) اور اس کے تقاضے	جنوری۱۹۷۵/ ۲۷۔۲۹
منظور احمد نعمانیؒ، مولانا	اقلیتی فیصلہ (بر قادیانیت) اور اس کے تقاضے	جنوری۱۹۷۵/ ۳۰
عبدالماجد دریابادیؒ	اقلیتی فیصلہ (بر قادیانیت) اور اس کے تقاضے	جنوری۱۹۷۵/ ۳۰
از ہر شاہ قیصر	اقلیتی فیصلہ (بر قادیانیت) اور اس کے تقاضے	جنوری۱۹۷۵/ ۳۰
محمد یوسف بنوریؒ، مولانا	اقلیتی فیصلہ (بر قادیانیت) اور اس کے تقاضے	جنوری۱۹۷۵/ ۳۱
حمید اللہؒ، ڈاکٹر	اقلیتی فیصلہ (بر قادیانیت) اور اس کے تقاضے	جنوری۱۹۷۵/ ۳۲
عبید اللہ انورؒ مولانا	اقلیتی فیصلہ (بر قادیانیت) اور اس کے تقاضے	جنوری۱۹۷۵/ ۳۳
سمیع الحق، مولانا	مدارسِ عربیہ اور قادیانیوں کے عزائم [اداریہ]	مارچ۱۹۷۵/ ۶۔۷
منظور احمد نعمانیؒ، مولانا	قادیانی علم کلام، تکفیر اہلِ قبلہ اور نزولِ مسیح ◆	مارچ۱۹۷۵/ ۱۷۔۲۹
منظور احمد نعمانیؒ، مولانا	قادیانی فیصلہ اور بھارت [مکتوب]	مارچ۱۹۷۵/ ۵۶
از ہر شاہ قیصر	قادیانی فیصلہ اور بھارت [مکتوب]	مارچ۱۹۷۵/ ۵۷
سالم قاسمی، مولانا	قادیانی فیصلہ [مکتوب]	مارچ۱۹۷۵/ ۵۷
عبدالماجد دریابادیؒ	قادیانی فیصلہ' پر تامل ہے [مکتوب]	مارچ۱۹۷۵/ ۵۷
یوسف لدھیانویؒ، مولانا	کیا مرزا غلام احمد مسیح موعود ہے؟ [مسئلہ جہاد کی روشنی میں/۲/اقساط]	اپریل۱۹۷۵/ ۵۴۔۶۱، مئی۱۹۷۵/ ۴۱۔۴۷
عبدالصمد سربازی، قاضی	فسادِ اہلِ ربوہ و شہادت مولانا شمس الدین [نظم]	مئی۱۹۷۵/ ۴۸۔۴۹
سمیع الحق، مولانا	قادیانیوں کے بارے میں پاکستان اور ابوظہبی کا مبارک فیصلہ [اداریہ]	جولائی۱۹۷۵/ ۴
یوسف لدھیانویؒ، مولانا	مرزا غلام احمد قادیانی کے سات دن	جولائی۱۹۷۵/ ۴۱۔۵۰
سمیع الحق، مولانا	قادیانیت [اداریہ]	دسمبر۱۹۷۵/ ۲
ادارہ	قادیانی اور صہیونی اسرائیل	دسمبر۱۹۷۵/ ۱۱۔۱۲
سلیم الحق صدیقی	تقسیمِ ہند اور قادیانی	اپریل۱۹۷۶/ ۲۳۔۲۹
ادارہ	قادیانیت اور بہائیت کے وکیلوں سے	جون۱۹۷۶/ ۴۶۔۴۸
رستم علی، چودھری	ہفتہ اقلیت اور قادیانی مسئلہ	جولائی۱۹۷۶/ ۲۵۔۲۹

یوسف لدھیانویؒ، مولانا خلیفۂ ربوہ کی پیشین گوئیاں جولائی۱۹۷۶/ ۵۷
ابومدثرہ اسرائیل میں قادیانی مشن اگست۱۹۷۶/ ۲۱ ۔ ۴۰
رستم علی، چودھری لاہوری مرزائی اور نبوتِ مرزا نومبر۱۹۷۶/ ۱۸ ۔ ۲۲
رستم علی، چودھری حالیہ انتخابات اور قادیانی سازشیں فروری۱۹۷۷/۳ ۔ ۶
شمشیر علی خان برطانیہ میں نیا ربوہ [مکتوب] فروری۱۹۷۷/ ۵۷
ابومدثرہ تعطیل جمعہ اور قادیانی موقف دسمبر۱۹۷۷/ ۳۵ ۔ ۳۹
ابومدثرہ نیا قادیانی فریب [حکیم نذیر قادیانی کے نئے روپ] اپریل۱۹۷۸/ ۲۳ ۔ ۲۸
شفیق، مرزا قادیانی اُمت کی ارتدادی سرگرمیاں دسمبر۱۹۷۸/ ۲۹ ۔ ۳۰
عبدالرحمٰن یعقوب مرزائیوں کی ہرزہ سرائی [مکتوب] مئی۱۹۷۹/ ۳۹
رستم علی، چودھری موجودہ حالات اور قادیانیوں کے خفیہ منصوبے جون۱۹۷۹/ ۱۷ ۔ ۲۴
............مکہ مکرمہ کی ایک اور اجماعی قرارداد [مرزائی دائرہ اسلام سے خارج ہیں] اگست۱۹۷۹/ ۲۹ ۔ ۳۱
خلیل احمد، قاضی مرزائیت کا ایک روپ 'دیندار انجمن' اگست۱۹۷۹/ ۳۳ ۔ ۳۴
حبیب الرحمٰن لدھیانوی علمائے لدھیانہ اور فتنۂ قادیانیت [فتاویٰ قادریہ اور تکفیر مرزا] مئی۱۹۸۰/ ۴۵ ۔ ۴۹
ادریس ہوشیار پوری کافرگری قادیانیوں کا مشغلہ [مکتوب] جنوری۱۹۸۱/ ۵۸
محمد فہیم، دوبئ صدرِ پاکستان سے مرزائیوں کے بارہ میں کچھ گزارشات [مکتوب] اگست۱۹۸۱/ ۵۵
م-ب-باوچی نائیجیریا اور قادیانیوں کی یلغار [مکتوب] فروری۱۹۸۲/ ۴۵
سمیع الحق، مولانا قادیانی ترمیم [اداریہ] مارچ۱۹۸۲/۲ ۔ ۴
سمیع الحق، مولانا قادیانیوں کے متعلق نیا صدارتی آرڈیننس [اداریہ] اپریل۱۹۸۲/۲ ۔ ۵
سمیع الحق، مولانا قادیانیت [مجلس شوریٰ میں خطاب/ اداریہ] جون۱۹۸۲/ ۱۵
حسین احمد حقانی قادیانیت [مکتوب] جولائی۱۹۸۲/۷۲
محمد عرفان قادری قادیانیت [مکتوب] جولائی۱۹۸۲/۷۲
مہر حسین بخاری کتاب قادیان سے اسرائیل تک [مکتوب] اگست۱۹۸۲/ ۳۸

سمیع الحق، مولانا	قادیانیت اور ملائیشیا کا فیصلہ [اداریہ]	اکتوبر۱۹۸۲/ ۲۔۴
خسروی	اسپین میں قادیانیوں کی مسجدِ ضرار	نومبر۱۹۸۲/ ۲۵۔۲۷
منظور احمد چنیوٹی	مرزائیوں کے نئے امیر کی نئی فتنہ انگیزیاں [مکتوب]	دسمبر۱۹۸۲/ ۵۸
ابوالبیان، مولانا	ملّا احمد جیون اور تفسیراتِ احمدیہ	فروری۱۹۸۳/ ۴۱۔۴۵
سمیع الحق، مولانا	قادیانی شرانگیزیاں اور مولانا اسلم قریشی کی گمشدگی [اداریہ]	مئی۱۹۸۳/ ۲۔۴
عبدالحق مفتاح	۱۹۵۷ء کا جہاد اور قادیانی مصنف [مکتوب]	جون۱۹۸۳/ ۵۷
....	یہ قادیانی تاریخ نویس [مکتوب]	جون۱۹۸۳/ ۵۷
....	فوجی چھاؤنی اور قادیانی [مکتوب]	ستمبر۱۹۸۳/ ۵۸
عبدالقیوم حقانی، مولانا	کتاب قادیان سے اسرائیل تک دوسرا ایڈیشن	اکتوبر۱۹۸۳/ ۵۴
سمیع الحق، مولانا	عرب امارات میں قادیانیت پر پابندی [اداریہ]	جنوری۱۹۸۴/ ۳
سمیع الحق، مولانا	مسلمانوں کی فتح مبین — قادیانیت اور صدارتی آرڈیننس [اداریہ]	اپریل۱۹۸۴/ ۲۔۶
سمیع الحق، مولانا	قادیانیت اور صدارتی آرڈیننس [تبصرہ ومتن]	اپریل۱۹۸۴/ ۷۔۸
امیر افضل خان	قادیان سے اسرائیل تک سازشیں ہی سازشیں [افواجِ پاکستان کے خلاف/۲ اقساط]	مئی۱۹۸۴/ ۷۔۱۲، جون۱۹۸۴/ ۹۔۱۶
سمیع الحق، مولانا	قادیانیت اور کتاب ملتِ اسلامیہ کا موقف [اداریہ]	جون۱۹۸۴/ ۲۔۴
....	ربوہ کی خفیہ ڈائری	جون۱۹۸۴/ ۱۷۔۲۱
شبیر احمد چیمہ	قادیانیت اور صدارتی آرڈیننس کے چند تشنہ پہلو [مکتوب]	جون۱۹۸۴/ ۵۸
محمد فہیم	قادیانیت اور صدارتی آرڈیننس کے چند تشنہ پہلو [مکتوب]	جون۱۹۸۴/ ۵۸
ارشد جاوید	مرزا غلام احمد 'نبی' یا نفسیاتی مریض	جولائی۱۹۸۴/ ۱۵۔۲۷
ضیاء الدین لاہوری	سرسیّد، مرزا قادیانی اور انگریزی حکومت	ستمبر۱۹۸۴/ ۱۳۔۲۳
خلیل الرحمٰن قادری	مرزا قادیانی نفسیاتی مریض نہیں انگریزوں کا آلہ کار [مکتوب]	اکتوبر۱۹۸۴/ ۵۹
خلیل الرحمٰن قادری	قادیانیوں کی خدمت میں حرفِ ناصحانہ	نومبر۱۹۸۴/ ۳۹۔۴۰

محمد زاہد الحسینیؒ، قاضی	سر سیّد اور قادیانیت نوازی [مکتوب]	نومبر۱۹۸۴/ ۵۰
سمیع الحق، مولانا	مولانا محمد شریف جالندھریؒ اور ردِ قادیانیت [اداریہ]	جنوری۱۹۸۵/ ۳
خلیل الرحمٰن قادری	نزولِ سیّدنا عیسیٰ بن مریمؑ اور مرزا قادیانی کی جھوٹی نبوت	اپریل۱۹۸۵/ ۶۱ - ۶۴
صلاح الدین ناصر	قادیان سے اسرائیل اور اب s.o.s ویلیج ؟ [مکتوب]	مئی۱۹۸۵/ ۵۳
سمیع الحق، مولانا	سر ظفر اللہ قادیانی کی وفات اور مرزائیت [اداریہ]	اگست۱۹۸۵/ ۳ - ۴
رستم علی، چودھری	سر ظفر اللہ قادیانی برطانوی دور کی شخصی یادگار	ستمبر۱۹۸۵/ ۲۱ - ۲۶
سمیع الحق، مولانا	جنوبی افریقا کی یہودی عدالت کا فیصلہ بسلسلہ قادیانیت [اداریہ]	دسمبر۱۹۸۵/ ۲ - ۴
غلام محمد	سر ظفر اللہ قادیانی اور قائداعظم [مکتوب]	فروری۱۹۸۶/ ۵۱ - ۵۲
....	کس نے کیا کہا ؟ [ظفر اللہ قادیانی ہے' قادیانی پرچے کی خبر]	جولائی۱۹۸۶/ ۴۹
سمیع الحق، مولانا	سینٹ میں مرزائی لندن کانفرنس کا تعاقب [بشکریہ ہفت روزہ چٹان]	اگست۱۹۸۶/ ۳۹، ۴۳
ابوعمار قریشی	ولی خان [کی حمایت] اور قادیانیت	اگست۱۹۸۶/ ۵۴ - ۵۶
سیف اللہ	مرزائیوں کی دھمکی اور مولانا سمیع الحق کو مکتوب	جنوری۱۹۸۷/ ۵۴ - ۵۵
عبدالقیوم حقانی، مولانا	پارلیمنٹ میں فتنۂ قادیانیت کا تعاقب [مکتوب]	فروری۱۹۸۷/ ۵۵ - ۵۶
خلیل الرحمٰن قادری	مرزائیوں کی عبادت گاہ کا صحیح نام [مکتوب]	اگست۱۹۸۷/ ۶۱ - ۶۲
سمیع الحق، مولانا	غیر اسلامی قوانین اور قادیانیت کا تحفظ [سینٹ میں خطاب/ اداریہ]	نومبر۱۹۸۷/ ۴
عبدالباسط	قادیانیت، خطرہ، جائزہ اور تجاویز	فروری۱۹۸۸/ ۳۳ - ۴۴
عبداللہ' واشنگٹن	امریکی کانگریس میں فتنۂ مرزائیت کا تعاقب [مکتوب]	جولائی۱۹۸۸/ ۵۵ - ۵۹
زاہد الراشدی، مولانا	مرزا طاہر احمد کے نام کھلا خط	اگست۱۹۸۸/ ۲۷ - ۳۲
رستم علی، چودھری	مرزا طاہر احمد کا چیلنج مباہلہ	اگست۱۹۸۸/ ۳۵ - ۳۸
امیر افضل خان	بہت بڑا طوفان [قادیانیت/مکتوب]	جنوری۱۹۸۹/ ۵۰
شبیر احمد نفیسی	قادیانیت کے نئے حربے [مکتوب]	فروری۱۹۸۹/ ۴۸
عبدالقیوم حقانی، مولانا	قادیانیوں کا صد سالہ جشن تشکر	مارچ۱۹۸۹/ ۲۵ - ۲۸
عتیق الرحمٰن سنبھلی	مرزا طاہر کا مباہلہ سستی شہرت کا ایک حربہ تھا	مئی۱۹۸۹/ ۴۹ - ۵۱
محمد اقبال رنگونی	سو سالہ جھگڑے کا آسان فیصلہ [فتنۂ مرزائیت]	جولائی۱۹۸۹/ ۵۵ - ۵۸

رستم علی، چودھری فتنۂ قادیانیت کا خاتمہ کیوں اور کس طرح ممکن ہے؟ اکتوبر۱۹۸۹/ ۲۵ ۔ ۳۰
طالب ہاشمیؒ فتنۂ قادیانیت اور مولانا عبدالماجد دریابادیؒ [تعاقب در تعاقب/۴ اقساط]
نومبر۱۹۸۹/ ۴۹۔۵۶، اپریل۱۹۹۰/ ۳۱۔۳۴، مئی۱۹۹۰/ ۴۱۔۴۸، اگست۱۹۹۰/ ۴۳
ظفر حجازی فتنۂ قادیانیت اور مولانا دریابادیؒ [مکتوب] فروری۱۹۹۰/ ۵۴
محمد شریف سنی فتنۂ قادیانیت اور مولانا دریابادیؒ [مکتوب] فروری۱۹۹۰/ ۵۵
محمد اسلم راناؒ فتنۂ قادیانیت اور مولانا دریابادیؒ [مکتوب] فروری۱۹۹۰/ ۵۶
مدرار اللہ مدرار، مولانا فتنۂ قادیانیت اور مولانا عبدالماجد دریابادیؒ [طالب ہاشمیؒ کا تعاقب/ قسط ۲، ۳، ۴]
فروری۱۹۹۰/ ۳۳۔۴۴، اپریل۱۹۹۰/ ۲۵۔۳۰، مارچ۱۹۹۰/ ۴۵۔۵۶
منظور الحق، قاضی فتنۂ قادیانیت اور مولانا دریابادیؒ [مکتوب] فروری۱۹۹۰/ ۵۵
سیف اللہ حقانی، مفتی مسلمانوں کے قبرستان میں قادیانی تدفین جائز نہیں؟ مارچ۱۹۹۰/ ۴۳ ۔ ۴۴
انور محمد فاروقی مغربی افریقا میں قادیانیت کا تعاقب [مکتوب] اپریل۱۹۹۰/ ۵۳
سعدالدین فتنۂ قادیانیت اور مولانا عبدالماجد دریابادیؒ اپریل۱۹۹۰/ ۵۵
علی ارشد فتنۂ قادیانیت اور مولانا عبدالماجد دریابادی جولائی۱۹۹۰/ ۳۳ ۔ ۳۵
احسان الحق قریشی فتنۂ قادیانیت اور مولانا دریابادیؒ جولائی۱۹۹۰/ ۵۶ ۔ ۵۷
عبدالمالک شاہ فتنۂ قادیانیت اور مولانا دریابادیؒ جولائی۱۹۹۰/ ۵۸
گل شیر حقانی فتنۂ قادیانیت اور مولانا دریابادیؒ جولائی۱۹۹۰/ ۵۸
بشیر احمد مصری قادیان سے واپسی [قادیانیت سے اسلام کی طرف/ خودنوشت] ستمبر۱۹۹۰/ ۲۹ ۔ ۳۶
لطف الرحمٰن فاروقی بنگلہ دیش میں قادیانی سرگرمیوں کا جائزہ اکتوبر۱۹۹۰/ ۴۵ ۔ ۵۰
سلیم مرزا ڈنمارک میں قادیانی سرگرمیاں دسمبر۱۹۹۰/ ۵۵
.... بنگلہ دیش میں قادیانیت کا تعاقب دسمبر۱۹۹۰/ ۵۵
منظور احمد نعمانیؒ، مولانا مردم شماری اور قادیانی [مکتوب] اپریل۱۹۸۱/ ۵۶
ابومدثرہ قادیانیوں کی حالیہ سیاسی سازشیں فروری۱۹۹۲/ ۲۱ ۔ ۲۸
.... نظامتِ تعلیم پنجاب میں قادیانی یلغار [مکتوب] فروری۱۹۹۲/ ۵۵
رستم علی، چودھری خاندانی غدار — مرزا غلام قادیانی دسمبر۱۹۹۲/ ۱۴ ۔ ۲۰
عبدالحقؒ، مولانا مرزا ناصر قادیانی پر جرح [قومی اسمبلی میں تقریر] مارچ۱۹۹۳/ ۵۸۲ ۔ ۵۸۴
عبدالحقؒ، مولانا قادیانی غیر مسلم اقلیت ہیں [قومی اسمبلی میں تقریر] مارچ۱۹۹۳/ ۵۸۵

محمد ہارون مجتبیٰ	مولانا عبدالحقؒ اور فتنۂ قادیانیت	مارچ۱۹۹۳/ ۷۳۷۔۷۴۳
زاہد ملک	ڈاکٹر عبدالسلام کا شرمناک کردار [مکتوب]	اگست۱۹۹۳/ ۴۹
محمد اقبال رنگونی	مرزا طاہر کے الفضل انٹرنیشنل کا اجرا	اگست۱۹۹۳/ ۴۱۔۴۲
محمد حنیف ندیم	قادیانی عوام سے انصاف کے نام پر اپیل [مکتوب]	جنوری۱۹۹۴/ ۶۷۔۶۸
عبدالقیوم حقانی، مولانا	ان (قادیانیوں) بدبختوں کو سنگسار کیجیے ! [اداریہ]	اپریل۱۹۹۴/۲
....	احمدیہ تحریک برطانوی، یہودی روابط	جولائی۱۹۹۴/۴۳
تنویر احمد شریفی	مالک رام قادیانی تھے یا صحیح العقیدہ سنی مسلمان	مارچ۱۹۹۵/ ۴۱۔۴۵
ادارہ	قادیانیت [اداریہ]	اکتوبر۱۹۹۵/۴
راشد الحق سمیع، حافظ	سفرِ علم و آگہی [ماہنامہ الحق اور ردِّ قادیانیت]	نومبر۱۹۹۵/۱۲۔۱۸
عبدالرشید، پنڈی	قادیانیت کے خلاف جہاد کرنے والے اکابرین پر کتاب کے لیے مواد درکار ہے [مکتوب]	مئی۱۹۹۶/ ۵۸
سلیم احمد	قادیانی اور برصغیر کے مسلمانوں کی جدوجہدِ آزادی	جون۱۹۹۶/۱۴۔۲۱
محمد ابراہیم فانی، حافظ	پاکستان کی بنیادی خارجہ پالیسی میں ظفراللہ خان قادیانی کا شرمناک کردار	اگست۱۹۹۷/ ۱۳۱۔۱۴۱
راشد الحق سمیع، حافظ	ربوہ کے نام کی تبدیلی ایک مستحسن اقدام [اداریہ]	جنوری۱۹۹۹/ ۸
راشد الحق سمیع، حافظ	آنجہانی مرزا طاہر کی موت [اداریہ]	مئی۲۰۰۳/۴
انوار الحق، مولانا	قصرِ ختمِ نبوت کی آخری اینٹ (رّدِ قادیانیت) [خطبہ جمعہ/ مرتب: سلمان الحق انوار/ ۴ اقساط]	
	اپریل۲۰۱۰/ ۲۸ ۔۳۴، جون۲۰۱۰/ ۹ ۔۱۵، جولائی۲۰۱۰/ ۶ ۔۱۲، اگست۲۰۱۰/ ۸ ۔۱۴	
محمد یعقوب	قادیانیت ...... حقائق و تجزیہ	مارچ۲۰۱۱/۴۲۔۴۷
محمد متین خالد	۷/ستمبر۱۹۷۴ء...... پارلیمنٹ میں قادیانیوں کو شکست	اگست۲۰۱۱/۴۴۔۴۹
محمد نوید شاہین	منصور اعجاز، اسلام اور پاکستان دشمن شخص	جنوری۲۰۱۲/ ۵۳۔۵۶
محمد یعقوب، قاضی	جرمنی حکومت کی قادیانیوں پر دو تازہ نوازشات [مکتوب]	اکتوبر۲۰۱۳/ ۶۰
ادارہ (مبصر)	قادیانی تحریک از قاری گل	دسمبر۱۹۶۹/ ۶۱
سمیع الحق، مولانا (مبصر)	فتویٰ تکفیر قادیان از سعید الرحمٰن انوری	اپریل۱۹۷۱/ ۶۴
سمیع الحق، مولانا (مبصر)	عبرتناک موت (قادیانیت) از 'بیت التوحید'، کراچی	مئی۱۹۷۱/ ۶۰
سمیع الحق، مولانا (مبصر)	مرزائی دائرہ اسلام سے خارج ہیں از محمد اکبر	مئی۱۹۷۱/ ۶۰
سمیع الحق، مولانا (مبصر)	مسخروں کی محفل یا کادیانی انبیا از ادارہ بیت التوحید، کراچی	مئی۱۹۷۱/ ۶۰

اختر راہی (مبصر)	دعاوی مرزا از محمد ادریس کاندھلوی	اکتوبر۱۹۷۳/۶۴
سمیع الحق،مولانا (مبصر)	قادیانیت اور عدالتی فیصلہ از محمد نسیم	جنوری۱۹۷۴/۶۱
سمیع الحق،مولانا (مبصر)	اقبال اور قادیانی از نسیم آسی	جولائی۱۹۷۵/۶۶
ادارہ (مبصر)	قادیانیوں سے ستر سوالات از مرتضٰی حسن چاند پوری	اپریل۱۹۷۶/۶۸
سمیع الحق،مولانا (مبصر)	مجموعہ رسائل (قادیانیت) از مرتضٰی حسن چاند پوری	جولائی۱۹۷۸/۵۷
ادارہ (مبصر)	هداية الممترى عن غواية المفترى (ردِقادیانیت) از عبدالغنی خان	فروری۱۹۷۹/۵۹
عبدالقیوم حقانی (مبصر)	اکفار الملحدین (قادیانیت) از محمد انور شاہ کشمیریؒ	ستمبر۱۹۸۴/۶۷
عبدالقیوم حقانی (مبصر)	احمدیہ موومنٹ (برٹش جیوش کنکشنز) از میاں بشیر احمد	اکتوبر۱۹۹۴/۶۳
محمد ابراہیم فانی (مبصر)	فکرِ اقبال اور تحریکِ احمدیہ از شیخ عبدالماجد	مئی۱۹۹۷/۶۳-۶۴
محمد ابراہیم فانی (مبصر)	دجالِ قادیانیت از طاہر عبدالرزاق	جولائی۲۰۰۰/۶۳
محمد ابراہیم فانی (مبصر)	قادیانیت کش از طاہر عبدالرزاق	جولائی۲۰۰۰/۶۳
محمد ابراہیم فانی (مبصر)	غداروں کی نشاندہی از طاہر عبدالرزاق	فروری۲۰۰۱/۶۰
محمد ابراہیم فانی (مبصر)	خاتم الانبیاءؐ (مع ردِّ قادیانیت) از عبدالودود قریشی	فروری۲۰۰۲/۶۴
محمد ابراہیم فانی (مبصر)	فتنۂ قادیانیت کو پہچانیے از طاہر عبدالرزاق	اپریل۲۰۰۲/۶۳
راشد الحق،مولانا	ردِقادیانیت میں جامعہ دارالعلوم حقانیہ کا کردار [اداریہ]	ستمبر۲۰۲۴/۳-۶
اسامہ سمیع،مولانا	مولانا سمیع الحق شہیدؒ کا ''دارالعلوم حقانیہ اور ردِقادیانیت'' پر پیش لفظ	ستمبر۲۰۲۴/۷-۹
محمد احمد،صاحبزادہ	مولانا سمیع الحق شہیدؒ کا ''قادیان سے اسرائیل تک'' پر پیش لفظ	ستمبر۲۰۲۴/۱۰-۱۱
عبدالحق،مولانا	قادیانیوں کے خلاف پہلی پارلیمانی قرارداد (۱۹۷۳ء)	ستمبر۲۰۲۴/۱۲-۱۶
ادارہ	قادیانی غیر مسلم اقلیت ہیں،قومی اسمبلی کا فیصلہ (مشترکہ قرارداد۱۹۷۴)	ستمبر۲۰۲۴/۱۷-۱۸
سمیع الحق،مولانا	تاریخی فیصلے پر مولانا سمیع الحقؒ کا نذرانہ عقیدت	ستمبر۲۰۲۴/۱۹-۲۱
عبدالحق،مولانا	قومی اسمبلی میں قادیانیت کے خلاف مسلمانوں کی فتح مبین	ستمبر۲۰۲۴/۲۲-۲۶
سمیع الحق،مولانا	ردِقادیانیت کے سلسلے میں مولانا عبدالحقؒ کا کردار	ستمبر۲۰۲۴/۲۷-۳۴
زاہد الراشدی،مولانا	مرزا طاہر احمد کا مولانا سمیع الحق کو دعوت مباہلہ	ستمبر۲۰۲۴/۳۵-۴۱
اسرار مدنی،مولانا	قادیانیت کے متعلق مفتی تقی عثمانی مدظلہ کے مکاتیب سے اقتباسات	ستمبر۲۰۲۴/۴۲-۴۴

عبدالقیوم،مولانا	اکابرین ختم نبوتؐ کا مولانا سمیع الحقؒ کو تحسین وتبریک	ستمبر۲۰۲۴/۴۵۔۴۸
انعام الرحمٰن،مولانا	قومی اسمبلی کا تاریخی فیصلہ: سفارشات اور آئین میں ترمیم کا بل	ستمبر۲۰۲۴/۴۹۔۵۲
حبیب اللہ،مولانا	قومی اسمبلی کا تاریخی فیصلہ: سفارشات اور آئین میں ترمیم کا بل	ستمبر۲۰۲۴/۵۳۔۵۷
محمد اسلام،مولانا	''قادیانیت اور ملت اسلامیہ کا موقف'' پر مولانا سمیع الحقؒ کا پیش لفظ	ستمبر۲۰۲۴/۵۸۔۶۳
راشدالحق،مولانا	ماہنامہ ''الحق'' اور ردِقادیانیت	ستمبر۲۰۲۴/۶۴۔۶۸
سیدعطاءاللہ شاہ،مولانا	اسلام کی پوری عمارت عقیدۂ ختم نبوت پر قائم ہے	ستمبر۲۰۲۴/۶۹۔۷۱
شمس الحق افغانی،مولانا	مسئلہ ختم نبوتؐ	ستمبر۲۰۲۴/۷۲۔۷۳
انوار الحق،مولانا	عظمت ختم نبوتؐ اور قادیانیوں کی اسلام دشمنیاں	ستمبر۲۰۲۴/۷۴۔۷۵
حامدالحق،مولانا	تحفظ ختم نبوتؐ کا عظیم تاریخی یادگار دن	ستمبر۲۰۲۴/۷۶
عرفان الحق،مولانا	قادیانی دجل اور ہمارے اکابرین کی جدوجہد کی تاریخ	ستمبر۲۰۲۴/۷۷۔۸۰
شوکت علی،مولانا	۵۳ء کی تحریک ختم نبوتؐ سے متعلق مولانا عبدالحقؒ کا تقریری اقتباس	ستمبر۲۰۲۴/۸۱۔۸۳
قاضی فضل اللہ،مولانا	ختم نبوتؐ اور قادیانیت: یہ مسئلہ آخر ہے کیا؟	ستمبر۲۰۲۴/۸۴۔۸۸
عبدالرؤف فاروقی،مولانا	پارلیمنٹ میں شہید ناموس رسالتؐ کا کردار	ستمبر۲۰۲۴/۸۹۔۹۳
زاہدالراشدی،مولانا	تحریک ختم نبوتؐ کے حوالے سے تین سوالات کا جائزہ	ستمبر۲۰۲۴/۹۴۔۹۹
اللہ وسایا،مولانا	عقیدہ ختم نبوتؐ، اسلام کی اساس	ستمبر۲۰۲۴/۱۰۰۔۱۰۱
محمد شفیع چترالی،مولانا	ہمیں بھی یاد کرلینا چمن میں جب بہار آئے	ستمبر۲۰۲۴/۱۰۲
قاضی محمد سلیم،مولانا	۷ رستمبر ملت اسلامیہ کے دشمن کا خاتمہ	ستمبر۲۰۲۴/۱۰۳۔۱۰۴
جناب بابر حنیف	قادیانی مسئلہ کے حل کے بعد مدیر ''الحق'' کا سوالنامہ	ستمبر۲۰۲۴/۱۰۵۔۱۱۴
حبیب اللہ،مولانا	سینگال وگیمبیا کی مذہبی جماعتوں کا قادیانیت کیخلاف فتوی	ستمبر۲۰۲۴/۱۱۵۔۱۱۷
محمد زاہد،حافظ	قادیانیت کے خلاف اٹھنے والی تحریک ختم نبوت	ستمبر۲۰۲۴/۱۱۸۔۱۲۷
بشیر احمد رند،ڈاکٹر	عقیدہ ختم نبوتؐ عقیدہ رسالت کی تکمیل	ستمبر۲۰۲۴/۱۲۸۔۱۳۶
ارشاد ملک	نعت رسول مقبولؐ	ستمبر۲۰۲۴/۱۳۷۔۱۳۸
صاحبزادہ محمد عمر	فرقہ قادیانیت سے متعلق ''الحق'' کا ۵۹ سالہ ریکارڈ واشاریہ	ستمبر۲۰۲۴/۱۳۹۔۱۵۳
شاہد حنیف	اشاریہ ماہنامہ الحق جلد ۵۹ [۲۴-۲۰۲۳ء]	ستمبر۲۰۲۴/۱۵۴۔۱۶۰

محمد شاہد حنیف
(ایم اے لائبریری سائنس)

اشاریہ ماہنامہ الحق جلد ۵۹ [۲۴-۲۰۲۳ء]

اس اشاریے میں تمام مضامین کو موضوعاتی تقسیم کے بعد تبصرۂ کتب کو بھی متعلقہ موضوع کے تحت مقالات کے بعد لکیر لگا کر درج کیا گیا ہے تاکہ ایک موضوع پر ایک ہی جگہ سے مضامین وکتب سے آگاہی ہوسکے۔

نقشِ آغاز [تصویرِ وطن و دیگر]

اراشدالحق سمیع، حافظ	متوقع قومی انتخابات [اداریہ]	جنوری ۲۰۲۴/۲ تا ۳
راشدالحق سمیع، حافظ	مذہبی سفارتکاری [اداریہ]	دسمبر ۲۰۲۳/۲

نقشِ آغاز [عالمِ اسلام]

راشدالحق سمیع، حافظ	افغان مہاجرین کی جبری وطن واپسی [اداریہ]	اکتوبر ۲۰۲۳/۶
راشدالحق سمیع، حافظ	غزہ میں اسرائیل کے ہاتھوں، انسانیت موت کے دوازے پر [اداریہ]	اکتوبر ۲۰۲۳/۴ تا ۵
راشدالحق سمیع، حافظ	غزہ میں فلسطینیوں کا قتل عام جاری [اداریہ]	جنوری ۲۰۲۴/۴

نقشِ آغاز [شخصیات، وفیات]

راشدالحق سمیع، حافظ	مولانا سید محمد شاہد سہارنپوریؒ کا سانحہ ارتحال [اداریہ]	اکتوبر ۲۰۲۳/ ۷ تا ۸
راشدالحق سمیع، حافظ	حیات خدمات مولانا سمیع الحق شہیدؒ کانفرنس [اداریہ]	اکتوبر ۲۰۲۳/۲ تا ۳
راشدالحق سمیع، حافظ	ڈاکٹر مولانا محمود الحسن عارف صاحب کی جدائی [اداریہ]	جنوری ۲۰۲۴/ ۵ تا ۶
راشدالحق سمیع، حافظ	مشفق ومہربان استاد مولانا قاری محمد عبداللہؒ کی جدائی [اداریہ]	جنوری ۲۰۲۴/۲ تا ۱۲
راشدالحق سمیع، حافظ	مولانا عبدالمعبود کی وفات [اداریہ]	دسمبر ۲۰۲۳/۴ تا ۵
راشدالحق سمیع، حافظ	نامور علمی وسیاسی شخصیت اکرام اللہ شاہد صاحبؒ کی وفات [اداریہ]	جولائی ۲۰۲۴/ ۵
راشدالحق سمیع، حافظ	’’مولانا سمیع الحق شہیدؒ: حیات وخدمات‘‘ از مولانا حقانی پر قلبی تاثرات...... [اداریہ]	جون ۲۰۲۴/۲ تا ۴

نقشِ آغاز [دارالعلوم حقانیہ]

راشدالحق سمیع، حافظ	جمعیۃ التضامن الاسلامی افریقہ کے ساتھ جامعہ حقانیہ کا تعلیمی معاہدہ [اداریہ]	جولائی ۲۰۲۴/۴
راشدالحق سمیع، حافظ	دارالعلوم حقانیہ میں جدید لائبریری کے قیام کا خواب شرمندہ تعبیر [اداریہ]	مئی ۲۰۲۴/۲ تا ۳
راشدالحق سمیع، حافظ	’’نہضۃ العلماء‘‘ انڈونیشیا کے چیئرمین اور انڈونیشین سفیر کی دارالعلوم آمد [اداریہ]	جولائی ۲۰۲۴/۲ تا ۳

قرآنیات وعلومِ حدیث

خرم شہزاد، حافظ	ملفوظاتِ امام لاہوریؒ: ’’تفسیر لاہوری‘‘ کی روشنی میں [قسط ۵ تا ۷] اکتوبر ۲۰۲۳/ ۲۹ تا ۳۴، مارچ ۲۰۲۴/۱۲ تا ۱۷	جنوری ۲۰۲۴/ ۱۷ تا ۲۱،
شجاع الدین شیخ	’’تفسیر لاہوری‘‘ ایک مستند تفسیری مجموعہ	جنوری ۲۰۲۴/ ۲۸ تا ۲۹

عبدالحق ثانی،صاحبزادہ	ہندوستان میں ''تفسیر لاہوری'' کی اشاعت	مارچ۲۰۲۴/ ۵۹
محمد اسلام حقانی(مبصر)	تفسیر مظہری از ثناء اللہ پانی پتی	اپریل۲۰۲۴/ ۶۳
'' ''	زادالرشید فی فوائد التفسیر از زبیر احمد صدیقی	مارچ۲۰۲۴/ ۶۴
'' ''	گلدستہ تفاسیر از عبدالقیوم مہاجر مدنی	اپریل۲۰۲۴/ ۶۳ تا ۶۴
'' ''	خیر الصالحین اردو شرح ریاض الصالحین از محمد اسحاق ملتانی	اپریل۲۰۲۴/ ۶۴

سیرت النبیؐ وصحابہ کرامؓ

انوارالحق،مولانا	عظیم سپہ سالار حضرت عمر فاروقؓ کا مقام ومرتبہ	جون۲۰۲۴/ ۵ تا ۱۱
محمد اسلام حقانی(مبصر)	ذکر المرسلینؐ اردو ترجمہ قصص النبیین از یوسف ماما کفلیتوی قاسمی	جولائی۲۰۲۴/ ۱۷
'' ''	سیرت رحمۃ للعالمینؐ از خلیل الرحمٰن راشدی	مارچ۲۰۲۴/ ۶۳
'' ''	نقوشِ مصطفیؐ از زبیر احمد صدیقی	مارچ۲۰۲۴/ ۶۴

ردفرق باطلہ

راشدالحق،مولانا	رِدِقادیانیت میں جامعہ دارالعلوم حقانیہ کا کردار [اداریہ]	ستمبر۲۰۲۴/ ۳۔۶

تعلیم وتعلم

انوارالحق،مولانا	حصولِ علم کی ضرورت، آداب اور اصول	اپریل۲۰۲۴/ ۸ تا ۱۰
انوارالحق،مولانا	فضلائے کرام کی ذمہ داریاں وفرائض منصبی	جنوری۲۰۲۴/ ۷ تا ۱۳
رشید یوسف زئی	میکالے اور مشرقی ادب: چند نکات	جولائی۲۰۲۴/ ۶۵ تا ۶۷
عبداللہ فردوس	اساتذہ کرام کے املائی نوٹ تیار کرنا: ایک جائزہ	جون۲۰۲۴/ ۵۲ تا ۵۷
ادارہ(مبصر)	علم اور اہل علم: فضائل، ذمہ داریاں از محمد طاہر بشیر [مترجم: شفیق الرحمٰن علوی]	جون۲۰۲۴/ ۶۳ تا ۶۴
محمد اسلام حقانی(مبصر)	خیر القرون کی درسگاہیں اور انکا طریقہ تعلیم وتربیت از نورالحق علوی	جنوری۲۰۲۴/ ۶۲

دعوت وتربیت

محمد اورنگ زیب اعوان	زندگی ہے موت کا ساماں تیرے جانے کے بعد	جنوری۲۰۲۴/ ۵۵ تا ۵۶
محمد علم اللہ	ڈیجیٹل دور میں روحانی سکون واطمینان کی راہ	جنوری۲۰۲۴/ ۳۰ تا ۳۳
محمد اسلام حقانی(مبصر)	تبلیغی واصلاحی خطبات از پروفیسر حافظ عبدالشکور	مارچ۲۰۲۴/ ۶۲
'' ''	دروس المساجد از خلیل الرحمٰن راشدی	مارچ۲۰۲۴/ ۶۳
'' ''	ملفوظات ندوی از ضیاء الحق عبدالواحد	جنوری۲۰۲۴/ ۶۳ تا ۶۴
'' ''	۳۶۵ سبق از محمد اسحاق ملتانی	اپریل۲۰۲۴/ ۶۴

سوانح وتذکرے،سفرنامے

ادارہ(مبصر)	علم اور اہل علم: فضائل، ذمہ داریاں از محمد طاہر بشیر [مترجم: شفیق الرحمٰن علوی]	جون۲۰۲۴/ ۶۳ تا ۶۴
اکبر شاہ بخاری	مکاتیب مولانا عبدالحقؒ بنام مولانا اکبر شاہ بخاری	دسمبر۲۰۲۳/ ۱۹ تا ۲۲

انعام الرحمٰن شانگلوی	درویش خدا مست: مولانا قاری محمد عبداللہ صاحبؒ	جنوری۲۰۲۴/۵۳تا۵۴
ثاقب اقبال	علم وعمل، اخلاص وللّٰہیت کے پیکر	جنوری۲۰۲۴/ ۵۸
حبیب اللہ حقانی، سیّد	حضرت مولانا امین الحق کستوئیؒ	مئی۲۰۲۴/ ۱۹تا۲۴
” ”	شہید اسلام مولانا سمیع الحقؒ: حیات وخدمات کانفرنس	اکتوبر۲۰۲۳/ ۱۶تا۲۸
” ”	مولانا قاری عبداللہ صاحب کی جدائی	جنوری۲۰۲۴/۵۲
راشد الحق سمیع، حافظ	چند علمی ادبی یادگار شخصیات سے ملاقاتیں وتعلیمی اداروں کا دورہ	مارچ۲۰۲۴/ ۱۸تا۲۵
راشد الحق سمیع، حافظ	سفر انڈونیشیا[اداریہ]	دسمبر۲۰۲۳/۲
راشد الحق سمیع، حافظ	سفرنامہ انڈونیشیا[۲/اقساط]	جون۲۰۲۴/۱۲تا۲۲، جولائی۲۰۲۴/۲۱تا۲۰
عبدالحکیم اکبری، مولانا	اکابرین وعلمائے دیوبند کے عقیدت مند	جنوری۲۰۲۴/۳۴
عبدالستار آزاد، ڈاکٹر	نامور ادیب اسرار طورو کے ساتھ ایک ملاقات	اکتوبر۲۰۲۳/۶۴تا۱۷
عبدالقیوم حقانی، مولانا	پیکرِ خلوص ووفائیت: مجسمۂ علم وعمل، مرقعِ قلم وکتاب	جنوری۲۰۲۴/ ۲۱تا۳۲
عبدالقیوم حقانی، مولانا	مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی فیاضانہ شان اور خوردنوازی	اپریل۲۰۲۴/ ۱۱تا۱۳
عرفان الحق حقانی	مولانا قاری عبداللہ حقانی بنویؒ کا فراق	جنوری۲۰۲۴/ ۳۵تا۳۶
عطاء اللہ شاہ، مولانا	حضرت والد ماجدؒ: ایک جامع الصفات ہستی	جنوری۲۰۲۴/ ۳۸تا۴۹
فضل اللہ، مولانا قاضی	قریبی دوست ورفیق وعالم دین کی جدائی	جنوری۲۰۲۴/۳۳
قبلہ ایاز، ڈاکٹر	مولانا قاری محمد عبداللہ مرحوم	مارچ۲۰۲۴/ ۲۶
محمد ادریس، مولانا	سفر جاپان[مرتب: اسامہ سمیع حقانی/ ۶/اقساط]	اکتوبر۲۰۲۳/ ۳۵تا۴۵،
	دسمبر۲۰۲۳/ ۲۶تا۳۰، جنوری۲۰۲۴/۲۲تا۲۷، مارچ۲۰۲۴/ ۳۷تا۴۲، اپریل۲۰۲۴/۱۴تا۱۸، مئی۲۰۲۴/۱۴تا۱۸	
محمد اسرار مدنی	قاری عبداللہ صاحب بھی چل بسے	جنوری۲۰۲۴/ ۳۷
محمد اسعد مدنی، مولانا	اکابر کے علوم ومعارف کے ترجمان: مولانا قاری محمد عبداللہؒ	مارچ۲۰۲۴/ ۵۱تا۵۳
محمد اسلام حقانی	عالم عرب کے نامور محقق، مجاہد شیخ عبدالمجید الزندانیؒ کی جدائی	اپریل۲۰۲۴/۲تا۷
محمد اسلام حقانی	علم دوست وکتاب شناس شخصیت	جنوری۲۰۲۴/ ۵۰تا۵۱
محمد عیسیٰ منصوری	حضرت شیخ الہندؒ اور عصر حاضر کے چیلنجز	دسمبر۲۰۲۳/۱۴تا۱۸
محمد یاسر عبداللہ، مولانا	مولانا قاری محمد عبداللہ صاحب کی رحلت	جنوری۲۰۲۴/ ۵۷
محمد رحیم حقانی، مولانا	عظیم علمی، ادبی اور سیاسی شخصیت (مولانا قاری محمد عبداللہؒ)	اپریل۲۰۲۴/ ۵۰تا۵۴

ادارہ (مبصر)	علم اور اہل علم: فضائل، ذمہ داریاں از محمد طاہر بشیر [مترجم: شفیق الرحمٰن علوی]	جون۲۰۲۴/ ۶۳تا۶۴
اکبر شاہ بخاری	مکاتیب مولانا عبدالحقؒ بنام مولانا اکبر شاہ بخاری	دسمبر۲۰۲۳/ ۱۹تا۲۲
ادارہ (مبصر)	حضرت مولانا شہیدؒ کے ”مکتوبات مشاہیر“ میں اکرام اللہ شاہدؒ کے متعلق تاثرات	جولائی۲۰۲۴/ ۱۵
محمد اسلام حقانی (مبصر)	آباء کے دیس میں از زبیر احمد صدیقی	مارچ۲۰۲۴/۶۴
” ”	اسلاف پر اعتماد از محمد اسحاق ملتانی	مئی۲۰۲۴/۶۳
” ”	تذکرہ جمیل از محمد طیب اللہ	جنوری۲۰۲۴/ ۶۳تا۶۴

،، ،،	صاحب سوات از محمد اسماعیل گیلانی	جنوری۲۰۲۴/۶۳
،، ،،	فکر یونس از محمد اکرم ندوی	جنوری۲۰۲۴/۶۳
محمد اسلام حقانی(مبصر)	مکتوبات مفکر اسلام مولانا سید ابوالحسن علی ندوی از حمزہ حسنی ندوی	اکتوبر۲۰۲۳/ ۷۷

عبادات ومعاشرت اور سائنس

انوار الحق، مولانا	قربانی کا فلسفہ اور فضائل	مئی۲۰۲۴/۴ تا۱۳
انوار الحق، مولانا	ماہِ رمضان المبارک کی فضیلت	مارچ۲۰۲۴/۴ تا۱۱
ذاکر حسن نعمانی، مفتی	مسنون دعاؤں کی حکمت	جون۲۰۲۴/ ۲۹ تا۳۷
مبشر حسین رحمانی	سائنسی تحقیق، عصری علوم اور دینی مدارس	جولائی۲۰۲۴/ ۴۱ تا۵۵
مبشر حسین رحمانی	علمائے کرام اور سائنسدانوں کی ذمہ داریاں اور کام کا دائرہ کار	جنوری۲۰۲۴/ ۳۴ تا۴۱
محمد احمد بن راشد الحق	رمضان المبارک: چند گزارشات	مارچ۲۰۲۴/ ۵۴ تا۵۸
انیس الرحمٰن ندوی	اسلام میں عورتوں کے حقوق کی سائنسی بنیادیں	اپریل۲۰۲۴/ ۱۹ تا۲۶
محمد اسلام حقانی(مبصر)	والد کا پیغام اولاد کے نام از محمد اسحاق ملتانی	مئی۲۰۲۴/۶۳

فقہ واجتہاد

انوار الحق، مولانا	بدعاتِ محرم کا جائزہ	جولائی۲۰۲۴/ ۷ تا۱۴
،، ،،	شعبان المعظم، فضائل واحکام	جنوری۲۰۲۴/۱۳ تا۲۰
انور شاہ، مفتی سیّد	اچھے اور برے ناموں کے اثرات کی شرعی حیثیت	مارچ۲۰۲۴/۴۳ تا۵۰
ذاکر حسن نعمانی، مفتی	تصویری فتنے	اپریل۲۰۲۴/ ۲۷ تا۳۶
،، ،،	فقہی وشرعی اصطلاحات کی ضرورت اور اہمیت	اکتوبر۲۰۲۳/۵۴ تا۶۳
عبید الرحمٰن، مفتی	عقائد میں تقلید کا حکم	اپریل۲۰۲۴/ ۵۵ تا۵۹
،، ،،	گھریلو کمیٹیوں کی شرعی حیثیت: ایک فقہی تجزیہ	جنوری۲۰۲۴/۴۲ تا۵۴
عثمان احمد، ڈاکٹر	اصطلاحات کا مسئلہ: ایک تنقیدی مطالعہ	جون۲۰۲۴/ ۴۸ تا۵۱
ادارہ(مبصر)	فتاویٰ مجلس فقہی (جامعہ عثمانیہ پشاور) [مرتبین: مفتی محمد یحییٰ، مفتی سراج الحسن]	جون۲۰۲۴/ ۶۱ تا۶۲
ادارہ(مبصر)	مجھے درود شریف پڑھنا پسند ہے از مفتی عبداللہ فردوس	جون۲۰۲۴/۶۳
محمد اسلام حقانی(مبصر)	احکام المعذ ورین (معذور اور مریض کے احکام) از عبدالمجید کوٹھیاوی	اکتوبر۲۰۲۳/۸۰
،، ،،	برصغیر میں فقہ حنفی کا ارتقا از انوار علی باجا	مئی۲۰۲۴/۶۴
،، ،،	تصوف اور اہل تصوف سلف وخلف کی نظر میں از محمد موسیٰ بھٹو	اکتوبر۲۰۲۳/۷۹
،، ،،	توضیح البیوع از فیض محمد فیض	جنوری۲۰۲۴/۶۴
،، ،،	حیات طیبہ من اجتناب السیۃ از عبدالجبار مجاہد	جنوری۲۰۲۴/۶۴
،، ،،	رویت ہلال کے مسائل، ایک تحقیق از عبدالوہاب چاچڑ	اکتوبر۲۰۲۳/۷۸
،، ،،	شفاء المریض از خلیل الرحمٰن راشدی	مارچ۲۰۲۴/۶۳
،، ،،	ماتحتوں کے حقوق از ذاکر حسن نعمانی، مفتی	دسمبر۲۰۲۳/۶۲ تا۶۳

” ”	مرغوب المسائل از مرغوب احمد لاجپوری	جولائی۲۰۲۴/ ۷۱تا۷۲
” ”	منحۃ الباری فی شرح السراجی از ابومحمد صفوان	دسمبر۲۰۲۳/ ۶۴

ردفرق باطلہ

راشد الحق،مولانا	رِدقادیانیت میں جامعہ دارالعلوم حقانیہ کا کردار [اداریہ]	ستمبر۲۰۲۴/ ۳۔۶
اسامہ سمیع،مولانا	مولانا سمیع الحق شہیدؒ کا ’’دارالعلوم حقانیہ اور ردِقادیانیت‘‘ پر پیش لفظ	ستمبر۲۰۲۴/ ۷۔۹
محمد احمد،صاحبزادہ	مولانا سمیع الحق شہیدؒ کا ’’قادیان سے اسرائیل تک‘‘ پر پیش لفظ	ستمبر۲۰۲۴/ ۱۰۔۱۱
عبدالحق،مولانا	قادیانیوں کے خلاف پہلی پارلیمانی قرارداد (۱۹۷۳ء)	ستمبر۲۰۲۴/ ۱۲۔۱۶
ادارہ	قادیانی غیرمسلم اقلیت ہیں،قومی اسمبلی کا فیصلہ (مشترکہ قرارداد۱۹۷۴)	ستمبر۲۰۲۴/ ۱۷۔۱۸
سمیع الحق،مولانا	تاریخی فیصلے پر مولانا سمیع الحقؒ کا نذرانہ عقیدت	ستمبر۲۰۲۴/ ۱۹۔۲۱
عبدالحق،مولانا	قومی اسمبلی میں قادیانیت کے خلاف مسلمانوں کی فتح مبین	ستمبر۲۰۲۴/ ۲۲۔۲۶
سمیع الحق،مولانا	ردِقادیانیت کے سلسلے میں مولانا عبدالحقؒ کا کردار	ستمبر۲۰۲۴/ ۲۷۔۳۴
زاہدالراشدی،مولانا	مرزا طاہر احمد کا مولانا سمیع الحق کو دعوت مباہلہ	ستمبر۲۰۲۴/ ۳۵۔۴۱
اسرار مدنی،مولانا	قادیانیت کے متعلق مفتی تقی عثمانی مدظلہ کے مکاتیب سے اقتباسات	ستمبر۲۰۲۴/ ۴۲۔۴۴
عبدالقیوم،مولانا	اکابرین ختم نبوتؐ کا مولانا سمیع الحقؒ کو تحسین وتبریک	ستمبر۲۰۲۴/ ۴۵۔۴۸
انعام الرحمٰن،مولانا	قومی اسمبلی کا تاریخی فیصلہ: سفارشات اور آئین میں ترمیم کا بل	ستمبر۲۰۲۴/ ۴۹۔۵۲
حبیب اللہ،مولانا	قومی اسمبلی کا تاریخی فیصلہ: سفارشات اور آئین میں ترمیم کا بل	ستمبر۲۰۲۴/ ۵۳۔۵۷
محمد اسلام،مولانا	’’قادیانیت اور ملت اسلامیہ کا موقف‘‘ پر مولانا سمیع الحقؒ کا پیش لفظ پس منظر	ستمبر۲۰۲۴/ ۵۸۔۶۳
راشد الحق،مولانا	ماہنامہ ’’الحق‘‘ اور ردِقادیانیت	ستمبر۲۰۲۴/ ۶۴۔۶۸
سید عطاء اللہ شاہ،مولانا	اسلام کی پوری عمارت عقیدۂ ختم نبوت پر قائم ہے	ستمبر۲۰۲۴/ ۶۹۔۷۱
شمس الحق افغانی،مولانا	مسئلہ ختم نبوتؐ	ستمبر۲۰۲۴/ ۷۲۔۷۳
انوار الحق،مولانا	عظمت ختم نبوتؐ اور قادیانیوں کی اسلام دشمنیاں	ستمبر۲۰۲۴/ ۷۴۔۷۵
حامد الحق،مولانا	تحفظ ختم نبوتؐ کا عظیم تاریخی یادگار دن	ستمبر۲۰۲۴/ ۷۶
عرفان الحق،مولانا	قادیانی دجل اور ہمارے اکابرین کی جدوجہد کی تاریخ	ستمبر۲۰۲۴/ ۷۷۔۸۰
شوکت علی،مولانا	۵۳ء کی تحریک ختم نبوتؐ سے متعلق مولانا عبدالحقؒ کا تقریری اقتباس	ستمبر۲۰۲۴/ ۸۱۔۸۳
قاضی فضل اللہ،مولانا	ختم نبوتؐ اور قادیانیت: یہ مسئلہ آخر ہے کیا؟	ستمبر۲۰۲۴/ ۸۴۔۸۸
عبدالرؤف فاروقی،مولانا	پارلیمنٹ میں شہید ناموس رسالتؐ کا کردار	ستمبر۲۰۲۴/ ۸۹۔۹۳
زاہدالراشدی،مولانا	تحریک ختم نبوتؐ کے حوالے سے تین سوالات کا جائزہ	ستمبر۲۰۲۴/ ۹۴۔۹۹
اللہ وسایا،مولانا	عقیدہ ختم نبوتؐ، اسلام کی اساس	ستمبر۲۰۲۴/ ۱۰۰۔۱۰۱
محمد شفیع چترالی،مولانا	ہمیں بھی یاد کرلینا چمن میں جب بہار آئے	ستمبر۲۰۲۴/ ۱۰۲
قاضی محمد سلیم،مولانا	۷رستمبر ملت اسلامیہ کے دشمن کا خاتمہ	ستمبر۲۰۲۴/ ۱۰۳۔۱۰۴
بابر حنیف	قادیانی مسئلہ کے حل کے بعد مدیر ’’الحق‘‘ کا سوالنامہ	ستمبر۲۰۲۴/ ۱۰۵۔۱۱۴
حبیب اللہ،مولانا	سینگال وگیمبیا کی بڑی مذہبی جماعتوں کا قادیانیت کیخلاف فتویٰ	ستمبر۲۰۲۴/ ۱۱۵۔۱۱۷

محمد زاہد، حافظ	قادیانیت کے خلاف اٹھنے والی تحریک ختم نبوت	ستمبر۲۰۲۴/ ۱۱۸۔۱۲۷
بشیر احمد رند، ڈاکٹر	عقیدہ ختم نبوت عقیدہ رسالت کی تکمیل	ستمبر۲۰۲۴/ ۱۲۸۔۱۳۶
ارشاد ملک	نعت رسول مقبولؐ	ستمبر۲۰۲۴/ ۱۳۷۔۱۳۸
صاحبزادہ محمد عمر	فرقہ قادیانیت سے متعلق ''الحق'' کا ۵۹ سالہ ریکارڈ و اشاریہ	ستمبر۲۰۲۴/ ۱۳۹۔۱۵۳
شاہد حنیف	اشاریہ ماہنامہ الحق جلد ۵۹ [۲۴-۲۰۲۳ء]	ستمبر۲۰۲۴/ ۱۵۴۔۱۶۰

معاشیات

ایم ابراہیم خان	صنعتی انقلاب کے نتیجے میں ماحول کی تباہی	جولائی۲۰۲۴/ ۳۶ تا ۴۰
شاہ نواز فاروقی	سرمایہ داری کا ابلاغی طوفان اور ڈوبتی انسانیت	دسمبر۲۰۲۳/ ۴۵ تا ۵۱
'' ''	ایسٹ انڈیا کمپنی سے آئی ایم ایف تک	جولائی۲۰۲۴/ ۵۶ تا ۶۲
عبیدالرحمٰن، مفتی	اسرائیل کیساتھ معاشی اور اقتصادی بائیکاٹ	دسمبر۲۰۲۳/ ۳۱ تا ۳۷
مبشر حسین رحمانی	اسلامک کرپٹوکرنسی [۲/اقساط]	اپریل۲۰۲۴/ ۳۷ تا ۴۹، مارچ۲۰۲۴/ ۲۷ تا ۳۶
'' ''	ڈی فائی: ایک اور نیا عالمی معاشی بحران؟	دسمبر۲۰۲۳/ ۳۸ تا ۴۱
'' ''	کرپٹوکرنسی سُود کی شکل کیسے ہے؟	جون۲۰۲۴/ ۳۸ تا ۴۲
'' ''	کرپٹوکرنسی کی ماہیت وحقیقت	مئی۲۰۲۴/ ۳۵ تا ۴۸
سعود عالم قاسمی	مادہ پرستی اور زندگی پر اس کے اثرات	مئی۲۰۲۴/ ۲۵ تا ۳۴

اُمتِ مسلمہ و عالم اسلام

ابوغفران احمد	اہل غزہ کے مظالم پر مغربی اقوام کی صدائے احتجاج	مئی۲۰۲۴/ ۵۸ تا ۵۹
انور شاہ، مفتی سیّد	اسلامی نام اور غیر مسلموں کی سازش	جون۲۰۲۴/ ۴۳ تا ۴۷
حبیب اللہ حقانی، سیّد	ارض فلسطین پر یہود کے مظالم، ملک کی موجودہ سیاسی صورتحال	مارچ۲۰۲۴/ ۲ تا ۳
ذاکر حسن نعمانی، مفتی	مرعوب، غلام اور مجبور امتِ مسلمہ	دسمبر۲۰۲۳/ ۵۲ تا ۵۶
فاطمہ بھٹو	غزہ کی مائیں اور مغربی فیمن ازم کی حقیقت	جون۲۰۲۴/ ۲۳ تا ۲۸
محمد اسرار مدنی	خودکار مہلک ہتھیاروں کی صنعت: عالمی قوانین اور اسلامی نقطہ نظر	اکتوبر۲۰۲۳/ ۴۹ تا ۵۳
محمد اسلام حقانی (مصر)	مسئلہ فلسطین از علامہ زاہد الراشدی	دسمبر۲۰۲۳/ ۶۳ تا ۶۴
محمد اسلام حقانی	حماس کے سربراہ اسماعیل ہنیہ شہیدؒ کی شہادت	جولائی۲۰۲۴/ ۶
محمد صابر حسین ندوی	غزہ پر اسرائیلی جارحیت اور عالم اسلام کے بے حسی	اکتوبر۲۰۲۳/ ۴۶ تا ۴۸
محمد صابر حسین ندوی	غزہ کے جیالے: عہد اویس کے علمبردار	دسمبر۲۰۲۳/ ۴۲ تا ۴۴
محمد صابر حسین ندوی	مسلم حکمرانوں کی خوئے غلامی	مئی۲۰۲۴/ ۶۰

متفرقات

انوارالحق، مولانا	قرب قیامت کی نشانیاں	دسمبر۲۰۲۳/ ۶ تا ۱۳
اجون سید حقانی	مسلح تصادم اور ہنگامی حالات میں صحافت	جولائی۲۰۲۴/ ۶۳ تا ۶۴
انوارالحق، مولانا	اورتم خوار ہوئے تارک قرآں ہوکر	اکتوبر۲۰۲۳/ ۹ تا ۱۵

خورشید ندیم	مذہبی سفارت کاری کیا ہے؟	دسمبر۲۰۲۳/۲۳ تا۲۵
صابر علی	برطانوی استعمار کی آمد تسلط اور نفوذ میں ریسورس پرسن کا کردار	جنوری۲۰۲۴/ ۵۵تا۵۸
ضیاء اللہ، ڈاکٹر	تعلیمی اداروں میں اسکے بیز (SCABIES) کی بیماری	اپریل۲۰۲۴/۶۰
محمد راشد ڈسکوی	موسم گرما سے متعلق شریعت کی تعلیمات	مئی۲۰۲۴/ ۴۹تا۵۷
ادارہ(مبصر)	تحقیقی مجلّہ ''العصر اسلامکس'' پشاور، [نگران: مفتی غلام الرحمٰن، مدیر: احسان الرحمٰن عثمانی]	جون۲۰۲۴/۶۲ تا۶۳
ادارہ(مبصر)	تعلیماتِ اسلام از عتیق الرحمٰن گورچانی	جون۲۰۲۴/۶۴
محمد اسلام حقانی(مبصر)	سہ ماہی ''تجلیات فرید'' [مدیر: محمد ایاز حقانی]	جولائی۲۰۲۴/۷۲
'' ''	جامعات میں اسلامی تحقیقی مقالہ جات [مرتبین: محمد شاہد حنیف، سمیع الرحمٰن ودیگر]، تین جلدیں	دسمبر۲۰۲۳/۶۰ تا۶۲

دارالعلوم حقانیہ: خصوصی سرگرمیاں

حبیب اللہ حقانی	جامعہ حقانیہ کی جلسہ دستار بندی کی روداد	جنوری۲۰۲۴/۱۴تا۱۶
'' ''	جامعہ حقانیہ اور جمعیۃ التعامن الاسلامی افریقہ کے درمیان تعلیمی معاہدہ	جولائی۲۰۲۴/۳۲تا۳۵
شوکت علی حقانی	نہضۃ العلماء انڈونیشیا کے چیئرمین وسفیر کی حقانیہ آمد وخطاب	جولائی۲۰۲۴/ ۱۶
عبدالحق ثانی، صاحبزادہ	تنظیم ''نہضۃ العلماء'' انڈونیشیا کے چیئرمین اور سفیر صاحب کی دارالعلوم آمد	جولائی۲۰۲۴/ ۶۸

دارالعلوم حقانیہ کے شب وروز

عبدالحق ثانی، صاحبزادہ مہتمم مولانا انوارالحق کی مصروفیات: اکتوبر۲۰۲۳/۴۷، دسمبر۲۰۲۳/ ۵۷، جنوری۲۰۲۴/ ۵۹تا۶۲، مارچ۲۰۲۴/ ۵۹تا۶۰، اپریل۲۰۲۴/ ۶۱ تا۶۲، مئی۲۰۲۴/ ۶۱ تا۶۲، جون۲۰۲۴/ ۶۰، جولائی۲۰۲۴/ ۶۸ تا۶۹

عبدالحق ثانی، صاحبزادہ نائب مہتمم مولانا حامد الحق حقانی کی مصروفیات: اکتوبر۲۰۲۳/ ۵۷تا۶۷، دسمبر۲۰۲۳/ ۵۷تا۵۹، جنوری۲۰۲۴/ ۶۰+۶۲، مارچ۲۰۲۴/ ۶۰، اپریل۲۰۲۴/ ۶۲، مئی۲۰۲۴/ ۶۲، جون۲۰۲۴/ ۶۰، جولائی۲۰۲۴/ ۶۹ تا۷۰

عبدالحق ثانی، صاحبزادہ اسلامی نظریاتی کونسل کے چیئرمین اور دیگر دانشوروں کی آمد/ اکتوبر۲۰۲۳/۷۲......جامعہ حقانیہ میں جدید وسیع وعریض خوبصورت گراونڈ اور چمن کی تیاری/ اکتوبر۲۰۲۳/ ۷۳......جامعہ کے اساتذہ کا سفر عمرہ/ دسمبر۲۰۲۳/ ۵۷......جامعہ دارالعلوم حقانیہ کی تقریب دستار بندی/ جنوری۲۰۲۴/ ۵۹......خاندان حقانی میں دو حفاظ کی دستار بندی/ جنوری۲۰۲۴/ ۵۹......جامعہ دارالعلوم حقانیہ اور وفاق المدارس کے سالانہ امتحانات/ جنوری۲۰۲۴/ ۶۰......مدرسہ ہاجرہ للبنات جامعہ دارالعلوم حقانیہ کی تقریب چادر پوشی/ جنوری۲۰۲۴/ ۶۰......افریقی علما ومشائخ کی دارالعلوم حقانیہ آمد/ جنوری۲۰۲۴/ ۶۰ تا۶۱...... جامعۃ الرشید کراچی میں مجلس مناقشات میں جامعہ دارالعلوم حقانیہ کی نمائندگی/ جنوری۲۰۲۴/ ۶۱......جامعہ کی تعطیلات کے دوران حسب سابق دورہ تفسیر کا اہتمام/ مارچ۲۰۲۴/ ۵۹......مدیر ''الحق'' سے سفارتکاروں کی ملاقات/ مارچ۲۰۲۴/ ۶۰......دارالعلوم حقانیہ کے نئے تعلیمی سال/ اپریل۲۰۲۴/ ۶۱......دارالعلوم میں شعبہ ''معہد اللغۃ العربیۃ'' کا اجراء/ اپریل۲۰۲۴/ ۶۱......افغان امور کیلئے برطانیہ کے سفیر مسٹر رابرٹ کی مولانا راشد الحق سے ملاقات/ اپریل۲۰۲۴/ ۶۲......انڈونیشین سفارتکاروں کی مدیر ''الحق'' سے ملاقات اور دارالعلوم کا دورہ/ مئی۲۰۲۴/ ۶۱......انڈونیشیا کے سفیر کی دارالعلوم حقانیہ تشریف آوری/ جون۲۰۲۴/ ۵۸تا۵۹......برطانوی سفارتکاروں کی جامعہ دارالعلوم حقانیہ آمد/ جون۲۰۲۴/ ۵۹......ایرانی سفیر صاحب کی دارالعلوم حقانیہ آمد/ جون۲۰۲۴/ ۶۰......دارالعلوم کے اساتذہ کا سفر حج/ جون۲۰۲۴/ ۶۰

Redg No. P-90 Monthly "Alhaq" Akora Khattak.

تفسیر لاہوری

درسی افادات
حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ

ضبط و تالیف
حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ

تکمیل و نگرانی
مولانا راشد الحق سمیع
مدیر اعلیٰ مجلہ "الحق" و موتمر المصنفین

ترتیب و تدوین
مولانا محمد فہد حقانی
رکن موتمر المصنفین

موتمر المصنفین جامعہ دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک